TIGHT BINGING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188355
UNIVERSAL
LIBRARY

Osmania University Library

Call No ۹۲۵ ی ۹۶۳ س - ن

Accession No. ۱۱۶۱۲

Author محمد سراج الدین طالب

Title نظام علی خان سوانح زندگی اور عہد حکومت۔

This book should be returned on or before the date last marked below

سلطنت آصفیہ کے مشہور تاجدار

نظام علی خان

نظام الملک آصف جاہ ثانی

(کے)

سوانح زندگی کا دوسرا حصہ

(مؤلف)

محمد سراج الدین طالب

۱۳۵۳ھ
۱۹۳۴ء

جملہ حقوق محفوظ

مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد دکن

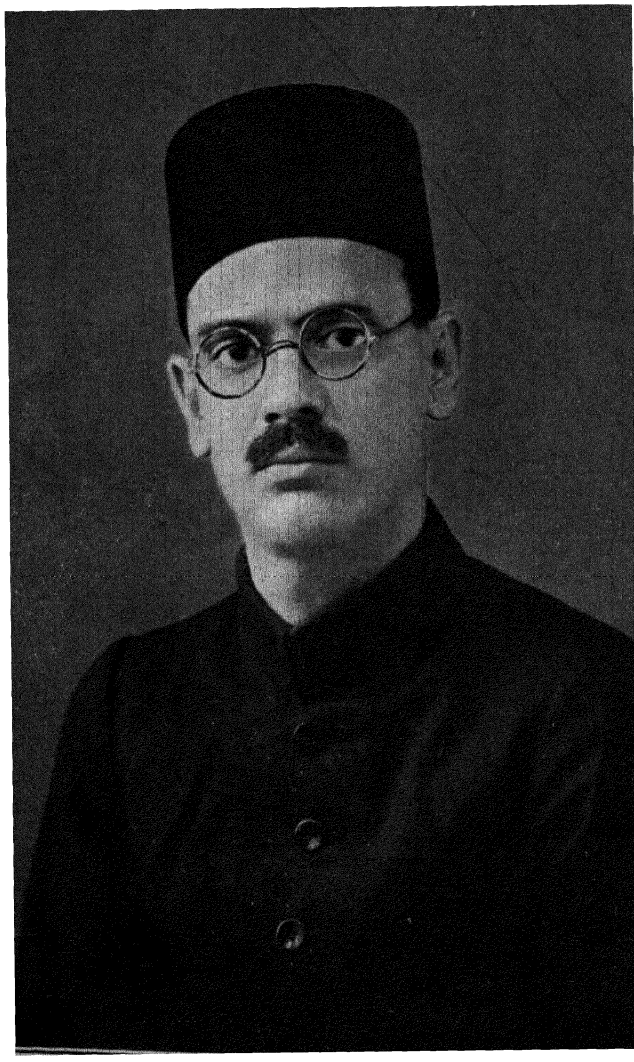

محمد سراج الدين طالب

انتساب

نظام علی خان

کے

حصہ دوم کو

میں اپنے والد مرحوم مولوی کمال الدین صاحب کی یاد و محبت میں
ان کے نام سے منسوب کرکے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو جوارِ رحمت نصیب کرے

اور میری اس تالیف کو قبول عام

محمد سراج الدین طالب

تعریف کتاب

سوانح حیات نظام علیخاں کی ترتیب دو حصوں میں کی گئی ہے پہلا حصہ تو اُن واقعات پر مشتمل ہے جن کے تحت نظام علیخاں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اس کے بعد سے ان کی وفات تک کے واقعات دوسرے حصہ میں رکھے گئے ہیں پہلا حصہ قبل ازیں شائع ہو چکا ہے اسی کا دوسرا حصہ ہے جو قارئین کرام کے ملاحظہ میں پیش ہے تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ دوران سلطنت میں نظام علیخاں کی طرز حکومت دو متباین صورتیں اختیار کی ہیں ایک تو وہ جو رکن الدولہ کی دیوانی کے زمانہ میں تھی دوسری وہ جو راجہ مدار المہامی کے عہد میں رہی۔ اس طرح سیاسی نقطۂ نظر سے اس عہد کے دو دور ہو جاتے ہیں۔ اسی امتیاز کے لئے اس حصہ کو علیحدہ علیحدہ دو ابواب میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس کی تدوین میں علاوہ مطبوعہ و شائع شدہ کتب کے مخطوطات و اسناد سے استفادہ کیا گیا ہے جن تک بہت کم اصحاب کو دست رس ہوا ہے۔

اس حصہ کے لئے بھی تصاویر فراہم کرنے کی کوشش کی گئی جنکی تفصیل فہرست تصاویر کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی ان میں قلعہ اودگیر کی ایک تصویر ہے جو حصہ اول میں جنگ اودگیر کے سلسلہ میں دیجانی چاہئے تھی چونکہ وہ بعد از وقت ہمدست ہوئی اس لئے اس کو اس حصہ میں داخل کر دیا گیا ہے۔

پرانی حویلی حیدرآباد دکن
۱۱ محرم ۱۳۴۲ھ

مؤلف کمترین
محمد سراج الدین طالب

اظہارِ امتنان

بڑی ناانصافی اور احسان فراموشی ہوگی اگر اُن اصحاب کا ذکر نہ کروں جن کی توجہ سے کتاب کو حتی الامکان بہمہ وجوہ مکمل پیش کرنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔

۱۔ سب سے پہلے قابل ذکر جناب نواب سالار جنگ بہادر ہیں جنہوں نے اپنی علم دوستی سے فراخ حوصلگی کے ساتھ اپنے بیش بہا کتب خانہ مخطوطات سے استفادہ کی اجازت فرمائی اور اپنے نگار خانہ سے بعض قلمی تصاویر کے عکس مرحمت فرمائے۔

۲۔ جناب مولوی سید خورشید علی صاحب اپنی خاص عنایت و کرم سے دفتر ذاتی و مال کے بعض اسناد و نقشہ جات اور دفتر مذکور کے کتب خانہ کے بعض خاص کتب سے استفادہ کی اجازت دیکر میرے ماخذات و معلومات میں ایک معقول اضافہ کا باعث ہوئے۔

آخر میں میں اپنے عزیز برادر عمزاد نور اللہ محمد صاحب نوری کی اس محنت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو دوران طباعت انھوں نے کاپیوں کی تصحیح اور پروف خوانی میں اٹھائی ہے۔

محمد سراج الدین طالب

علیہیات

انگریزی

۱ اَورفیت فل الائی دی نظام
۲ دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء
۳ دی نظام (برگس)
۴ ڈسپاچس آف ویلزلی (آرتھر مارٹن)
۵ فارسٹس سلک شنس (مرہٹا سیریز)
۶ میموار اینڈ کرسپانڈنس آف مارکوئس ویلزلی (آر۔ آر۔ پیرس)
۷ نظام علیس رے شنس وت مرہٹاس (قاسم علی عجن لال)
۸ ہسٹری آف دی مرہٹاس
۹ ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل
۱۰ ہسٹری آف حیدر شاہ
۱۱ ہسٹری آف لٹریری ٹرانزیکشنس آف دی برٹش نے شن ان ہندوستان
۱۲ ہسٹری آف دی مدراس آرمی
۱۳ ہسٹری آف دی بنگال آرٹلری
۱۴ ہسٹری آف دی برٹش انڈیا (جیمس مل)
۱۵ ہسٹری آف انڈیا (مارشس مَن)

فارسی و اُردو

۱ تاریخ طفرہ
۲ تذکرۂ نرل
۳ توزک آصفیہ
۴ حدیقۃ العالم
۵ خزانۂ عامرہ
۶ سلطنت خداداد (اردو)
۷ سوانح دکن
۸ فیوضات سبحانی
۹ گلزار آصفیہ
۱۰ مآثر آصفی
۱۱ میر عالم (اردو)
۱۲ نشان حیدری

فہرستِ مضامین نظام علی خاںؒ

حصّۂ دوم

دورِ اول — صفحہ

پیشوا پر فوج کشی ۱

۱ مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین خانہ جنگی اور اس کے اسباب ۱

۲ مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علیخاں کی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ ۲

۳ نظام علیخاں اور رگھوناتھ راؤ میں جنگ اور اس کا سبب ۵

۴ پونہ کی تباہی ۷

جنگ راکس بھون ۸

۵ مولٰی خان رکن الدولہ کا میدان جنگ سے فرار ہونا ۱۰

۶ خدمت دیوانی پر رکن الدولہ کی سرفرازی اور اس کا سبب ۱۴

۷ نظام علیخاں کا تہیۂ ادھونی کی جانب ۱۷

بسالت جنگ کی جد و جہد ۱۸

۸ حصول اقتدار ریاست کے لئے بسالت جنگ کی سعی ۱۸

۹ فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ ۱۸

۱۰ بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ ۲۱

۱۱ بسالت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات ریاست میں دخیل ہونا۔ ۲۳

۱۲ صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان ۲۵

۱۳ بسالت جنگ کو صلابت جنگ کی وفات کی اطلاع پر بدگمانی ۲۶

۱۴ بسالت جنگ پر نظام علیخاں کی فوج کشی ۲۷

		صفحہ
	نظام علیخاں کرناٹک میں	۲۸
۱۵	چندر بدن اور مہیار کا قصہ عشق اور ان دونوں کی قبر کی زیارت	۲۸
۱۶	نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب کرناٹک کا مدراس چلا جانا	۲۹
	کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی	۳۱
۱۷	کرناٹک سے واپسی کا راستہ	〃
۱۸	نظام علیخاں کا حیدرآباد واپس آکر انتظام ریاست میں منہمک ہونا۔	۳۲
۱۹	محکم سنگھ پیشکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر	۳۳
	راجۂ ناگپور پر حملہ	۳۴
۲۰	جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا	〃
۲۱	صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانعالی سے اور ضیافت کے بعد واپسی۔	۳۵
۲۲	گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکم سنگھ پیشکار کا قتل۔	۳۶
	ریاست میں انگریزوں کی مداخلت	۳۹
	سرکار انشالی پر انگریزوں کا تصرف اور نظام علیخاں	

		صفحہ
۲۳	کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ	۴۰
۲۴	۱۷۶۶ء کے معاہدات کے اثرات و نتائج	۴۱
	جنگ میسور	۴۳
۲۵	۱۷۶۷ء کی جنگ میسور کی ابتداء اور اس میں نظام علیخاں کی شرکت کا سبب	۴۳
۲۶	نظام علیخاں کا اتحاد حیدر علیخاں سے	۴۴
۲۷	نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے باہمی اتحاد کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی علیحدگی۔	۴۸
۲۸	حیدر علیخاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے مراسم ظاہری	۵۱
۲۹	حیدر علیخاں، محفوظ خاں، اور نظام علیخاں کے مابین تکمیل تہنامہ اور اس کے شرائط۔	۵۳
۳۰	ٹیپو سلطان کا بندگان عالی کی خدمت میں حاضر ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیخاں کے شک و شبہات	۵۵
۳۱	حیدر علیخاں کا خط گورنر مدراس کے نام	۵۶
۳۲	چنگاما اور ترناملی پر فریقین کے مقابلے	۵۸
۳۳	رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیخاں کی فوج کا تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے مدراس پر حملہ	۶۲
۳۴	ٹیپو سلطان مدراس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں کا	

صفحہ

حیدر علیخاں کی ضیافت کرنا۔ ۶۶

۳۵ رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علیخاں کے ساتھ شریک جنگ ہونا اور شکست پانا۔ ۶۸

۳۶ حیدر علیخاں اور رکن الدولہ میں افتراق ۷۰

۳۷ انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سلسلہ جنبانی ۷۳

۳۸ رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں اُن کی آؤ بھگت۔ ۷۵

۳۹ تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط ۷۶

۴۰ مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تحائف کا گورنر مدراس و نظام علیخاں کے مابین تبادلہ ۸۲

راجہ ناگپور پر لکر حملہ ۸۴

۴۱ راجہ ناگپور پر لکر حملہ اور اس کی وجہ ۸۴

۴۲ صلح نامہ کنکاپور کی تکمیل اور اس میں ریاست آصفیہ کے مفاد سے قطع نظر ۸۵

۴۳ بلدۂ حیدرآباد کا پایۂ تخت قرار دیا جانا ۸۹

۴۴ نماز استسقاء اور شدت باراں سے طغیانی ۹۰

۴۵ ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ ۹۳

۴۶ رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو ۹۴

۴۷ مادھو راؤ پیشوا کے بعد نارائن راؤ کا پیشوا بننا اور رگھناتھ راؤ کی سازش سے مارا جانا صفحہ ۹۵

۴۸ رگھناتھ راؤ پیشوا کا ممالک محروسہ پر حملہ۔ ۹۶

۴۹ نقشہ صف ہائے جنگ بیدر۔ ۹۷

۵۰ شاہ تجلی کا خواب اور اس کی تعبیر ۹۰۰

۵۱ نارائن راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیخاں کی شرکت ۱۰۳

قتل دیوان رکن الدولہ ۱۰۶

دور دوم

قایم مقامی رکن الدولہ ۱۲۱

۵۲ افواج پائیگاہ کی ابتداء ″

۵۳ غلام سید خاں ارسطو جاہ کی اودھ سے حضور میں باریابی اور خدمت دیوانی سے ان کا تعلق ۱۲۲

۵۴ سکۂ لقب کی ترویج اور اس کے افتتاحی احکام ۱۲۴

۵۵ مدراس گورنمنٹ کے سفیر مسٹر ہالنڈ کا ورود حیدرآباد میں اور تصفیہ طلب مسائل پر گفت و شنید ۱۲۵

جنگ زمل ۱۳۰

۵۶ جنگ زمل اور اس کے اسباب ″

۵۷ نقشہ صفوف جنگ ۱۱۹۷ھ ۱۳۷

اتحاد پیشوا و نظام علیخان ۱۴۱

۵۸ ٹیپو سلطان کے مقابلے کیلئے مرہٹوں کا نظام علیخاں کو صفحہ
اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت
صلح نامہ ایت گیر کا طے پانا ۱۴۱
۵۹ قلعۂ بادامی کا محاصرہ ۱۴۷
۶۰ قلعۂ ادھونی کا محاصرہ ۱۴۸
۶۱ قلعۂ شاہ نور پر متحدین کا حملہ ۱۵۰
۶۲ تنخواہ جاگیر کی نسبت احکام ۱۵۱
سفارت جان کناوے ۱۵۳
۶۳ ۱۲۰۳ھ کا جشن سالگرہ ۱۵۶
سفارت منجانب ٹیپو سلطان ۱۵۸
معاہدۂ نظام علیخاں و کمپنی انگریزی ۱۶۱
جنگ میسور ۱۷۹۲ء / ۱۲۰۶ھ ۱۶۷
جنگ کھرڑلہ ۱۷۴
۶۴ کھرڑلے کی جنگ کے اسباب ″
۶۵ مرہٹوں کے مقابلے میں انگریزوں کا نظام کی مدد سے انکار ″
۶۶ نظام علیخاں کے خلاف راجہ سندھیا کی
ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی ۱۷۵
۶۷ نظام علیخاں کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ ۱۷۶
۶۸ جنگ کی تفصیل ۱۷۸
۶۹ نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھرڑلہ صفحہ ۱۷۹
۷۰ کھرڑلے کی جنگ میں نظام علیخاں کی شکست کا سبب ۱۸۱
۷۱ صلح نامۂ کھرڑلہ کے شرائط ۱۸۲
انگریزی فوج کی برطرفی ۱۸۳
۷۲ انگریزوں سے نظام علیخاں کی ناراضی ″
۷۳ نظام علیخاں کے فرزند اکبر عالیجاہ کا خروج ۱۸۶
۷۴ انگریزی فوج کی مکر رامموری ۱۸۷
۷۵ سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ اور عالیجاہ کا
سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا ″
پیشوا سے استرداد ملک ۱۹۰
۷۶ پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال اور ان کی
قائم مقامی کے جھگڑے
۷۷ پیشواء کی قایم مقامی کے جھگڑے میں ارسطوجاہ
کی حکمت عملی اور ان کی مخلصی ۱۹۲
۷۸ نانا پھڑنویس کے منصوبوں کی تکمیل ۱۹۶
۷۹ عہدنامۂ بھاڑی کی تعمیل ۱۹۷
جنگ میسور ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۹ء ۲۰۱
۸۰ عہدنامۂ امدادی کی تکمیل ۲۰۴
۸۱ عہدنامہ کی تکمیل کی فوج پر سکندر جاہ کی تحت نشینی

		صفحہ
	میں استعداد کی شرط اور اس کے اسباب	۲۰۵
۸۲	فرانسیسی فوج کی برطرفی تحت معاہدہ سنہ ۱۹۸ء / ۱۲۱۳ھ	۲۰۸
۸۳	وجہ تحریک اور اعلان جنگ	۲۱۴
۸۴	حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان	〃
	تقسیم ملک میسور	۲۱۸
۸۵	میر عالم کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں	۲۲۹
	انتقال نظام علی خاں	۲۳۰
۸۶	نظام علی خاں کا انتقال اور اُن کا مدفن	〃
۸۷	ازواج واولاد نظام علیخاں	۲۳۱
۸۸	عمارات	۲۳۲

		صفحہ
ضمیمۂ الف	شجرۂ نظام علیخاں	۲۳۴
ضمیمۂ ب	عہدنامہ ایت گیر سنہ ۱۹۸ء	۲۳۵
ضمیمۂ ج	عہدنامہ مہاراز بالاجی پنڈت	۲۴۰
ضمیمۂ د	تہ نامۂ سندھیہ	۲۴۴
ضمیمۂ ھ	عہدنامہ امدادی سنہ ۱۷۹۸ء / ۱۲۱۳ھ	۲۴۷
ضمیمۂ و	رقعۂ ارسطو جاہ موسومہ میر عالم	۲۵۳
	اشاریہ حصۂ اول	۲۶۶
	اشاریہ حصۂ دوم	۲۸۱

فہرست تصاویر

۱	تصویر مؤلف		سرورق
۲	تصویر قلعہ اودگیر	محاذی صفحہ	۱
۳	تصویر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی	〃 〃	۷
۴	تصویر رکن الدولہ	〃 〃	۱۴
۵	نذر ارسطو جاہ بہ نظام علیخاں	〃 〃	۱۲۴
۶	اعظم الامراء ارسطو جاہ	〃 〃	۱۹۴
۷	نظام علیخاں آصف جاہ ثانی بسن پیری	〃 〃	۲۰۲

نظام علی خانؒ

حصّۂ دوم

دورِ اوّل

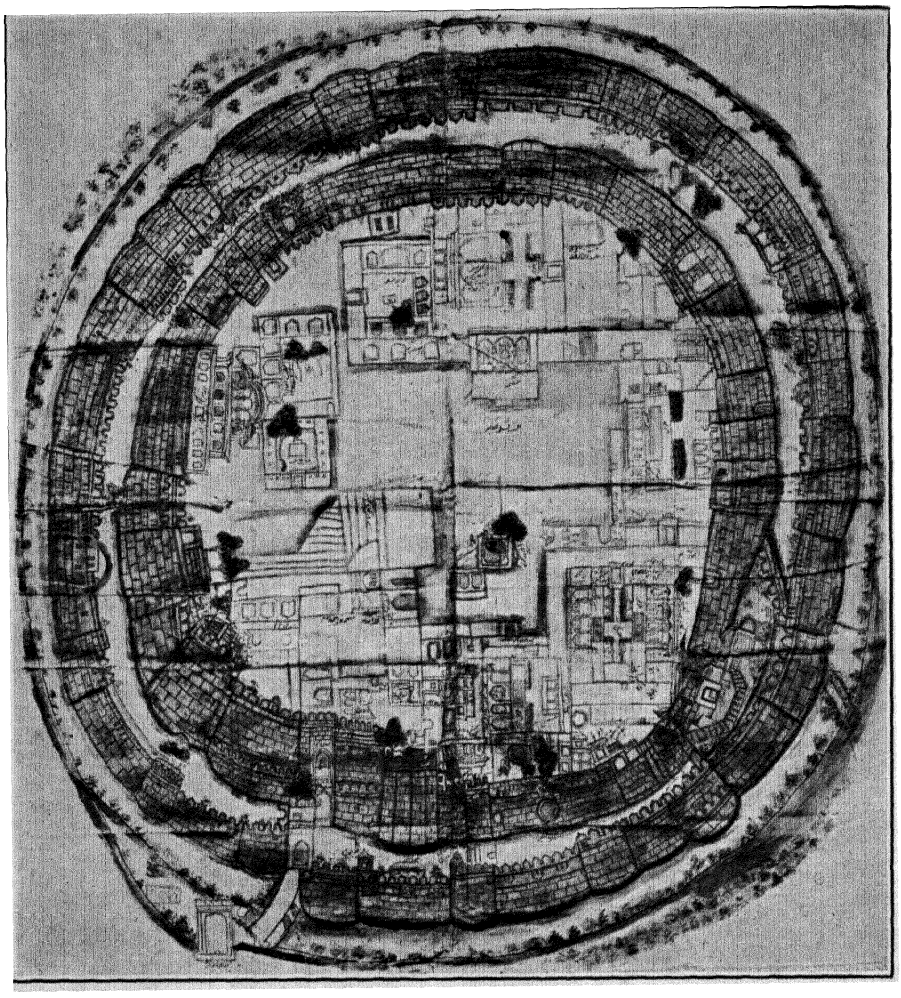

قلعہ اودگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظام علی خان

حصہ دوم

پیشوا پر فوج کشی

مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین خانہ جنگی اور اس کے اسباب

صلابت جنگ کے منزوی ہونے کے بعد نظام علیخاں مستقل طور سے تخت سلطنت پر متمکن ہوے ابھی انتظامات ریاست کی طرف متوجہ ہونے نہیں پائے تھے کہ ان کو مرہٹوں کی خانہ جنگی میں شریک ہونا پڑا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نظام علیخاں اور مادھوراؤ پیشوا کے مابین صلح ہوگئی اور نوجوان پیشوا پونہ کو روانہ ہوا تو اس نے اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ انتظام ریاست میں اپنا حصہ بھی رہے کیونکہ ابتک کمسن ہونے کے باعث اُس کی طرف سے اُس کا چچا ریاست کے کاروبار انجام دیتا تھا۔ بھتیجے کا یہ مطالبہ چچا کو ناگوار ہوا۔ یہی جھگڑے کی بنیاد ہے ٹیلر[1] نے اس جھگڑے کی بناء یہ بتائی ہے کہ مادھوراؤ کی والدہ گوپیکا بائی کا طرز عمل مناسب نہیں تھا جس پر رگھناتھ راؤ شوہر کا بھائی ہونے کی حیثیت سے تہدید کرتا تھا جو اُس کو ناگوار ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنے لڑکے کو چچا کے خلاف بھڑکا دیا جس پر مادھوراؤ نے رگھناتھ راؤ کو

---

[1] فارسٹس سلکٹنس مرہٹا پیپرز، جلد اول حصہ دوم ۱۲

قید کر لینے کا منصوبہ باندھا اس سے مطلع ہو کر رگھناتھ راؤ ۳ صفر ۱۱۷۶ھ (م ۲۴ اگست ۱۷۶۲ء) کو صرف چند سواروں کے ساتھ پونہ سے نکل کر ناسک چلا گیا۔ محمد مراد خاں[1] اورنگ آبادی نے اس طرح اس کے بے سروسامان آنے کی خبر پائی تو ۱۴ صفر سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نکل کر ناسک پہنچا اور رگھناتھ راؤ سے ملا۔ مراد خاں کے آملنے سے مادھو راؤ کے طرفداروں میں سے اکثر مرہٹہ سردار یہ خیال کر کے کہ نظام علیخاں رگھناتھ راؤ کی حمایت پر ہیں اس کے ساتھ متفق ہو گئے یہ ہے بیان آزاد بلگرامی کا لیکن گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ اس موقع پر رگھناتھ راؤ نے مرہٹہ ریاست کے اکثر عہدہ داروں کو اپنا شریک کر لیا اور وہ یہ خیال کر کے کہ ریاست کے کاروبار اپنے بغیر چل نہیں سکینگے۔ اپنی اپنی خدمات سے دست بردار ہو گئے جس کے بعد مادھو راؤ نے سداشیو چمناجی بھاؤ کے ماموں ترمبک راؤ ماما کو اپنی وزارت پر نامزد کیا۔ جب ترمبک راؤ نے اس خدمت کو قبول کر لیا تو رگھناتھ راؤ کو نہ صرف اُس کے بلکہ ہر شخص کے خلاف جو اس موقع پر اس کا شریک تھا ایک سخت غصہ اور انتقامی جوش پیدا ہو گیا۔

مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علیخاں کی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ۔

جب مراد خاں رگھناتھ راؤ سے متحد ہو گیا تو اس نے بنگاناپلی سے اس کی امداد کرنے کے لیے معروضہ کیا جس پر خود دولت نے

---

[1] یہ ابتدا میں لشکر خاں کی سرکار میں ایک باگیر تھا اور پھر چند سواروں کا جمعدار ہو گیا اور اس کے بعد راجہ پرتاب دنت کی مدار المہامی کے زمانے میں امارت کے رتبہ کو پہنچ گیا تھا گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں وہ اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا لیکن ہمیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے یہ یقین کیا جا سکتا کہ وہ اس وقت یا اس سے پیشتر یا بعد اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا صاحب خزانہ عامرہ نے اس کے متعلق صرف یہ تعریفی الفاظ لکھے ہیں "محمد مراد خاں بہادر اورنگ آبادی کہ از عمدۂ نوکران آصف جاہ بانی است و بہ استمالت عظیم از نواب مغفور در اورنگ آباد اقامت داشت" اس سے بھی اس کا صوبہ دار ہونا ثابت نہیں ہے ۱۲

[2] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۷۔

احکام اعانت صادر فرمائے اور خود بھی اس کی مدد پر نکلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اس امداد سے نظام علیخاں کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس نقصان کی تلافی کریں جو سابقہ مرہٹہ لڑائیوں میں انھوں نے برداشت کیا تھا۔

رگھناتھ راؤ اپنی اس طرح جمع کی ہوی کثیر فوج کے ساتھ اورنگ آباد سے پُونا روانہ ہوا۔ گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ[1] احمد نگر اور پونہ کے مابین رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے پر حملہ کر دیا۔ مادھو راؤ نے دور اندیشی کر کے اپنے آپ کو چچا کے حوالے کر دیا۔ لیکن صاحب توزک آصفیہ کہتا ہے کہ بند گانعالی[2] اور رگھناتھ راؤ کی متفقہ فوجیں دریائے بھیما کے کنارے تک پہنچیں مادھو راؤ اپنی فوجوں کے ساتھ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ٹھیر گیا طغیانی کی وجہ سے عرصہ تک عبور ممکن نہ ہوا اور جنگ میں تعویق ہو گئی اس دوران میں مُراد خان ایک رات اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ دریا کو عبور کر کے خفیہ طور پر مادھو راؤ کے ڈیرے میں داخل ہو گیا اور اس کو دستگیر کر کے اپنی قیام گاہ پر لایا اور دوسرے روز رگھناتھ راؤ کو اپنے ڈیرے میں بلا کر دونوں چچا بھتیجے کو عہد و پیمان کے ساتھ ملا دیا۔ خدا جانے صاحب توزک آصفیہ کو یہ واقعہ کس ذریعہ سے معلوم ہوا۔ غلام علی آزاد بلگرامی جو اس عہد کے بڑے مؤرخ ہیں اور تقریباً اس زمانہ کی ہر جنگ میں شریک بھی رہے ہیں اس جنگ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ادھر[3] رگھناتھ راؤ اورنگ آباد سے نکل کر احمد نگر کی طرف روانہ ہوا۔ اور ادھر مادھو راؤ نے پونہ سے احمد نگر کا رخ کیا

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۳۶۔ [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۳۸۔
[3] خزانۂ عامرہ صفحہ ۷۶۔

حتیٰ کہ ۵ ربیع الآخر ۱۱۷۶ھ (م ۲۴۔ اکتوبر ۱۷۶۲ء) کو احمد نگر سے بارہ کوس پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مادھوراؤ شکست کھا کر میدان جنگ سے علیحدہ ہوگیا اور امان چاہی دوسرے روز اپنے آپ کو اپنے چچا کے پاس پہنچایا۔ یہ مسلم ہے کہ نظام علیخاں نے اس جنگ میں رگھناتھ راؤ کو مدد دی اور دونوں فریقوں میں باہم صلح ہوگئی۔ ممکن ہے کہ نظام علیخاں کے امراء نے اپنے طور پر مادھوراؤ کو نشیب و فراز سے آگاہ کر کے رگھناتھ راؤ سے مصالحت کرادی ہو۔

اس موقع پر نظام علیخاں خود رگھناتھ راؤ کی مدد کرنے کے لئے بیدر سے احمد نگر روانہ ہوئے تھے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ صلح ہوگئی ہے یہ اطلاع پاکر بندگانعالی نے پیرگاؤں ہی میں قیام فرمایا۔ رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ یہاں آکر اعلیحضرت سے ملاقات کی ۱۰ ماہ جمادی الاول کے اوائل میں کئی ضیافتیں جانبین سے ہوئیں اور یہیں اُس نے اس اعانت کے معاوضہ میں بندگانعالی کی خدمت میں پچاس لاکھ محاصل کا علاقہ اور قلعۂ دولت آباد گزرانا اور کاغذات گزاشت عہدہ داران بندگانعالی کے تفویض کئے گرانٹ ڈف یہ کہتا ہے کہ جنگ میں مدد دینے کے معاوضہ میں رگھناتھ راؤ نے وعدہ کیا کہ قلعۂ دولت آباد، سیونی، سیرگڈھ اور احمد نگر کے علاوہ اکاون لاکھ سالانہ محاصل کا علاقہ (جو ۱۷۶۲ء کے صلح نامہ میں دیا جانا طے پایا تھا) نظام علیخاں کو دیگا اور خزانۂ عامرہ کے حوالے سے یہ لکھتا ہے کہ سوائے قلعۂ دولت آباد کے نہ کسی اور قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ کسی حصہ ملک پر اس عہدنامہ کی رو سے نظام علیخاں کو عمل دخل ملا۔ حالانکہ خزانۂ عامرہ کی عبارت سے کبھی یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا جو اس نے نکالا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"رگھناتھ[1] راؤ ملک پنجاہ لک روپیہ و قلعۂ دولت آباد در جلدوے ایں اعانت بنواب آصف جاہ گزرانید و اسناد مرتب کردہ بوکلاء سرکار حوالہ نمود۔"

نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ میں جنگ اور اس کا سبب۔

اس جنگ اور مصالحت سے فارغ ہوکر رگھناتھ راؤ اپنے ملک کے انتظامات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یہ تہیہ کیا کہ گزشتہ موقع پر جن لوگوں نے اس سے مخالفت کی تھی ان کا معقول تدارک کرے چنانچہ اسی غرض سے وہ مرج کی طرف بڑھا تا گوپال راؤ پٹ وردھن کی تنبیہ کرے۔ نظام علیخاں کے دیوان پرتاب ونت کو مراد خاں پر بڑا رشک تھا جب انھوں نے یہ دیکھا کہ مراد خاں کے ذریعے رگھناتھ راؤ کے ساتھ اتحاد قایم ہوا ہے اور حالیہ مہم میں کامیابی کی وجہ سے مراد خاں کو سرخ روئی بھی ہوی تو ان کو اس کا حسد ہوا اور اس کی ریس میں راجہ پرتاب ونت نے گوپال راؤ سے مراسلت شروع کی کہ رگھناتھ راؤ سے مقابلہ کی ٹھیرے تو نظام علیخاں سے مدد حاصل کرلے۔ ادھر نظام علیخاں کو اکسایا کہ مرہٹہ ریاست میں تفرقہ پیدا کرنے کے لئے یہ موقع بہتر ہے ساتھ ہی ایک تدبیر اور کی وہ یہ کہ راجہ ستارہ[2] (جو اس زمانے میں نابالغ تھا) کی ولیہ تارا بائی کا انتقال ہوگیا تو خدمت ولایت تفرر طلب قرار پائی جس پر پرتاب ونت نے

---

[1] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۷۔ [2] سیواجی اور اس کے بیٹے کے بعد جب مرہٹہ ریاست میں برہمن وزراء کی قوت زیادہ ہوی تو وہ سیواجی کی اولاد کو برائے نام راجہ بناکر ستارہ میں گدی نشین کرتے تھے اور حکومت خود آپ کرتے تھے ۱۲

ایک طرف جانوجی بھونسلہ (راجۂ ناگپور) کو اس خدمت کا مدعی بنا دیا اور دوسری جانب نظام علیخاں کی طرف سے خفیہ طور پر کولاپور سے مراسلت[1] کی تا اس خدمت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو جائے اس طرح پیشوا مادھوراؤ اور اس کے چچا رگھناتھ راؤ کے خلاف نظام علیخاں کے دیوان نے گوپال راؤ پٹ وردھن کے علاوہ جانوجی بھونسلہ اور کولاپور کے راجہ کی ولیہ کو بھی اکسا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کی تائید میں چند مرہٹہ سردار (مثلاً مورابہ پھڑنویس، سداشیو رامچندر فرزند رامچندر شیونی، بھون راؤ معزول پرتی ندھی) بندگانعالی سے آملے جس سے اس موقع پر ان کی فوج اور قوت بہت زیادہ ہوگئی۔ صرف ملہار راؤ ہولکر اور دتاجی گیکواڑ رگھناتھ راؤ کے ساتھ رہے اپنی کمزوری کو محسوس کرکے اس نے مقابلہ کو مناسب تصور نہ کیا اور نظام علیخاں کی فوج کے بازو بازو سے آگے نکل گیا اور اورنگ آباد پہنچکر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ بندگانعالی اس کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچے تو وہ محاصرہ چھوڑ کے بھاگ نکلا اور جانوجی بھونسلہ کے علاقہ میں داخل ہوکر دیہات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کردیا جب وہاں بھی نظام علیخاں اس کے تعاقب میں پہنچے تو وہ مونگی پٹن چلا گیا اور پھر جنوب مشرقی سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں داخل ہوکر لوٹ مار مچادی۔ نظام علیخاں نے کچھ دور اس کا تعاقب کیا لیکن جب اس نے حیدرآباد کا رُخ کیا تو انھوں نے خیال کیا کہ اس کے تعاقب سے بہتر ہوگا کہ مرہٹوں کے مرکزی شہر پر حملہ کردیا جائے اور اسی غرض سے وہ سیدھا پونا روانہ ہوئے۔

---

[1] گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ یہ خطوط مرہٹہ مخطوطات میں ہیں اور راجہ کولاپور سے حاصل ہوئے ہیں یہ سنبھاجی کی بیوہ جی جی بائی کے موسومہ ہیں جو اپنے متبنیٰ لڑکے سیواجی نامی کی نابالغی کے زمانے میں اس کی ولیہ تھی۔

پونہ کی تباہی گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ جب[1] پونہ میں یہ خبر پہنچی کہ مغل فوج آرہی ہے تو اکثر اشخاص نے اپنے مال و دولت کو تا حد امکان منتقل کر دیا اور خود آپ کانکن کی پہاڑیوں میں جا چھپے پیشوا کا خاندان اور دفتر سنگڈھ بھیجدیا گیا بریں ہم جانوجی کا ایک عہدہ دار مسمی باپو ورونڈ بہ اتنا جلد پہنچ گیا کہ بھاگنے والوں کو اس نے لوٹ لیا اور سنگڈھ کے دامن کا موضع جلاڈالا بندگانعالی شہر پونہ سے دو کوس کے فاصلے پر قیام فرما ہوے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹ لے وہ گھر جس سے کوئی رقم نہیں ملی مسمار کر دیا گیا اس تباہی پونہ کی وجہ دراصل راجہ پرتاپ وت اور جانوجی بھونسلہ تھے اور یہ سبق نظام علیخاں نے مرہٹوں ہی سے حاصل کیا تھا اولاد محمد خاں ذکا نے اس واقعہ کی تاریخ اس مصرع سے نکالی ہے ع آتش زد پونہ را سپاہِ اسلام، رگھناتھ راؤ ۱۱۶۷ھ حیدرآباد کی جانب پلٹا تو وہاں کے ناظم بہادر دل خان نے شہر کے دروازے بند کر کے ایسا معقول انتظام کیا کہ اس کو شہر میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکا اور باہر باہر ہی سے حملے کر کے رہ گیا بیرون شہر پناہ کے محلہ جات سے البتہ ایک لاکھ اسی ہزار روپئے بعنوان نعل بہا اس نے حاصل کر لئے اور وہاں سے پونہ کی طرف لوٹا راستہ میں یہ کوشش شروع کی کہ ان مرہٹہ سرداروں کو جو نظام علیخاں کے ساتھ تھے ہموار کر لے چنانچہ ایک حصہ ملک کے لالچ پر خفیہ طور سے جانوجی بھونسلہ کو اپنا طرفدار کر لینے میں اس کو کامیابی ہو گئی گرانٹ ڈف کا بیان ہے کہ رگھناتھ[2] راؤ نے جانوجی کو یہ توقع دلائی کہ اس کو اس علاقہ سے جو پیرگاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیخاں کو دیا جانے والا تھا بتیس لاکھ محاصل کا ملک دیا جائیگا بشرطیکہ ان سے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس حصہ اول صفحہ ۵۴۰۔ [2] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۳۸۔

علٰحدہ ہو جائے چونکہ راجہ پرتاب ونت کے دورویہ پن سے اس کے توقعات تقریباً منقطع ہو گئے تھے اس لئے وہ رگھناتھ راؤ کی طرفداری پر رضامند و آمادہ ہو گیا۔

جنگ راکس بھون

شہر پونہ کی تباہی کے بعد بندگا نعالی پورندھر روانہ ہوے اور دریائے بھیما کے کنارے تک تمام ملک روند ڈالا۔ اس حصّہ ملک میں پہنچنے تک موسم بارش آغاز ہو گیا تھا اس لئے خود بدولت نے یہ ارادہ فرمایا کہ برسات بیدر میں گزاریں لیکن جانوجی نے یہ معروضہ کیا کہ اگر اورنگ آباد میں اقامت فرمائی جائے تو مناسب ہوگا کہ وہ مرکزی مقام ہے جہاں سے بیدر بھی قریب ہے پونہ بھی اور برار بھی۔ چونکہ اس توجیہ میں ایک معقولیت تھی اور اعلٰحضرت کو اس کی خفیہ سازباز کا علم بھی نہیں تھا اس لئے اس کے معروضہ کو منظور فرمایا اور عنان عزیمت اورنگ آباد کی جانب منعطف فرمائی۔ رگھناتھ راؤ بندگا نعالی کے لشکر کے پیچھے پیچھے آ لگا حتی کہ نظام علیخاں دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئے اور اپنے کارخانہ جات اور ایک حصّۂ فوج کے ہمراہ راکس بھون کے گھاٹ سے دریا کو عبور کیا اور بقیہ حصّہ فوج راجہ پرتاب ونت کی نگرانی میں دریا کے ادھر ہی کے کنارے پر رُکا رہا عین اس موقع پر جانوجی بھونسلہ اپنی فوج کی تنخواہ نہ پانے کے عذر پر راجہ پرتاب ونت سے علٰحدہ ہو گیا اس تفرقہ سے خبردار ہو کر رگھناتھ راؤ نے ۲۸ محرم ۱۱۷۷ھ (م ۸ اگسٹ ۱۷۶۳ء) کو راجہ بہادر (پرتاب ونت) پر

اچانک حملہ کر دیا۔ جانبین کی فوجیں آپس میں گتھ گئیں معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا نظام علیخاں کو اس حملہ کی خبر ہوی تو اُنھوں نے دریا کے دوسرے کنارے ہی سے توپوں کے ذریعہ راجہ بہادر کی امداد کی کوشش کی لیکن فاصلہ بہت بڑا تھا اس لئے اس کا کوئی اثر مترتب نہو سکا اور جب دیکھا کہ مدد کی کوئی صورت نہیں ہے تو خود بدولت اورنگ آباد کی سمت روانہ ہو گئے اثنا، جنگ میں راجہ بہادر کی فوج کے ایک حصّہ نے رگھناتھ راؤ کے ہاتھی کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ اس کو قید کر لیا جاتا لیکن اس موقع پر خود وہ اور تکارام ہری جوانمردی سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مادھوراؤ نے اپنی فوج کے ساتھ بڑے زور کا حملہ کیا اور اپنے چچا کو چھڑا لیا اس نوبت پر مراد خان نے (جس کو راجہ پرتاب ونت سے دلی عناد تھا) اپنے ایک قراول آرڈرلی کو حکم دیا کہ راجہ بہادر کے گولی مار دے اس واسطے کہ اس منصوبہ کو جو اس نے رگھناتھ راؤ سے مصالحت قایم کر کے باندھا تھا راجہ بہادر کے طرز عمل سے نقصان پہنچا تھا اس کو یہ گوارا نہیں تھا کہ اپنے حلیف رگھناتھ راؤ کے مقابلہ میں راجہ پرتاب ونت کو کامیابی ہو۔ مراد خاں کے آرڈرلی نے حکم کی تعمیل کی اور اس کی گولی برابر نشانے پر بیٹھی۔ پرتاب ونت کی روح پرواز کر گئی ہولکر کے پٹھان سپاہیوں نے اُن کا سر جسم پر سے اُتار کر نیزے[1] پر چڑھا دیا جس کو دیکھ کر راجہ بہادر کی فوج کے قدم اکھڑ گئے تاثر آصفی راجہ بہادر کے سر کو جسم سے علحدہ کرنے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ بمجرد[2] گولی لگنے کے راجہ بہادر تختہ عماری پر گر پڑے جس سے فوج کے قدم اکھڑ گئے۔

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۴۳۔ [2] تاثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۴۔

موسیٰ خان رکن الدولہ کا میدان جنگ سے فرار ہونا۔

مرہٹہ مراسلتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیخاں کی طرف کے دس ہزار آدمی مارے گئے بعض دریا میں کود کر ڈوب مرے بعض قید اور اکثر فرار ہو گئے۔ اسی موخر الذکر گروہ میں موسیٰ خاں (رکن الدولہ) بھی تھے جنھوں نے اس بھگدڑ میں بیک جامہ و دستار پونہ کی راہ لی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ میدان جنگ سے نکل کر پونہ کیوں گئے۔ اس واسطے کہ یہ جنگ نظام علی خاں اور پیشوا کے مابین ہوئی تھی وہ اگر مرہٹہ فوج کے خوف سے فرار ہوئے تھے تو یہ قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ جس کے خوف سے بھاگیں اسی کے حدود حکومت بلکہ اسی کی راجدھانی میں پناہ لیں۔ درآنحالیکہ میدان جنگ کے مضافات ہی میں اپنے مالک کے علاقہ کے بہت سارے مواضع اور قلعے ایسے موجود تھے جہاں وہ بآسانی پناہ گزیں ہو سکتے تھے اس موقع پر اپنے آقائے ولی نعمت کے دشمن کے شہر میں پناہ لینے سے اس سوءظن کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے کہ نظام علیخاں سے منحرف ہو کر ان کے مخالفین سے مل لینے کی خاطر انھوں نے پونہ کی راہ لی تا اس طریقہ سے کوئی مفید صورت پیدا ہو آئندہ کے واقعات سے اس قیاس کی تائید بھی ہوتی ہے جن میں نظام علیخاں نے مرہٹوں کے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لی ہے اور اسی بے موقع دلچسپی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت میں انحطاط پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ان کو سات دریا پار کی اجنبی قوم سے مدد لینی پڑی۔ اکثر مورخین نے ان کے اس عمل کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن لچھمی نارائن شفیق ابن لالہ منسا رام فانی نے اپنی تصنیف مآثر آصفی میں اس پر کافی روشنی ڈالی ہے ہم اس کتاب کی اصل عبارت کو ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جس سے اس جنگ اور اس کی بھگدڑ کے

علاوہ ہونے والے دیوان موسیٰ خان (احتشام جنگ رکن الدولہ) کے پُوناجانے کی حالت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے :-

"مراد خاں[1] کہ باراجہ بہادر عناد دلی داشت رنگ جنگ دگرگوں دیدہ یقین دانست کہ اگر راجہ بہادر ازیں محاربہ زندہ ماند نخل ہستی او بہ تیشۂ ناکامی قطع خواہد کرد درعین وارو گیر قرا دل خود را اشارہ کرد کہ بلا تحاشا بضرب تیر تفنگ کار راجہ بہادر تمام شد و بمجرد رسیدن تیر تفنگ سر راجہ بہادر بر تختہ عماری رسید لشکریاں را از ملاحظہ ایں حال قدم ثبات از جا رفت و فتح مبدل بشکست شد فوج ہراس خوردہ تاب نارۂ توپ و تیغ نیاوردہ بے اختیار خود را در گنگ انداختہ غرق بحر فنا شدند و گروہے از تیغ و تیر شربت مرگ چشیدند غرض عالمے تلف شد و اکثر ہا بہ اسیری آمدند و بعضی ہا مال و متاع بدست غارتیاں دادہ آوارۂ دشت ادبار شدہ جان خود بسلامت بردند میر موسیٰ خان رکن الدولہ با یک جامہ و دستار از دست تاراج گراں پیادہ پا خود را نزد حیدر یار خاں شیر جنگ رسانید و ایں شیر جنگ پیش ازیں بدیوانی دکن سرفراز شدہ و مہر صلابت جنگ مجدداً کندہ کنانیدہ بہ اتفاق رائے رایاں و سنبھو لعل

---

[1] ماثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۴۔

وحمید اللہ خان دیوان سرکار و بچھمن راؤ کھنڈا کلہ مختار جمع امور شد و
بود و بعد آمدن بندگانعالی از ایلگندل کنارہ از حضور نمودہ در پونہ بسر
می بُرد آمدن میر موسیٰ خاں باد و گوش و بینی غنیمت پنداشتہ بتواضع
تمام پیش آمدہ بہ اتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت۔"

اس موقع پر بھی نارائن شفیق نے جان بچا کر جانے والوں میں صرف اُن اصحاب کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اپنا مال و دولت غارتگروں کو دے دلا کر اپنی جان بچائی اور اسی تذکرے کے بعد وہ موسیٰ خاں رکن الدولہ کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ انھوں نے بیک جامہ و دستار تاراج گردون کے ہاتھ سے نکل کر اپنے آپ کو شیر جنگ کے پاس پہنچایا۔ اس سے صراحتاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ مخالفین کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور اس کے بعد انھوں نے اپنا تمام اثاثہ بطور مخلصی بہا دے کر رہائی پائی اور اگر شرائط رہائی کے تحت ہی وہ پونہ پہنچے یا پہنچائے گئے ہوں تو بعید از قیاس بھی نہیں۔ گردھاری لال احقر نے تقریباً اُسی زمانے میں اپنی تاریخ 'ظفرہ' لکھی ہے اور اس جنگ کے واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس پر ایک قطعہ بھی نظم کیا ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اس میں اس نے موسیٰ خاں کے اس واقعہ سے قطعاً گریز کر دی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اس واقعہ کو وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا یا اس لئے کہ اس نے اپنی تاریخ ان کے عہد دیوانی میں لکھی ہے ان کے اثر کے تحت اس پر پردہ ڈالنے پر مجبور تھا۔ ورنہ ایسا اہم واقعہ جس کی بنا پر ایک دارو غہ ہرکارگان کو یک بیک اہم خدمت دیوانی ملی ہو اسی عہد کے ایک مورخ کو (جو تقریباً اس واقعہ جنگ میں شریک بھی تھا) معلوم نہ ہونا قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

بہرحال اس جنگ کی اطلاع کے بعد ہی نظام علیخاں اورنگ آباد روانہ ہوئے جہاں وہ غرہ صفر ۱۱۷۷ھ (۱۱ اگست ۱۷۶۳ء) کو پہنچے۔ بقول گرانٹ ڈف یہ جنگ دو روز تک ہوتی رہی اس کے بعد رگھناتھ راؤ بھی دریا کو عبور کرکے نظام علیخاں کے پیچھے ہی اورنگ آباد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کرلیا وہاں کے صوبہ دار درگاہ قلی خاں سالار جنگ نے شہر کا انتظام معقول رکھا تھا۔ حملہ میں اس کو کامیابی ہونے نہ پائی اور وہ پسپا کردیا گیا اور صلح ہوگئی۔ جس میں رگھناتھ راؤ نے نظام علیخاں کی اس ہمدردی اور امداد کے نظر کرتے جو انھوں نے اس کے بھتیجے مادھوراؤ کے مقابلہ کے وقت اس کے ساتھ کی تھی اپنے عہدہ داروں میں مشورۃً یہ تحریک کی کہ اس علاقہ میں سے جو پیرگاؤں کے صلح نامہ کی رُو سے نظام علیخاں کو دیا جانا چاہئے تھا۔ بتیس لاکھ کا ملک جانوجی کو دیا جائے اور باقی نظام علیخاں کو لیکن اس کے عہدہ داروں نے اس سے اتفاق نہ کیا اور اُس کو اس امر پر راضی کرلیا کہ بعوض انیس لاکھ کے صرف دس لاکھ محاصل کا علاقہ بند گانعالی کو دیا جائے چنانچہ صلح نامہ میں یہی طے پایا۔ اسی صلح نامہ کی رو سے یہ بھی طے پایا کہ گوپال راؤ پٹ وردھن کو حسب سابق قلعہ مرج تفویض کردیا جائے اس کی تکمیل کے بعد بند گانعالی اور رگھناتھ راؤ کی باہمی ملاقات ہوی دوران گفتگو میں انھوں نے جنگ راکس بھون کی ناکامی کا الزام راجہ پرتاب ونت کی سوء علی پر رکھا اسی ملاقات میں رگھناتھ راؤ نے یہ اعتراف کیا کہ پیرگاؤں کی مہم میں جو کچھ مدد نظام علیخاں کی جانب سے اس کو دی گئی تھی وہ قابل اطمینان تھی اور صلح نامہ کے موجب کاغذات گزاشت پیش کئے اور جب جانوجی بھونسلہ کو اس کے کاغذات گزاشت دئے جانے لگے تو مہادیو راؤ نے جانوجی کو اس کی دغابازی پر

بڑی لعنت ملامت کی اور اس پر یہ الزام لگایا کہ ایسے نامعقول طریقے سے اُس نے ایک ایسی سلطنت کی تباہی کا ارادہ کیا تھا جس کے ایک رئیس نے اس کے باپ کو سرفراز کیا اور ہندوؤں کو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

خدمت دیوانی پر رکن الدولہ کی سرفرازی اور اس کا سبب

راجہ پرتاب ونت دیوان کے جنگ میں کام آجانے سے خدمت دیوانی تقرر طلب تھی مگر فی الحال کوئی موزوں شخص بندگانعالی کو نظر نہیں آتا تھا اور مناسب نہیں تصور کرتے تھے کہ یہ خدمت عرصہ تک تقرر طلب رہے اس لئے انھوں نے متوفی دیوان کے کمسن پوتے جمنا راجہ کو اس پر نامزد فرمایا جو صاحب تاریخ[1] ظفرہ کے بیان کے بموجب دو مہینے اس خدمت پر مامور رہے شیر جنگ نظام علیخاں کی آزردگی کی وجہ سے پونہ میں مقیم ہو گئے تھے جب موسیٰ خاں میدان جنگ سے نکل کر پونہ میں ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے تجویز یہ نکالی کہ موسیٰ خاں کو نظام علیخاں سے اپنی صفائی کا ذریعہ بنائیں اس غرض کے لئے انھوں نے مراد خان کو اپنا ہم خیال بنایا اور چونکہ وہ اور رگھناتھ راؤ پہلے ہی سے راجہ پرتاب ونت کے مخالف تھے اس لئے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ راجہ پرتاب ونت کا پوتا نظام علیخاں کا دیوان بنے کیونکہ اس صورت میں اس امر کا امکان تھا کہ جمنا راجہ اپنے دادا کا بدلہ لینے کی خاطر رگھناتھ راؤ اور مراد خاں کے خلاف کارروائی شروع کر دے اس لئے شیر جنگ اور مراد خان نے موسیٰ خان کو دیوان بنانے کی کوشش کی اور متذکرۂ صدر صلح نامہ کے شرائط میں ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ خدمت دیوانی پر

---

[1] تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۵۰۔

رکن الدولہ احتشام جنگ میر موسیٰ خان

موسیٰ خاں مامور کئے جائیں اور اُدھر شیر جنگ نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی کوشش کرکے خود ان کے ساتھ یہ قرار داد کی کہ دیوان ہو جائیں تو وہ نظام علیخاں کی اُس غلط فہمی یا سوءِ ظنی کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت ان کو پیدا ہو گئی تھی اور پھر انھیں حضوری میں طلب کرکے باریاب کرادیں چنانچہ اس شرط صلح اور باہمی مفاہمت کو صاحب مآثر آصفی نے اس طرح بیان کیا ہے :-

"..... (شیر جنگ) آمدن میر موسیٰ خان باد و گوش و بینی غنیمت پنداشتہ بتواضع تمام پیش آمدہ باتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت و از شروط صلح ایں ہم قرار داد کہ بجائے راجہ پرتاب ونت از انتقالش میر موسیٰ خاں مدار کار شود و از میر موسیٰ خاں کہ ناآزمودہ کار و سید صاف طینت و مقرب الحضرت بندگانعالی بود رعہود و مواثیق مضبوط کرد کہ ہرگاہ ازیں جا مخلصی یافتہ بحضور رود و بر مدار المہامی مامور شود عفو تقصیرات شیر جنگ کنانیدہ از جانب مرہٹہ طلب داشتہ دخیل امور جزو کل سازد میر موسیٰ خاں از آں حالت کہ زندگانی خود دشوار می دانست منصب جلیل القدر مدار المہامی زیادہ از حوصلۂ خود تصور کردہ با شیر جنگ عہد کرد کہ ما بجائے پسر شمائیم و زندگی ما محض بتوجہ شما می شود چہ جائے کہ برایں مرتبۂ بلند سرفرازی فرمایند ما را بنجر نام دفرماں بری دیگر نخواہد بود..."[1]

[1] مآثر آصفی حصۂ دوم ورق ۶۴۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جس وقت موسیٰ خاں شیر جنگ
عالم میں پہنچے ہیں ان کی زندگی دشوار تھی چہ جائے کہ ان کو عہدۂ مد
اسی بناء پر انھوں نے اس خدمت کو اپنے حوصلہ سے زیادہ تصور کر کے شیر جہ
اقرار کیا کہ "میں آپ کے فرزند کے مانند ہوں میری زندگی محض آپ کی توجہ سے ہو
اگر اس بلند مرتبہ پر مجھے سرفراز فرمائیں تو اس صورت میں آپ کی اطاعت و فرماں بر
سوائے مجھ سے اور کیا ہو سکتا ہے" یعنے انھوں نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ خدمت دیوانی
سے گویا خود شیر جنگ ان کو سرفراز کر رہے ہیں اور تا زندگی انھوں نے کبھی اس احسان کو
فراموش بھی نہیں کیا اور آخر تک اپنا بزرگ سمجھتے رہے۔ بہر حال اس مفاہمت کے بعد
بندگا نعالی نے حسب قرارداد موسیٰ خاں احتشام جنگ کو خطاب رکن الدولہ اور سریچ مرصع
اور کنٹھ مروارید مرحمت فرما کر خدمت دیوانی سے سرفراز فرمایا اس خدمت پر مامور ہو کر رکن الدولہ
نے بہ اظہار اطمنان و تعمیل اقرار سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ نظام علیخاں کے دل سے اس سوظنی
کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت پیدا ہو گئی تھی۔ آخر اس میں ان کو کامیابی ہوی چنانچہ انھوں
نے شیر جنگ کو پونہ سے طلب کیا اور اپنے توسط سے باریاب کیا اور چونکہ شیر جنگ صلابت جنگ
کے عہد میں دیوان دکن رہ چکے تھے اور اس وجہ سے ریاست کے جزو کل امور سے واقف
اور لشکر کے عہدہ داروں اور سپاہیوں سے شناسائی رکھتے تھے وہ خود امور ریاست و
کاروبار سلطنت میں حصہ لینے لگے رکن الدولہ بظاہر مدار المہام تھے لیکن جمیع مہمات ریاست کا
اجرا انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا صاحب حدیقۃ العالم اسی واقعہ کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں

در عہد نواب آصف جاہ ثانی در اوائل مدار المہامی رکن الدولہ امور
ریاست بصوابدید آں امیر روشن تدبیر (شیر جنگ) تشیت می یافت
بعد ازآں کہ بنا بر کبر سن اگرچہ دست از آں کشید اما زمام وصول
ریاست در قبضہ اختیار آں والا اقتدار بود ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"[1]

نظام علیخاں کا ہتیہ اڈھونی کی جانب

رگھناتھ راؤ سے صلح ہونے کے بعد نظام علیخاں غرہ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ م ۹ ستمبر ۱۷۶۳ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور ارادہ یہ کیا کہ سیر و شکار کرتے اور بیدر ہوتے ہوئے حیدر آباد پہنچیں اور وہاں کے انتظامات سے فارغ ہو کر اڈھونی کی جانب متوجہ ہوں کہ بسالت جنگ تقریباً اس زمانہ سے جب سے کہ صلابت جنگ مچھلی بندر سے واپس ہوئے تھے ریاست کے لئے خیالات خام پکا رہے تھے اور اس دوران میں جب کہ نظام علیخاں زمام ریاست کو ہاتھ میں لینے اور اس کے بعد مرہٹوں کے مقابلے میں لگے ہوئے تھے اُن کے اس خیال میں ترقی ہوتی رہی ان کے طرز عمل پر معلومات حاصل کرنے کے بعد (جو اوراق مابعد میں مذکور ہے) ان کے ساتھ نظام علیخاں کے سلوک کا صحیح اندازہ کیا جا سکیگا۔

---

[1] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۹۔

بسالت جنگ کی جد و جہد

حصول اقتدار و ریاست کیلئے بسالت جنگ کی مساعی

حیدر جنگ کے قتل کے بعد نظام علیخاں برار، صلابت جنگ حیدر آباد اور موسیٰ بوسی پانڈیچری روانہ ہو گئے اور جب سرکاران شمالی میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے مابین جنگ ہونے لگی تو صلابت جنگ فرانسیسیوں کو مدد دینے کی خاطر حیدر آباد سے مچھلی بندر روانہ ہوے لیکن وہ بعد از وقت موقع پر پہنچے اور انگریزوں کی کامیابی سے مطلع ہو کر ان سے مصالحت کی کوشش کرنے لگے اس دوران میں ان کو اطلاع ملی کہ نظام علیخاں برار سے حیدر آباد آرہے ہیں یہ سنتے ہی انھوں نے اپنی فوج کے ساتھ حیدر آباد کی راہ لی بسالت جنگ (جو اب تک بہ حیثیت وکیل صلابت جنگ کے ساتھ تھے) اُن سے علیحدہ ہو کر اپنی جاگیر (ادھونی) کو چلے گئے اور ایک دستہ فرانسیسی فوج کا حیدر جنگ مقتول کے بھائی ذوالفقار جنگ کے تحت نوکر رکھ لیا اور اپنے علاقہ سے نجیب اللہ قلعدار نیلور اور اُن بڑے بڑے پالیگاروں کو جو دریائے پنار کے کنارے رہتے تھے شاہی پیشکش کی ادائی کی نسبت تاکیدی خطوط لکھے اور یہ ظاہر کیا کہ منجانب شہنشاہ وہ اس غرض کے لئے مامور ہوے ہیں۔

فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ

اسی عرصہ میں موسیٰ بوسی کو یہ توقع پیدا ہو گئی تھی کہ وہ صلابت جنگ سے مکرر اتحاد قایم کر لیگا اور یہ منصوبہ باندھ رہا تھا کہ صلابت جنگ سے

عرض معروض کرکے کرناٹک کی قیادت بسالت جنگ کے نام پر منظور کرادے تاکہ وہ (بسالت جنگ) وقتاً فوقتاً انگریزوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کی مدد کرتے رہیں اور یہ تہیہ کیا کہ وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ بسالت جنگ کے پاس جاکر یہ معاہدہ طے کرے کہ کرناٹک کی قیادت ملنے پر وہ اس کی مدد کرتے رہیں۔ اسی دوران میں اُس کو ونڈواسی (وانڈیواش) کی فتح کی اطلاع ملی جس کی وجہ سے وہ مقبوضات جدیدہ کے نئے انتظامات کی خاطر اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے سے ایک عرصہ تک باز رہا۔ اس دوران میں بسالت جنگ نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی چنانچہ انھوں نے پُولور پہنچ کر یہ اعلان کر دیا کہ اب نیلور پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن جب وہ پنار کے قریب پہنچے تو انہوں نے جنوب کی سمت جانے کے عوض مغربی رُخ اختیار کیا اور ۱۰۔ ستمبر (م ۱۷۔ محرم) کو ساتگام کے میدان میں اُترے جو نیلور سے سُولہ میل پر ایک ندی کے کنارے واقع ہے یہاں پہنچکر انھوں نے نجیب اللہ اور تین اور زمینداروں کو طلب کیا کہ وہ بذات خود حاضر ہوکر نذر و پیشکش داخل کریں۔ لیکن ان سب نے بہ لطائف الحیل ٹال دیا۔ آخر وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ دریا عبور کرکے یکم اکتوبر (م ۲۰۔ صفر) کو سیدا پُورم میں قیام پذیر ہوئے اور موسیٰ بُوسی کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ بُوسی ۱۸۔ اکتوبر (م ۲۵۔ صفر) کو آرکاٹ سے نکل چکا تھا کہ ونڈواسی کی فرانسیسی فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ ہوگئی اُس کا کچھ اثر خود اس کی رکاب کی فوج میں بھی پیدا ہونے لگا تو اس نے فوج کے تمام سپاہیوں کو اُنکی اپنی تنخواہوں کا ایک ایک حصہ دیکر سمجھا دیا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے راستہ کا رُخ بدلا۔ انگریز و ونڈواسی

شکست کھاکر کنجیورم پر آٹھیرے جہاں سے گورنمنٹ مدراس نے کیپٹن مور کے تحت نو سو سپاہیوں کی فوج بسالت جنگ کی طرف روانہ کی۔ وہ اس زمانہ میں سیدا پورم ہی میں مقیم تھے یہ فوج اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ بسالت جنگ کو بُوسی کی فوج سے ملنے نہ دے۔ بنگر یاچم اور وامرلہ وینکٹ پیٹھ کے پالیگار انگریزوں کے طرف دار تھے لیکن جب وہ انگریزی فوج کی امداد سے مایوس ہوگئے تو سمپت راؤ[1] کے توسل سے بسالت جنگ کے پاس چلے گئے محفوظ خاں[2] اور سمپت راؤ نے اپنے ایک وکیل کے ذریعہ بسالت جنگ کے ساتھ مفاہمت کرلی۔ سمپت راؤ نے یہ خیال کیا کہ اگر بسالت جنگ نواب کرناٹک ہوجائیں تو وہ اس کو اپنا دیوان بنالیں گے اور جب وہ اپنے کاروبار کے تحت اپنے مرکز (ادھونی) کو لوٹ جائینگے تو کرناٹک میں محفوظ خاں کو اپنا نائب مقرر کردیں گے اور (محفوظ خاں، سمپت راؤ اور بسالت جنگ میں) یہ مشورہ ہونے لگا کہ فرانسیسیوں سے کیا معاہدہ طے کیا جائے۔ اس نوبت پر آرمی کا بیان ہے کہ صلابت جنگ[3] کے دربار کا ایک امیر جو نظام علی خاں کا ایک معتبر طرفدار تھا۔ بسالت جنگ کے پاس پہنچا تا اُن کو انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی مدد حاصل

---

[1] یہ پہلے انوارالدین خاں، نواب کرناٹک کا دیوان تھا ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے محمد علی کے پاس بھی رہا مگر انھوں نے اس کا اعتبار نہ کیا تو وہ مدراس کے محاصرے کے کچھ ہی عرصہ قبل اپنی تمام دولت لیکر کالستری میں آرہا اور موجودہ نواب کرناٹک سے برخاستہ خاطر ہوکر محفوظ خاں سے مل کر ٹنے والی میں ایک فساد مچا رکھا تھا۔

[2] یہ انوارالدین خاں، نواب کرناٹک کے دوسرے بیٹے اور محمد علیخاں کے بڑے علاتی بھائی تھے اور محمد علیخاں سے بڑے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ریاست کرناٹک کا احق قرار دیتے تھے اور حصول ریاست کے لئے ہمیشہ اپنے بھائی کے مقابلے میں ساعی رہتے تھے۔ [3] آرمی جلد ۲ صفحہ ۵۳۱۔

کرنے سے باز رکھے اور اس کے صلے میں ان کو مزید جاگیر و عطیہ کی توقع دلائی گئی افسوس ہے کہ اُن امیر کا نام و نشان نہ آرمی کو معلوم ہو سکا نہ ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ بسالت جنگ آخر سمپت راؤ کے مشورے پر مائل ہوئے اور اگر انگریزی فوج کالستری میں نہ پہنچی ہوتی تو وہ (بسالت جنگ) کرناٹک کے علاقہ میں داخل ہو گئے ہوتے انگریزوں کے کالستری میں آجانے کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی پست ہمت ہو گئے کہ موسیٰ بوسی اپنی معینہ تاریخ کے بعد بھی سیدا پور م نہ آیا۔ جہاں اُن سے ملنے کی قرارداد ہوئی تھی۔ جب اُن (بسالت جنگ) کو نندواسی کی فرانسیسی سپاہیوں کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ پنار کو عبور کر کے شمال مغربی سمت میں کڈپہ چلے گئے اُن کی فرانسیسی فوج ان کے ساتھ رہی اور فرانسیسی عہدہ داروں کو یہ یقین دلاتے رہے کہ بوسی اُن سے کڈپہ میں آملیگا بوسی کو یہ اطلاع ۲۴ اکتوبر ۱۷۵۹ء (۲ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ) کو ملی اور وہ فوج کی صرف تین کمپنیوں کے ساتھ اُسی دن نکلا اور ۱۰ نومبر ۱۷۵۹ء (۱۹ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ) کو بسالت جنگ کے کیمپ میں پہنچا جو کڈپہ سے چھ میل پر ایک میدان میں قایم ہوا تھا بسالت جنگ کے رکاب کی فرانسیسی فوج کو تنخواہ کے علاوہ سامان رسد کی بھی سخت تکلیف تھی اور ان کی ضروریات کی پابجائی میں عہدہ داروں نے اپنی ایک ایک چیز فروخت کر دی تھی انھیں تکالیف کی وجہ سے یہ فوج بھی باغی ہونے پر آمادہ تھی۔ بوسی سے مل کر بسالت جنگ نے اپنے یہ شرائط پیش کئے :-

بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ

(۱) فرانسیسی اُن (بسالت جنگ) کو آرکاٹ کا خود مختار مالک تصور کریں۔

(۲) فرانسیسی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کو اُن کے تفویض کر دیں۔

(۳) اُن ممالک کی آمدنی کا صرف ایک ثلث حصہ بسالت جنگ ان کے حق میں چھوڑ دیں گے۔

(۴) اس کے بعد جو حصۂ ملک فتح ہو وہ بلا شرکت غیرے خود اُن کی ملک ہوگا

(۵) ریاست کے کاروبار دیوان چلائیگا جس کو وہ خود مامور کریں گے۔

(۶) فرانسیسی اس امر پر حلف اُٹھالیں کہ اگر نظام علیخاں کرناٹک میں داخل ہو تو بسالت جنگ کی مدد کریں گے اور اگر فرانسیسی انگریزوں سے صلح کرلیں یا اُن کو فتح کریں تو نظام علیخاں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کا ایک حصہ وہ اُن (بسالت جنگ) کو دیں

(۷) صلح ہو جانے کے بعد کرناٹک اور اس کے محالات پر بسالت جنگ قابض رہیں گے اور فرانسیسی کسی حصہ آمدنی کے مستوجب نہیں ہونگے۔

(۸) بسالت جنگ کو اختیار رہوگا کہ وہ جب چاہیں دکن میں داخل ہوں۔

(۹) جب کبھی وہ اپنے مرکزی مقام سے نکلیں تو فرانسیسیوں کو چاہئے کہ وہاں کی حفاظت تین سو یوروپین اور دو ہزار دیسی سپاہیوں اور توپ خانہ اور آلات حرب و ضرب کے ساتھ کریں اور اس کے اخراجات کرناٹک کی آمدنی سے بسالت جنگ ادا کرینگے

(۱۰) ایک عرصہ سے بسالت جنگ کی فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوی تھی اور ناصر جنگ کی شہادت کے بعد سے وہ کرناٹک میں خدمات بجا لانے سے پہلوتہی کرتی تھی اس لئے موسیٰ بوسی کو چاہئے کہ چار لاکھ روپیہ قرض دے تاکہ اس رقم سے فوج کی تنخواہ ادا کرکے

اس کو پیش قدمی پر رضامند و آمادہ کیا جا سکے۔

(۱۱) موسیٰ بُوسی کو اگر اس معاہدے پر عمل کرنا منظور نہ ہو تو بسالت جنگ کے آرکاٹ پہنچنے کے بعد اس کی فوج پُرامن طریقہ سے ان کے علاقہ سے باہر ہو جائے۔

ان شرائط کا مسودہ سمپت راؤ نے مرتب کیا تھا ظاہر ہے کہ ایک ایسی قوم کا کوئی رکن جس کا مطمح نظر جلب منفعت اور ملک گیری ہو ان شرائط کو کس طرح منظور کر سکتا تھا بُوسی نے ان کو پسند نہ کیا اور دوسرے شرائط پیش کئے جن کو بسالت جنگ نے منظور کیا اور اُس کی صلاح سے ایک فرمان جاری کیا۔ جس کی رُو سے صوبۂ آرکاٹ فرانسیسیوں کو دیدیا گیا اور یہ احکام نافذ کر دئے گئے کہ اس علاقہ کے تمام زمیندار پالیگار فرانسیسی گورنمنٹ کو مقررہ نذرانہ و پیشکش ادا کیا کریں۔ اس تصفیہ کے بعد بُوسی نے بسالت جنگ ہی کی رقم سے ضروریات فوج کی تکمیل کر لی اور چھٹے دن ۱۶ نومبر (م ۲۵ ربیع الاول) کو واپس ہوا اور ۱۰ دسمبر ۱۷۵۹ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ) کو آرکاٹ پہنچا۔

بسالت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات ریاست میں دخیل ہونا

اس واقعہ کے مہینہ دو مہینہ کے اندر اندرا و دگیر کی جنگ ہوی جس کے بعد نظام علیخاں راجمندری گئے تو بسالت جنگ صلابت جنگ کے پاس پہنچے اور ان کے وکیل مطلق کی حیثیت سے کاروبار ریاست میں دخیل ہو گئے صاحب سوانح دکن کا بیان ہے کہ اس دفعہ[1] ان کے انتظام سے خرچ بڑھ گیا اور آمدنی گھٹ گئی۔ جس کی وجہ سے فوج قابو سے باہر ہو گئی اور ہر ایک امیر اپنے قدح کی خیر

---

[1] سوانح دکن صفحہ (۱۷۰)۔

منانے لگا ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ اس وہلہ میں بسالت جنگ نے کاروبار ریاست زیادہ عرصہ تک انجام نہیں دئے سال چھ مہینے میں کسی ریاست کے مداخل و مخارج کی کمی یا اضافہ کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس نوبت پر آمدنی کی کمی کا الزام ان پر عائد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جنگ اودگیر میں جو صلح ہوی تھی اس کی رُو سے تقریباً ساٹھ لاکھ محاصل کا نقصان ہو گیا تھا اور یہ انصاف سے بعید ہے کہ اس کمی کا الزام بسالت جنگ کے ذمہ عائد کیا جائے بہرحال اس دوران میں بسالت جنگ کو یہ سوجھی کہ اپنی جاگیر کے اطراف کے علاقے[1] کو ریاست کی فوج کے ذریعہ اپنے زیر اثر لالیں چنانچہ وہ صلابت جنگ کو لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوے ابھی بلاری تک ہی پہنچے تھے کہ بندگانعالی کو بسالت جنگ کے طرز عمل کی خبر ملی اور وہ بہ منازل طولانی بھائی کے پیچھے روانہ ہوے جب ان کی آمد کی خبر ملی تو بسالت جنگ صلابت جنگ کو چھوڑ کر ادھونی چلے گئے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے ریاست کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ یا تو اپنے جلب منفعت کی غرض سے کر رہے تھے یا نظام علیخاں کے منصوبوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جب اُن کو اِن کے آنے کی خبر ملی تو وہ اسی وجہ سے سب چھوڑ چھاڑ اپنی جاگیر کو چلے گئے رستم خاں فوجدار کرنول ان کی طرفداری پر آمادہ ہو گئے اور یہ دونوں متحد ہو کر بڑے منصوبے باندھنے لگے۔ اس دوران میں نظام علیخاں مرہٹوں کے معاملات میں گھتے رہے جسکی وجہ سے ان کو موقع نہیں ملا کہ بسالت جنگ کی

---

[1] یہ علاقہ یا تو مرہٹوں کی دست برد سے یا حیدر علیخاں کی مداخلت کے باعث انکی دست رس سے باہر ہو رہا تھا۔

تہدید و تبنیہ کرتے یہاں تک کہ راکس بھون کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے جنوبی معاملات میں دلچسپی لینے کا تہیہ کیا۔

صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان

جب نظام علیخاں حیدرآباد کے ارادے سے اورنگ آباد سے نکلے تو ان کو اطلاع ملی کہ ۸ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ (۶ اگست ۱۷۶۳ء) کو بیدر میں صلابت جنگ کا انتقال ہوگیا ان کی وجہ مرگ کے متعلق گرانٹ ڈف[1] کہتا ہے کہ نظام علیخاں نے ان کو ہلاک کروادیا۔ صاحب مآثر آصفی[2] کا بیان بھی یہی ہے صاحب حدیقۃ العالم کہتا ہے کہ ان کا گلا گھونٹ[3] دیا گیا۔ اور صاحب اندازہ واقعات دکن کا بیان ہے کہ صلابت جنگ نے قید خانہ سے نکل جانے کی چند بار ناکام کوششیں کیں جس پر وہ ہلاک کئے گئے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صلابت جنگ کی یکایک موت کی اطلاع پر مورخین نے اپنا اپنا قیاس لگایا ہے لیکن کسی مورخ نے اپنا ذریعہ معلومات نہیں بتایا ہے جس سے حقیقت واقعہ پر کوئی تنقیدی نظر ڈالی جاسکتی تاہم ہمارے خیال میں ایسا کوئی قیاس قائم کرنے سے پیشتر یہ امر غور طلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہلاک کرنے کے لئے یہ محل یا موقع تھا بھی یا نہیں۔ ہم ایسی کوئی کافی وجہ نہیں پاتے جس پر سے یہ قیاس کیا جاسکے کہ نظام علیخاں اپنے بھائی کی موت کا باعث ہوئے جب انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کردیا اور وہ ہر طرح سلطنت پر قابض ہو چکے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اُن کی جان کے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۲۶۔

[2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۷۔

[3] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۴۔

در پے ہوتے اس کا امکان اسی وقت تھا جب کہ انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کیا تھا نہ کہ اس کے تیرہ مہینے بعد اگر یہ تصور کیا جائے کہ رگھناتھ راؤ کے غلبہ پانے کی وجہ سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ بجائے نظام علیخاں کے صلابت جنگ کو پھر تخت پر بٹھادے گا جیسا کہ حدیقۃ العالم میں بتایا گیا ہے تو یہ اس وجہ سے باور نہیں کیا جا سکتا کہ جنگ کے ساتھ ہی رگھناتھ راؤ نظام علیخاں کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچ گیا جہاں اس سے صلح ہوگئی اگر وہ صلابت جنگ ہی کی طرف داری پر مائل ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ دریائے گوداوری کے اُسی کنارے سے جہاں جنگ ہوئی تھی وہ بیدر کی طرف روانہ ہوجاتا اور صلابت جنگ کو قلعہ سے نکالکر تخت نشین کر دیتا۔

بسالت جنگ کو صلابت جنگ کے رحلت کی اطلاع پر بدگمانی

صلابت جنگ خواہ اپنی مرگ طبعی سے مرے ہوں خواہ کسی نے ان کو قتل کیا ہو مگر ان کی موت کی اچانک اطلاع جب بسالت جنگ کو پہنچی تو ان کو نظام علیخاں سے اور سوءظنی پیدا ہوگئی اور اُن کو ان کے حاشیہ برداروں نے یقین دلادیا کہ نظام علیخاں ہی نے ان کو ہلاک کرادیا ہے اب اگر بسالت جنگ اُن کے ہاتھ لگ جائیں تو اُن کی بھی خیر نہیں اس کے بعد وہ نظام علیخاں کے اور زیادہ مخالف اور فوجدار کرنول کے ساتھ متحد ہوکر آمادۂ پیکار ہوگئے۔

نظام علیخاں کو اپنے بھائی (صلابت جنگ) کے انتقال کی اطلاع ملی تو انہوں نے بہت کچھ اظہار ملال کیا اور حسب دستور تین دن تک ڈیوڑھی کی نوبت نوازی موقوف کرادی اور تین دن تک خود بدولت برآمد نہیں ہوئے فاتحہ زیارت کے بعد دربار منعقد ہوا

اور حیدرآباد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔

شورا پور کے زمیندار نے عرصہ سے پیشکش ادا نہیں کی تھی اس لئے دوران سفر ہی میں بندگان عالی نے ظفر الدولہ کو اس کے وصول کرنے کے لئے مامور کیا اور آپ حیدرآباد رونق افروز ہوئے یہاں پہنچکر اعلیحضرت نے مراد خاں اور اس کے خلیرے بھائی ہمت خاں کو قلعۂ گولکنڈہ میں قید کردیا کہ انھوں نے رگھناتھ راؤ سے سازباز کرلی تھی اور راکس بھون کی جنگ میں افواج بندگانعالی کی شکست کا باعث دراصل یہی مراد خان نامراد تھا۔

بسالت جنگ پر نظام علیخاں کی فوج کشی

اس کے بعد نظام علیخاں حیدرآباد سے ادھونی روانہ ہوئے جب اُن کا لشکر دریائے تنگبھدرا کے قریب پہنچ گیا اور بسالت جنگ نے اپنے آپ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو کرنول کے قلعہ میں متحصن ہوگئے نظام علیخاں نے رسل ورسائل اور قاصد وایلچی کے ذریعے فہمایش کی اور اُن کی گذشتہ فروگزاشتوں کی معافی اور ان کی جاگیر ادھونی اُن پر حسب سابق بحال رکھنے کا وعدہ کیا جس کے بعد بسالت جنگ رستم خاں فوجدار کرنول کے ہمراہ ۱۵ صفر ۱۱۷۸ھ (م ۱۴ اگست ۱۷۶۴ء) کو بندگانعالی کی خدمت میں حاضر اور قدمبوسی سے مشرف ہوئے اور حسب قرارداد ان کی جاگیر اُن پر بحال کردی گئی۔

نظامِ علیخاں کرناٹک میں

چندر بدن اور مہیار کا قصہ عشق اور اُن دونوں کی قبر کی زیارت

اُدھونی کی مہم سے فراغت پاکر خود بدولت ترپتی روانہ ہوئے اس موقع پر صاحبِ توزک آصفیہ نے ذکر کیا ہے کہ موضع کدری کوٹہ میں ایک قبر پائی گئی جس کے دو تعویذ تھے بندگانعالی نے اس کو ملاحظہ کرکے دریافت فرمایا کہ اس کی کیا وجہ ہے اور یہ قبر کس کی ہے معلوم ہوا کہ اس میں مہیار[1] نامی عاشق اور اس کی معشوقہ چندر بدن دفن ہیں۔ بندگانعالی کا قیام اس موضع میں تین روز رہا لشکر کے اکثر لوگ اس قبر کی زیارت کرتے رہے چوتھے روز وہاں سے کوچ ہوا اور سواری کوہستان

---

[1] مورخ موصوف کا بیان ہے کہ اُن دونوں کے معاشقہ کا واقعہ ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں گزرا ہے لیکن اس تاریخ کے ناشائستہ کنندہ میر احمد علی صاحب موسوی کہتے ہیں کہ انھوں نے بعض نسخوں میں اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد میں لکھا پایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کا ذکر فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ میں نہیں کیا ہے جو ابراہیم عادل شاہ ہی کے زمانہ کا مورخ ہے البتہ اس کا ذکر تاریخ عادل شاہیہ کے مصنف نے کیا ہے جو اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد سے متعلق کرتا ہے قیاس یہ ہوتا ہے کہ شاہ تجلی مصنف توزک آصفیہ نے اس واقعہ کو بہ شکل مثنوی مفصلاً لکھا ہے کیونکہ اپنی تاریخ میں جہاں انھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے وہیں اپنے چند اشعار بھی لکھے ہیں جن سے اس قصہ کا ذرا سا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے ممکن ہے کہ ان کا ماخذ چندر بدن و مہیار کی وہ اُردو مثنوی ہو جس کو مرزا محمد مقیم مقیمی نے ۱۰۵۱ھ اور ۱۰۵۲ھ کے مابین لکھا ہے۔

ترپتی میں داخل ہوی اطراف کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اور پالیگاروں نے خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اپنے پیشکش داخل کئے۔

نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب کرناٹک کا مدراس چلا جانا

نواب کرناٹک کو جب بند گانعالی کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آرکاٹ چھوڑ مدراس چلے گئے اس چڑھائی کی وجہ یہ تھی کہ کرناٹک کا علاقہ صوبہ دکن میں شامل تھا جس پر نظام علیخاں منجانب شہنشاہ مغلیہ صوبہ دار مقرر ہوے تھے اور نواب کرناٹک صوبہ وار دکن کے زیر اثر و اقتدار ہوتا تھا لیکن موجودہ الوقت نواب ان کی سیادت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور سالانہ واجب الادا رقم عطا نہیں کر رہے تھے نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کی غرض یہی تھی کہ ان کو راہ راست پر لائیں لیکن جب محمد علیخاں نواب کرناٹک کو اُن کے آنے کی اطلاع ہوی تو اُن سے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی اور وہ سیدھے انگریزی کمپنی کی حمایت میں چلے گئے جس پر بند گانعالی نے یہ مناسب خیال کیا کہ اپنے پاس سے کسی دیرینہ کار امیر کو بہ حیثیت سفیر مدراس بھیجیں تاکہ وہ خود نواب کرناٹک کو حکمت عملی سے راہ راست پر لگا لائے اور اس غرض کے لئے منیر الملک منیر الدولہ حیدر یار خاں شیر جنگ کا انتخاب فرمایا امتثال امر میں وہ مدراس گئے اور نشیب و فراز سے نواب کرناٹک کو آگاہ کرکے ہموار کرلیا لیکن اُن پر نظام علیخاں کا رعب ایسا مستولی ہوگیا تھا کہ وہ بذات خود بند گانعالی کے حضور میں نہ آسکے البتہ اپنا ذگی پیشکش اور اپنی نذریں شیر جنگ ہی کے ذریعے داخل کردیں اور آئندہ اطاعت کا اقرار کرلیا۔

نظام علیخاں کا کرناٹک پر حملہ کرنا اور اس کے متعلق انگریزی مورخین کا بیان

اس موقع پر نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کے متعلق ایچ سن نے

بیان کیا ہے کہ انھوں نے ۱۷۶۵ء (۱۱۷۶ھ) میں کرناٹک پر حملہ کیا لیکن وہ پسپا کردیے گئے خدا جانے اس پسپائی کا داخلہ اس کو کہاں سے ملا۔ برگس نے بھی اپنی کتاب دی نظام میں لکھا ہے کہ کرنل کیمبل[2] نے نظام علیخاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کردیا۔ اس کا یہ بیان بھی ہماری نظر میں قابل تحقیق ہے اس واسطے کہ ۱۷۶۴ء[3] کے اختتام سے جون ۱۷۶۶ء تک مدراس گورنمنٹ سے مختلف رسالے اور پلاٹن مرکزی اور جنوبی کرناٹک کے پالیگاروں کے مقابلے کے لئے مامور ہوئے تھے اور ترچناپلی کے شمالی علاقہ کے پالیگاروں کے مقابلے میں کرنل چارلس کیمبل کے تحت ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تھی جو کہیں نظام علیخاں کی فوج سے مقابل نہیں ہوئی اور خود کرنل مذکور کی رپورٹ کے شائع شدہ حصہ میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرنل کیمبل نے نظام علیخاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت پر مجبور کردیا۔ یہ ممکن ہے کہ کیمبل نے بندگانعالی کے طرفدار پالیگاروں پر حملہ کرکے ان کو پسپا کیا ہو اور ہالیان کمپنی نے اس کی اس کارگزاری کو نظام علیخاں کے مقابلے میں تصور کیا ہو لیکن ہم کو اس کا بھی کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا اور تاوقتیکہ ایسا کوئی مواد یا رپورٹس یا اور حالات شائع ہوں جن سے اس کا ثبوت ملے۔ ہم یہی یقین رکھتے ہیں کہ نظام علیخاں اور انگریزی فوج کا اس عرصہ میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

---

[1] ٹری ٹیز مطبع ۱۹۲۹ء جلد صفحہ ۲۔ [2] دی نظام جلد اول صفحہ ۶۹۔ [3] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ (۱۹۶)۔

کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی

کرناٹک سے واپسی کا راستہ

بہرحال جب شیر جنگ محمد علیخاں نواب کرناٹک کے پاس سے تحفہ تحائف اور نذر و پیشکش لیکر حاضر ہوئے تو بند گانعالی نے راجمندری کی طرف کوچ کے احکام صادر فرمائے کہ وہاں کے معاملات کو اپنے قابو میں لانا ضروری تھا اس واسطے کہ اودگیر کی جنگ کے بعد نظام علیخاں اودھر کے انتظام کی غرض سے نکلے تھے مگر چونکہ راستہ ہی میں انکو صلابت جنگ کے انحراف کی اطلاع ملی تھی اس لئے کسی انتظام کے بغیر وہ حیدرآباد لوٹ گئے تھے اور یہاں کے انتظامات کو کسی اور وقت پر اٹھا رکھا تھا جس کا موقع اُن کو اب ملا۔ اس سفر میں ایسے راستہ سے گزر ہوا جس میں کوہستانی سلسلہ کی وجہ سے اور پانی نہ ملنے کے باعث فوج کو بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوا اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ صاحب تزک آصفیہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس علاقہ والوں نے یہ خیال کیا کہ اگر آباد حصۂ اراضی سے گزر ہوگا تو اراضی پامال اور زمینداروں کو نقصان پہنچے گا اور بند گانعالی بہت جلد راجمندری پہنچکر وہاں کے صوبہ دار قطب الدولہ حسن علیخاں کو قابو میں لانا چاہتے تھے اس لئے زمینداروں نے عرض کیا کہ یہی غیر آباد کوہستانی راستہ قریب تر ہے لیکن یہ توجیہ کچھ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ راجمندری کے انتظام کی ایسی کوئی جلدی نہیں تھی جہاں دو ر چلسال کا توقف ہوا وہاں اور ایک دو مہینہ کی تاخیر ہوسکتی تھی اور کرنول اور اس کا جنوبی حصہ اس خطہ

سے زیادہ آباد تھا جہاں کے گزرنے میں اس قسم کا کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا تھا تو پالی اراضی کی نسبت یہاں کے زمینداروں کا معروضہ کہاں تک قابل پذیرائی ہو سکتا تھا۔ لیکن ہم کو اس قیاس کی بھی کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی کہ کسی بیرونی یا مخالف قوت کے تصادم کے اندیشے سے انھوں نے یہ راستہ اختیار کیا اس واسطے کہ کرناٹک کے علاقہ کے اکثر و بیشتر زمیندار و پالیگار اُن کے مطیع ہو چکے تھے اور نواب کرناٹک بھی اُن سے متحد ہو گئے تھے بہرحال صورت حالات کے نظر کرتے ممکن ہے کہ نظام علیخاں نے اسی کڈھب راستہ کو ترجیح دی ہو۔ بند گانعالی دریائے کرشنا پار ہوئے تو راجمندری کے صوبہ دار نے قدمبوسی کا شرف حاصل کیا وہ قبل ازیں خدمت سے معطل کر دئے گئے تھے لیکن جب بند گانعالی بجواڑہ پہنچے تو وہ بحال کر دئے گئے۔

نظام علیخاں کا حیدرآباد واپس آکر انتظام ریاست میں منہمک ہونا

یہاں سے بند گانعالی حیدرآباد روانہ ہوئے جہاں پہنچکر اعلیحضرت نے برار اور اورنگ آباد کی صوبہ داری کا انتظام فرمایا چنانچہ اورنگ آباد کی صوبہ داری سے درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ غلام سید خاں معین الدولہ کو اور غلام سید خاں کی جگہ برار کی صوبہ داری پر اسمٰعیل خاں پنی کو مامور کیا۔ اس انتظام سے شیر جنگ اور ان کے طرفداروں کا اثر کم ہو گیا اور غلام سید خاں (ارسطو جاہ) اور ان کے جانب داروں کو ترقی ہوی اور شیر جنگ نے دیوانی کے معاملات میں دلچسپی لینی کم کر دی ممکن ہے کہ اُن کے نزدیک اس انتظام کے بانی مبانی دیوان وقت موسیٰ خاں رکن الدولہ ہی ثابت

ہوے ہوں۔

محکم سنگہ پیشکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر۔

موسیٰ خان رکن الدولہ نے دیوان ہونے کے بعد محکم سنگہ کو اپنا پیشکار بنایا تھا ان کی طبیعت بہت خرسن واقع ہوئی تھی جس کا اثر رکن الدولہ پر بھی آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ لیکن جب تک وہ شیر جنگ کے مشوروں پر کاربند رہے ان سے ایسی کوئی فروگذاشت ہونے نہیں پائی جو عام بدلی کا سبب ہوتی جب دربار کے رنگ کو شیر جنگ نے بدلتا ہوا پایا تو وہ آہستہ آہستہ معاملات دیوانی سے اپنا تعلق کم کرتے گئے اور رکن الدولہ اپنے پیشکار کے مشورے پر کام کرنے لگے مہم جنوبی کی زیرباری کے باعث فراہمی زر کی ضرورت محسوس ہونے لگی جس کے لئے محکم سنگہ نے یہ تدبیر پیش کی کہ تمام جاگیرداروں اور انعام داروں پر ان کے جاگیرات اور انعامات کا ایک سالہ محاصل بطور مصادرہ عاید کر دیا جائے اس پر رکن الدولہ نے ذرا بھی دوراندیشی سے کام نہ لیا اور صرف یہ معلوم کر کے کہ اس طریقہ سے آمدنی معقول ہو جائیگی اس تجویز پر صاد کر دیا اور احکام جبہ جاری ہو گئے اور رقمیں اسی بناء پر بجبر و تعدی وصول کی گئیں جس کی وجہ سے تمام جاگیردار و انعامدار موسیٰ خاں رکن الدولہ سے ناراض ہو گئے اور اس کے بعد سے واقعات ایسے پیش آتے گئے جس سے ان کے خلاف عام ناراضی بڑھتی گئی حتیٰ کہ خود محلات مبارک میں بھی ان کی نسبت شکایت پیدا ہو گئی جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

راجہ ناگپور پر حملہ

سنہ ۱۷۵۱ء میں نبد گانعالی جانوجی بھونسلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے نکلے اس حملہ کی وجہ کسی فارسی مورخ نے نہیں لکھی ہے گرانٹ ڈف البتہ یہ کہتا ہے کہ رگھناتھ راؤ[1] نے حال ہی میں حیدر علیخاں سے جو صلح کی تھی اس سے مادھوراؤ پیشوا ناراض تھا اور اپنی ماں کی تعلیم پر اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے علیحدہ بھی ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ اس کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں رگھناتھ راؤ اس سے علیحدہ ہو کر جانوجی بھونسلہ یا نظام علیخاں سے متفق نہ ہو جائے اسی لئے اس نے مناسب یہ خیال کیا کہ پہلے جانوجی بھونسلہ اور نظام علیخاں میں سے کسی ایک کے ساتھ اتفاق کر کے دوسرے کو اپنے زیر اثر کر لے چونکہ اس زمانے میں حیدر علیخاں کے مقابلہ میں نظام علیخاں کو مادھوراؤ پیشوا سے مدد حاصل کرنے کی توقع تھی اس لئے پیشوا نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے نظام علیخاں کو جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں اپنا شریک بنالے ان دونوں میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہو گیا اور اُدھر سے پیشوا اور اِدھر سے نظام علیخاں اپنی اپنی فوج لیکر جانوجی کے علاقہ کی طرف بڑھے اور دونوں فوجیں برار میں داخل ہوئیں۔

جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا

جانوجی بھونسلہ تاب مقاومت نہ لاکر صلح کی درخواست

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ (۵۴۷)۔

کرنے پر مجبور ہوا اور راکس بھون کی جنگ میں نظام علیخاں کا ساتھ چھوڑنے کے صلہ میں جو علاقہ[1] اس کو ملا تھا اس کا سربرع حصہ ۴ رفروری ۱۷۶۶ء (م ۲۳ رشعبان ۱۱۷۹ھ) کو متحدین کے حق میں واگذاشت کیا جس میں سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ محاصل کا علاقہ پیشوا نے قیام اتحاد و استحکام دوستی کی غرض سے ۱۶ رفروری ۱۷۶۶ء (م ۶ ررمضان ۱۱۷۹ھ) کو نظام علیخاں کے سپرد کر دیا۔ صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ رگھناتھ راؤ اس موقع پر عہد و پیمان کا معاملہ مادھو راؤ پیشوا پر چھوڑ کر آپ ہندوستان روانہ ہو گیا اس سے رگھناتھ راؤ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جنوب میں حیدر علیخاں کے ساتھ جو صلح اُس نے کی تھی اس کے شرائط سے مادھو راؤ کو اتفاق نہیں تھا اس لئے رگھناتھ راؤ نے شاید یہ سوچا کہ اس موقع پر خود اس کو (مادھو راؤ) اس بات کا موقع دیا جائے کہ شرائط وہ خود طے کرے تاکہ صلح کی ذمہ داریوں کا اس کو تجربہ ہو اور اگر اُس سے کوئی غلطی ہو جائے تو رگھناتھ راؤ کو بھی اس کی حرف گیری کا موقع مل جائے۔

صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانعالی سے اور ضیافت کے بعد واپسی

صلح کے بعد نظام علیخاں دریائے کاٹھی پور نا پر اقامت گزیں ہوئے یہاں مادھو راؤ رکن الدولہ کے توسل سے حاضر خدمت ہوا۔ مجرئی کے وقت پیشواؤں کا دستور تھا کہ دو تا ہو کر تسلیم بجا لاتے تھے اس عادت کے خلاف مادھو راؤ نے سیدھے کھڑے ہو کر سلام کیا جو بندگانعالی کو ناگوار ہوا اس لئے آپ نے اس کا سلام نہ لیا لیکن جانبین کے امراء نے اس کو رفع دفع کر کے صفائی کرا دی

---

[1] اس کا محاصل حسب کاغذات دفتر پونہ پینتیس لاکھ پچاس ہزار دو سو انہتر روپیہ دس آنے ایک پائی ہوتا ہے (توزک آصفیہ صفحہ ۱۵۷)

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے نظام علیخاں نے مادھوراؤ کو خلعت وجواہر عطا فرمائے وہیں دریا کے کنارے ایک مہتم بالشان جشن ترتیب دیا گیا رقص و سرود کی محفلیں جمائی گئیں تمام امراء عظام کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ڈیرے کا رخ دریا کی طرف رکھیں اور ڈیرے کے سامنے اور آس پاس روشنی کریں اس جشن میں مادھوراؤ کی ضیافت کی گئی خود بدولت اس کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے کنارے چراغوں کا ملاحظہ کرتے اور رقص و سرود سنتے گئے اس جشن و ضیافت کے بعد پیشوا کو رخصت فرما کر بندگانعالی جانب شورا پور نہضت فرما ہوئے۔

صاحب تاریخ ظفر کہتا ہے کہ بندگانعالی[1] یہاں سے حیدرآباد روانہ ہوئے اور صاحب توزک آصفیہ اور حدیقۃ العالم دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ بندگانعالی کاٹھی پورنا سے شورا پور روانہ ہوئے اور وہاں سے پیشکش حاصل کرکے گلبرگہ تشریف لے گئے صاحب ظفر چونکہ اسی عہد کا مورخ ہے اس لئے اس کے بیان کو غلط بھی تصور نہیں کیا جا سکتا یہ البتہ ممکن ہے کہ بندگانعالی کاٹھی پورنا سے حیدرآباد آئے ہوں اور حیدرآباد سے شورا پور اور پھر شورا پور سے گلبرگہ میں اقامت کی ہو۔ اعلیحضرت نے درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز رح کی زیارت اور سجادۂ درگاہ سے ملاقات فرمائی۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکم سنگھ پیشکار کا قتل۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں رکن الدولہ کے پیشکار محکم سنگھ کا قتل واقع ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ یہ شخص اپنی خرسی کی وجہ سے

---

[1] تاریخ ظفر صفحہ ۱۵۱۔

طبقہ امرا میں پہلے ہی بدنام ہو چکا تھا رفتہ رفتہ طبقہ عوام میں بھی اس کی سخت گیری اور بدزبانی کے باعث ناراضی پیدا ہوگئی تھی چنانچہ گلبرگہ کے سجادے صاحب کے مریدین میں سے ایک شخص کا ہاتھ بے قصور اس نے کٹوا دیا اسی وجہ سے اس کے خلاف دبے ہوئے جذبات بھڑک اُٹھے اور شیر جنگ کے ایک افغان ملازم عزیز خاں نامی نے ایک روز موقع پاکر اس کو قتل کردیا صاحب حدیقۃ العالم کہتا ہے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے ایماء سے ہوا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

"در آں[1] اوآں محکم سنگھ پیشکار مدار المہام کہ از دست تعدیش عالمے بفغان آمدہ وعلاوہ بریں دست شخصے از مریدان سلسلۂ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ بے تقصیر بریدہ بود بر دست عزیز خاں افغان کشتہ گردید وقاتلش بدرگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز پناہ بردہ محفوظ ماند گویند ایں امر بہ اشارۂ رکن الدولہ بوقوع آمد....."

صاحب حدیقۃ العالم کے ذریعہ معلومات کی جب تک تحقیق نہو ہم یہ تسلیم نہیں کرسکتے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے اشارہ پر ہوا عزیز خاں قاتل چونکہ شیر جنگ کا ملازم تھا اس لئے ان کی طرف البتہ اس سوءظن کی گنجایش نکلتی ہے جیسا کہ صاحب مآثر آصفی نے بیان کیا ہے کہ مقتول کے ورثاء نے اس قتل کے متعلق شیر جنگ پر بدگمانی کی اس کی عبارت یہ ہے۔

"وچوں آں کس[2] (عزیز خاں) نوکر شیر جنگ بود ورثاء محکم سنگھ

---

[1] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۰۔ [2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۸۔

راباعث بدگمانی جانب شیر جنگ شد۔"

لیکن محض اس وجہ سے کہ ان کے ملازم نے قتل کیا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ شیر جنگ ہی نے درپردہ اس قتل میں حصہ لیا۔ بہرحال نظام علیخاں کی یہ دوراندیشی تھی کہ مقتول کی جگہ اس کے بھائی مراد اس کو خطاب راجہ جگدیو کے ساتھ مامور کرکے اس کے پسماندوں کے جوش انتقام کو ٹھنڈا کردیا۔ یہاں سے بندگانعالی بلدہ حیدرآباد واپس آئے۔

ریاست میں انگریزوں کی مداخلت

اس زمانہ میں نظام علیخاں کی توجہ حیدر علیخاں کی طرف منعطف کرائی گئی جو اپنے آس پاس کے علاقوں پر متصرف ہوکر روز بروز ترقی کر رہے تھے اور اس وجہ سے ان کے اطراف کی ہمسایہ ریاستوں کو اُن سے مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ لیکن حیدر علیخاں بذات خود فرماں روایان آصفیہ یا کسی رکن خاندان سے منحرف نہیں ہوئے اُنھوں نے نظام علیخاں کے بھائی بسالت جنگ سے کوئی اختلاف نہیں کیا حالانکہ دونوں کے حدود ایک دوسرے سے ملحق تھے اور حیدر علیخاں کو بہت کچھ موقع تھا کہ ان کے خلاف منشا اُن کے علاقے میں مداخلت کرکے جھگڑا قایم کر دیتے۔ بخلاف اس کے وہ بسالت جنگ کی مدد کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ جب اُنھوں نے قلعہ کوپل کنڈہ کا محاصرہ کیا تو حیدر علیخاں[1] نے اس کے فتح کرنے میں اِن کی مدد کی۔ جس کے صلے میں بسالت جنگ نے ان کو خانی بہادری[2] کا خطاب اور ہسکوٹہ اور سرا کی صوبہ داری عطا کی۔ اس موقع پر حیدر علیخاں کی چالبازی کو ثابت کرنے کے لئے جیمس مل نے یہ بتایا ہے کہ اُنھوں (حیدر علیخاں) نے بسالت جنگ سے ایسے علاقے کی صوبہ داری کی درخواست کی جو فی الحقیقت اِن کے قبضہ[3] میں نہیں تھا۔

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۰۱ ۔ [2] و [3] ہسٹری آف دی برٹش انڈیا جیمس مل طبع دوم جلد سوئم صفحہ ۱۵۴ ۔

حیدر علیخاں کی ہمسایہ ریاستوں میں ایک طرف مرہٹے دوسری طرف سرکار نظام تیسری طرف نواب کرناٹک تھے اور نواب کرناٹک کے پردے میں دراصل انگریز کرناٹک پر حکمراں تھے جن کی نظر میں حیدر علیخاں کی روز افزوں طاقت کھٹک رہی تھی اور انہیں خطرہ تھا تو انھیں حیدر علیخاں سے تھا اور حیدر علیخاں کا مطمح نظر بھی یہی تھا کہ اس اجنبی قوم کو علاقۂ دکن سے نکال باہر کردیں لیکن نواب کرناٹک کی سادہ مزاجی کی وجہ سے اس قوم کے قدم علاقۂ کرناٹک میں مستحکم طور پر جم گئے تھے ایک حد تک انہیں کے ذریعے اس قوم نے نظام علیخاں کے پاس بھی اچھا رسوخ پیدا کرلیا اور اپنی حکمت عملی سے اس نے شہنشاہ دہلی کے فرامین حاصل کئے جن میں سے ایک عطائے سرکاران شمالی کی نسبت تھا اور دوسرا صوبہ دکن سے کرناٹک کی علیحدگی سے متعلق۔ ان فرامین کا اثر یہ ہوا کہ نظام علیخاں فی الحقیقت اپنے مقبوضات کے منجملہ تقریباً ایک ثلث حصہ سے محروم ہوگئے اور استمساک فرمان کے باعث انگریزوں کو نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے مقابلے میں بزعم خود ایک حیثیت پیدا ہوگئی اور خود نواب کرناٹک کو بذریعۂ فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے علیحدہ کرکے زیر بار احسان کرلیا گیا اور اس کے بعد بعنوان انتظام ملک کرناٹک پر اپنا قبضہ قایم کرکے نواب کو صرف ایک وظیفہ خوار بنا دیا گیا۔

سرکاران شمالی پر انگریزوں کا تصرف اور نظام علیخاں کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ

جب انگریزی کمپنی کو سرکاران شمالی کی نسبت شاہی فرمان مل گیا تو اس پر عمل دخل حاصل کرنے کے لئے بریگیڈیر جنرل کیلاڈ کو اوائل ۱۷۶۶ء (اواخر ۱۱۷۹ھ) میں روانہ کیا گیا جو وہاں پہنچکر یکے بعد دیگرے تمام

مقامات پر قابض ہوگیا اس مداخلت سے آگاہ ہوکر نظام علیخاں نے حیدرآباد میں بڑی فوج فراہم کی اور اس کا بدلہ لینے کی خاطر کرناٹک پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے اس زمانے میں حکومت مدراس کی مالی حالت اچھی نہ تھی وہ اس وقت نظام علیخاں سے جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اس لئے کمپنی نے کیلاڈ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صلح کرنے کی غرض سے فوراً حیدرآباد چلا جائے چنانچہ وہ حیدرآباد آیا اور ۱۲ نومبر ۱۷۶۶ء (مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ) کو ایک عہدنامہ طے کیا جس کی رُو سے راجمندری، ایلور، مصطفیٰ نگر پر قبضہ پانے کے معاوضہ میں سالانہ پانچ لاکھ روپیہ خراج اور سیکاکول اور مرتضیٰ نگر پر قبضہ پانے کے بعد ہر ایک کے لئے دو دو لاکھ سالانہ نظام کو ادا کرنے پر انگریزی کمپنی رضامند ہوی۔ اور کمپنی نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ نظام علیخاں کی سلطنت کے صحیح اور واجبی معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک دستہ فوج مہیا رکھیگی اور جس سال انگریزی کمپنی کے فوجی خدمات کی ضرورت ہوگی اس سال کے خراج کی رقم میں سے اس فوج کے اخراجات منہا ہوجائیں گے اور جس سال فوجی خدمات نہیں لی جائینگی اس سال کا خراج یا پیشکش تین اقساط میں ادا ہوگا۔ اس صلح نامہ کے ضمن میں یہ بھی طے پایا کہ نواب کرناٹک کا بربناء فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے خارج کیا جانا نظام علیخاں بھی تسلیم کرلیں چنانچہ پانچ لاکھ روپے کے نذرانہ کے معاوضہ میں بندگانعالی نے اس امر کو تسلیم کرلیا۔

۱۷۶۶ء کے معاہدہ کے اثرات و نتائج

اس صلح نامہ کی رو سے نقصان تقریباً بندگانعالی کا ہوا لیکن باوجود اس کے جیمس مل کہتا ہے کہ اس کا نہایت ناعاقبت اندیش فقرہ وہ تھا جس کی رُو سے

کمپنی پر فوجی امداد لازم تھی کیونکہ نظام کی تائید میں انگریزی کمپنی کو دکن کی دوسری توپوں سے متصادم ہونا پڑتا تھا۔ لیکن ہماری دانست میں صرف یہی نہیں بلکہ اس صلح نامہ کی ہر ایک دفعہ نہایت دور اندیشی کے ساتھ مرتب کی گئی تھی اور تقریباً اس کا ہر ایک فقرہ فی الحقیقت انگریزی کمپنی کی منفعت پر مبنی تھا۔ کمپنی سرکاران شمالی پر قبضہ کرنا چاہتی تھی جس کی مخالفت نظام علیخاں کر رہے تھے اس صلح نامہ کی رو سے کسی جنگ وجدل کے بغیر آخر کمپنی نے ان پر قبضہ کر ہی لیا اور اس کے معاوضہ میں ایک رقم کی ادائی اپنے اوپر مشروط کر لی لیکن اس شرط کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے یہ قرارداد کی کہ نظام علیخاں کو فوجی مدد دیجائیگی اور اس فوج کی تنخواہ اس مشروط رقم میں مجرا کر لی جائیگی اور فوجی امداد کی ابتداء ایک ایسی جنگ (میسور) سے کی گئی جو اس زمانہ میں نہ بھی ہوتی تو نظام علیخاں کے حق میں زیادہ مضر ثابت نہ ہوتی۔

جنگ میسور

۱۷۹۰ء کی جنگ میسور کی ابتدا اور اس میں نظام علیخاں کی شرکت کا سبب

اجمال مذکورہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی پر سرکاران شمالی کی بابت پیشکش کی ادائی لازم آگئی اس سے سبکدوشی انگریزی کمپنی کو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی تھی جب کہ بندگانعالی اس سے فوجی خدمات حاصل کرتے اور چونکہ اس زمانے میں کمپنی کو حیدر علیخاں کی روز افزوں قوت سے اندیشہ تھا اور وہ آئے دن کرناٹک اور انگریزی کمپنی کے علاقے پر حملے کرتے رہتے تھے اس واسطے کمپنی کو یہ لازم تھا کہ اس کا کوئی معقول بندوبست کرتی اور ساتھ ساتھ اس امر کا انتظام بھی ضروری تھا کہ دکن کے اُن رئیسوں کو فراہم کرلے جن کے ساتھ متفق ہو کر حیدر علیخاں اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے ان اُمور کے نظر کرتے کمپنی نے بندگانعالی کو حیدر علیخاں کے خلاف کھڑا کر دیا اور اُن کے مقابلہ میں نظام کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی اسی جنگ کے متعلق بعض امور کی قرارداد کے لئے کمپنی نے کرنل جوزف سمتھ کو حیدرآباد روانہ کیا جسے نظام علیخاں کے دربار میں ۱۹ شعبان ۱۲۰۵ھ (م ۲۷ اپریل ۱۷۹۱ء) کو بتوسل رکن الدولہ باریابی ملی اور یہ طے پایا کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ دریائے کرشنا پہنچ جائے اور وہاں سے بندگانعالی کی فوج کے ہمراہ حیدر علیخاں کے مقبوضہ شہر بنگلور پر حملہ کی غرض سے روانہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں بندگانعالی کے منشا کے خلاف

رکن الدولہ نے بڑا زور لگایا ہے اس واسطے کہ شاہ تجلی علی کہتے ہیں کہ بندگا نعالی اس قوم کے اس مقصد سے کہ حیدر علیخاں کے استیصال اور اس کے ملک کی خرابی میں درصل اہل فرنگ کے مقبوضات کی آبادی اور اُن کا استیلا مضمر ہے واقف رہکر بھی محض رکن الدولہ کے پاس خاطر سے انگریزوں کے سوال کو رد نہ کیا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

"بندگان[1] حضرت اگرچہ در تحصیل مقصد آں قوم دانا بود ہمانا
در استیصال حیدر نایک استیلائے اہل فرنگ مندمج بتخریب
ملک او آبادی معمورہ ہائے ایں قوم مندرج است معہذا بپاس خاطر
رکن الدولہ منظور داشتہ دست رد بسینۂ ملتمس او نگذاشتہ پنجۂ
مسئلت آنہا بحنائے حسن قبول رنگین فرمودند۔"

اسکی تائید واقعات مابعد سے ہوتی ہے لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا بیان اس سے مختلف ہے،

نظام علی خاں کا اتحاد حیدر علی خاں سے

اگر صاحب توزک آصفیہ کا اعتبار کیا جائے تو نظام علی خاں کے دریائے کرشنا پار ہونے پر حیدر[2] علیخاں نے محی الدین صاحب ابن کریم صاحب مشائخ کے ذریعہ ریشہ دوانی شروع کی اور رکن الدولہ کو ہموار کرلیا انھوں نے انگریزوں سے علیحدہ ہونے پر آمادہ ہوکر بندگا نعالی سے معروضہ کیا جس کے سنتے ہی مزاج مبارک جادۂ اعتدال سے باہر ہوگیا اور فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ متفق ہونے کی نسبت میرا منشاء پہلے ہی نہیں تھا ہم کو لازم نہیں تھا کہ نصاریٰ کی استدعا پر حیدر علیخاں سے جو ہمیشہ

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۴۔ [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۵۔

ان غاصبان سلطنت کے تباہ و برباد کرنے میں مشغول ہیں جنگ کرتے اصولاً تو ہم کو چاہئے
یہ تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کی بھی مدد نہ کرتے یہاں تک کہ آپس میں لڑتے لڑتے کوئی ایک
غالب ہو جاتا جس کے بعد حکمت عملی سے اس غالب پر قابو پانا ہمارے لئے آسان ہوتا۔
اب یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فریق سے شرکت کی قرارداد کر کے اس کے ساتھ
منافقت کریں رکن الدولہ بنگالہ نعالی کی اس گفتگو سے خجل ہوئے لیکن مکرر معروضہ کیا کہ
اس میں شک نہیں کہ اس شرکت کے اقدام کرنے میں مجھ سے صریحی غلطی ہوئی ہے لیکن
سلطنت کی بھلائی اس میں ہے کہ حیدر علیخاں کو اپنا شریک گردان کر اہل فرنگ کے دفع
کرنے پر آمادہ ہو جائیں اپنے معروضہ کے علاوہ انھوں نے مادھو راؤ پیشوا سے بھی اثر
ڈالا تو بنگالہ نعالی طوعاً و کرہاً راضی ہوئے اس مضمون کو اگر توزک آصفیہ ہی کے الفاظ میں
دیکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا اسی لئے ہم اس کی اصل عبارت یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

"چوں[1] ایں سوانح بگوش او خلید در ورطۂ تحیر دست و پا زدہ بوسط
محی الدین صاحب خلف کریم صاحب مشایخ کہ در آں آوان مامور
ملکی و مالی دخل پیدا کردہ بود بہ تخشع و تضرع خاطر مدار الہام را فرقیہ
اختصاص حسن عقیدت خود بمواثیق پیماں راسخ نمودہ التماس بندگی
بہ انقیاد اطاعت معروض رائے ملازمان عالی گردانید مشتمل
برایں کہ وابستگی غنچہ جمعیت فدوی عبودیت شعار بہ آبیاری نسایم

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۵۔

حمایت این بهار گلستان عز و اقبال و گوهر زندگی عرق آلود
انفعال از آبرو بخشی آن دریائے جاہ و جلال است اگر گل قدر
و منزلت من نشیم عنبر بیز طبلہ نگہت کشاید ہم از آن گلشن ہمیشہ بہار است
و اگر در دولت و اقتدار من برنگ تابندگی جلوۂ رخشندگی گیرد ہم از آن
دریائے اقتدار برعایت قوم نصاریٰ برانہدام اساس خانۂ
ماکہ ہمیشہ در قلع و قمع بنیان گردن کشان کلاہ پوشان توجہ
مصروف است کمر بستہ اند بہیچ وجہ شایان خداوندی نیست
این قوم نصاریٰ ست کہ بہوائے یک بام در اخذ وسعت اقلیم
دست خود کوتاہ نساز د ہر آئینہ از آشتی و اندیشۂ این کوتاہ
فطرتان بلند مقصد غافل نباید بود این مستیقانِ بادۂ نخوت را
بہ آب شمشیر آتشبار سیراب گردانیدن دلیل حسنات است و این
کافرانِ عیسوی را بہ لگد کوب تازی غازیان با خاک یکساں
کردن مستلزم چندیں واجبات۔ بیت

باید نواخت پشتِ خراں را بچوب دست۔

بیروں نہند چوں قدم از کجروی ز راہ

منکہ فدوی دولت خواہ این خاندان عالیشانم بہ یقینے کہ شایستہ
حرب اہل فرنگ باشد برکاب سعادت انتساب حاضر میشوم قدرکہ

مال وزر دریں سفر درکار باشد خزانۂ فراہم آوردۂ فدوی مال کار
است اندیشۂ دیگر پیرامون خاطر اقدس نیاورده باعانت من
کمر استقامت بستہ بہ پشت گرمی ایں راسخ پیماں قدم گزارند در
اندک سرخنگ غیر از پشت روئے احدے را ازیں قوم نخواہند
دید۔ بحول او تعالیٰ شانہٗ جمیع بنادر و ملک مقبوضہ آنہا بہ طپانچہ
تادیب باز گرفتہ داخل خالصۂ سرکار می سازد و ہم دریں اثنا، راؤ
نیتر بہ استدعاء بہادر در باب مدافعہ اہل فرنگ مکرر مستدعی شد
رکن الدولہ بہادر بنا بر ناچاری تن برضا داده جمیع مراتب بکمال
الحاح بعرض اقدس رسانید بمجرد استماعئے ایں سخنان نامورون
خاطر سنجیدہ متحمل نگردید ہر یک معروضہ اوشاں را جواب بہ اسلوب
صواب بمعرض بیان آوردند کہ سابق استرضائے من دریں مشورت
نبود چہ لازم کہ بہ استدعائے نصاریٰ باحیدر علیخاں کہ ہموارہ بہ ہم
وردم بنائے غاصبان بے دین مشغول است منازعت در پیش
آریم و بہ اغوائے ایں رخنہ گراں قصر مملکت از فلاخن غربدہ بجمعیت
بہادر کہ پیوستہ بدفع آں پست طینتان بلند خیال مانوس است
سنگ تفرقہ اندازیم بلکہ در اعانت ہیچیک ازیں گرگ رُو باہ
سیرتان پلنگ خو تا ممکن است مجتنب بودن طریق اولیٰ بود تا

در اندک اظہار مخالفت یکے بدیگرے غالب میشود من بعد
باقی ماندۂ خستہ حال را بہ قلادۂ تدبیر بدست آوردن سہل تر
مطلب داشت حالا کہ در موافقت بساط مرافقت مہد گردانیدہ اند
باز بمنافقت در نوردیدن زنگ آشفتگی بچہرۂ حال و مآل است
بہیچ صورت این معنی مناسب نمیاید کس را بر اسرار خود دانا کردن
و باز ازو بقدم استلم پیش آمدن موجب تخلل قوایم امور رتق
وفتق و سبب گسیختگی سر رشتہ نظم و نسق است۔ رکن الدولہ بکمال
خجالت دہان عرض مکرر کشودہ التماس نمود کہ واقعی قصور صریح
از من صدور یافتہ کہ بریں عزیمت اقدام نمودم و بدیں امر ہمداستان
شدم الحال صلاح دولت ابد مدت درین است کہ حیدر علیخان
را ہمراہ گرفتہ بدفع اہل فرنگ قیام فرمودن و فتوحات غیبی و تقدمہ
معسکر فیروزی او را پیش رو داشتن اعانت لایزالی است
بندگانعالی طوعاً و کرہاً راضی شدہ راہ فرسای مقصد گردیدند"

نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے باہمی اتحاد کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی علیحدگی

حیدر علیخاں کے ساتھ اتحاد قایم کرنے کو بمبالغۂ تمام مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن جب کرنل اسمتھ کو ان کے مقبوضہ جات پر (بنگلور کے راستہ میں تھے) قبضہ کرنے سے منع کئے جانے لگا تو اس نے معلوم کرلیا کہ نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے مابین کوئی

سازش ہوگئی ہے جس کے بعد وہ اپنی فوج کو لے کر انگریزی حدود کی طرف نکل گیا میر حسین علی کرمانی لکھتے ہیں۔ کہ نواب[1] کرناٹک نے انگریزی سفیر کے ذریعہ نظام علیخاں کو ملک بالاگھاٹ کی تسخیر پر آمادہ کیا جس پر نظام علیخاں اپنی فوج کو لیکر چین پٹن کے میدان میں جا ٹھیرے اور حیدر علیخاں کو طلب کیا تاکہ ان کا منشاء معلوم کریں انھوں نے اپنی حضوری کو کسی اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے صاحبزادے ٹیپو سلطان کو آراستہ لشکر اور ہوشیار سرداروں کے ہمراہ روانہ کیا اور نذر کے لئے پانچ زنجیر ہاتھی اور دس راس گھوڑے بھیجے۔ جب ٹیپو سلطان کی سواری بندگانعالی کے خیمہ کے قریب پہنچی اور نقارے اور طنبورے بجنے لگے تو خود بدولت نے خیمہ بالاخانہ پر سے سواری کو ملاحظہ کرکے اظہار پسندیدگی فرمایا اور ٹیپو سلطان سے ملاقات کرکے ان کو نصیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا اور محمد علیخاں صوبہ دار آرکاٹ و انگریزی کمپنی کو تنبیہ کرنے کے مسئلہ میں مشورہ کیا اور وقت رخصت دوشالے مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی کے وکیل کو صاف جواب دیکر اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ انھیں واقعات کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا یہ بیان ہے کہ :-

"جب[2] مرہٹے[3] حیدر (حیدر علیخان) سے صلح کرکے واپس ہوگئے تو اس خبر سے نظام (نظام علیخاں) کا کیمپ متاثر ہوگیا اور خود

---

[1] نشان حیدری صفحہ (۱۲۸)

[2] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۱۳۱)

[3] اس موقع پر پیشوا بھی اپنے علاقہ سے میسور پر حملہ کی غرض سے آیا تھا لیکن حیدر علی خان نے اس کو کچھ رقم دیکر اور کچھ رقم کا وعدہ کرکے اپنا بنا لیا جس کے بعد وہ انگریزوں کے منشاء کے خلاف ریاست میسور سے واپس ہوگیا۔

نظام بھی پریشان ہو گئے حیدر کو ان کی عادت و خصلت سے
واقفیت تھی اس نے بسانگر (بیجانگر) کی طرف سے اپنی فوج کو طلب
کر کے اور اپنی دوسری فوج کو جزیرہ سے باہر نکالکر چین پٹن کے
راستہ پر قایم کر دیا اس طرزِ عمل نے بزدل اور کمزور بادشاہ پر
اپنا پورا اثر کیا اور وہ اپنے بھائی لیالت جنگ و محفوظ خاں وزیر حیدر
کے ہوا خواہوں کی تجاویز سننے پر آمادہ ہو گئے اگر دیوان (رکن الدولہ)
اپنے مالک کو ہمت دلانا غیر ممکن پاکر حیدر کے ساتھ مصالحت کی
نسبت مشورہ نہ دیتے اور نہایت آسانی سے اُس (حیدر) کے ساتھ
ساخت باخت کرنے کا آپ خود ذمہ نہ لیتے تو نظام اپنے دیوان کے
مخالف ہو جاتے انگریزی افواج کو علیحدہ کرنے کے لئے انھوں (دیوان)
نے ایک حیلہ نکالا اور انگریزی سپہ سالار (جنرل اسمتھ) سے کہا کہ
موجودہ صورتِ حالات کے تحت رسد و دیگر ضروریات صرف آرکاٹ
ہی سے حاصل کی جا سکتی ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ حیدر کے
علاقہ کے اس طرف کے بعض مقامات پر انگریز قبضہ حاصل کریں تاکہ
مدراس اور دیگر مقامات متعلقہ انگریز و محمد علی (نواب کرناٹک) سے
یہاں تک آنے جانے کے لئے محفوظ رستہ مل جائے۔ حیدر کے
ساتھ قیام تعلقات کو معلوم کرنے میں انگریز جنرل اندھا نہیں تھا

وہ موقع غنیمت جان کر غنیم کے دست رس سے نکلا اور اپنے
حدود میں پہنچ گیا۔"

اس بیان سے یہی پایا جاتا ہے کہ رکن الدولہ حیدر علیخاں سے اتحاد قایم کرنے پر مطلق آمادہ نہیں تھے اور محض بند گانعالی کی مرضی کے تحت انھوں نے اس پر رضامندی ظاہر کی ممکن ہے کہ اس جنگ میں شکست اٹھانے کی وجہ دراصل یہی عدم رضامندی ہو تاکہ اس سے متاثر ہو کر نظام علیخاں پھر انگریزی کمپنی اور نواب کرناٹک (جن کے ساتھ رکن الدولہ کوئی رشتہ تھا) کے ساتھ اتحاد کرنے پر راضی ہو جائیں اس موقع پر رکن الدولہ نے انگریزی فوج کو علیحدہ کرنے میں (ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان کے مطابق) جس توجیہ سے کام لیا ہے اگر انہیں کی جدت و حکمت عملی کا نتیجہ ہے تو وہ ان کی ڈوپلیسٹی پر خاص روشنی ڈالتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ سوچے ہوئے تھے کہ انگریزوں سے بگاڑ مناسب نہیں ہے ورنہ یہ ممکن تھا کہ اپنی اور حیدر علیخاں کی متفقہ فوج سے کام لیکر اس انگریزی مختصر سی فوج کو اسیر کر لیتے۔

حیدر علیخاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے مراسم ظاہری

ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف انگریزی فوج کی علیحدگی کے ذکر کے بعد یہ لکھتا ہے:۔

"ادھر[1] مدراس گورنمنٹ میں خبر اتمام کے خطوط پہنچے اور ادھر رکن الدولہ نے محمد علی کو خطوط لکھے جن میں

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۱۳۲۔

انھوں نے یہ یقین دلایا کہ نظام حیدر کے مقابلہ میں اس وقت
تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ وہ بنگلور کا پورا ملک اور
کرناٹک یعنے وادی کویمبٹور، سیلان، کشنا گیری وغیرہ نہ دیدے
اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے نظام کی فوج کا مبالغہ آمیز بیان
کیا اور حیدر کی فوج کا تحقیر کے ساتھ ذکر کیا۔ محمد علی خاں کی تحریک پر
مدراس کونسل نے جرنل اسمتھ کے مشورے پر کوئی لحاظ نہ کیا بلکہ
اس کو یہی حکم دیا کہ حیدر کے مقبوضہ مقامات پر حملہ کرے اور ہر ایک
امر میں نظام کے ساتھ متفق رہے اور ان کے ساتھ وعدہ کرتے رہے کہ
سامان رسد و آلات حرب و ضرب اور رقم اور بوقت ضرورت
فوج بھی ان کے لئے مہیا کر دیجائیگی اسی عرصہ میں اس بے اصول
دیوان نے محمد علی کو یہ لکھا کہ اس (رکن الدولہ) نے محفوظ خاں کو
حیدر کے پاس بھیجا تاکہ اس سے سرینگ پٹن میں ملنے کی کوئی
قرارداد ہو اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ ہر اس امر پر رضامند ہے جو اس کیلئے
مناسب ہو اور جس کا ذکر خود محفوظ خاں کریں گے۔ رکن الدولہ کا
خط پہنچنے پر نظام الدولہ کو اطمینان دلانے کی خاطر حیدر نے اپنی
فوج کو سابقہ کیمپ پر واپس کر دیا اور دیوان کو لکھا کہ وہ ان کے
آنے پر ایسا ہی ان کا خیر مقدم کریگا جیسا کہ اپنے ہم رتبہ آدمی کے لئے

کرسکتا ہے اور اُس نے کیمپ کے بیوپاریوں اور دوسرے لوگوں کو
حکم دیا کہ سامان یا یحتاج نظام کے کیمپ میں لیجائیں جب حیدر کا
یہ خط صوبہ (نظام علیخاں) نے پڑھا تو ہتھیار کے بند کرنے کا حکم
دیدیا اور ادھر حیدر نے بھی یہی حکم اپنے پاس جاری کر دیا دیوان
(رکن الدولہ) حیدر کے کیمپ میں گئے حیدر نے ان کا خیر مقدم کیا
اور مختصر سی گفتگو کے بعد دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے
اور رکن الدولہ حیدر کی سواری کے جلو اور اس کے تزک واحتشام
کو ملاحظہ کر کے اپنے کیمپ کو واپس آئے۔ دوسرے روز دیوان بڑے
تجمل کے ساتھ حیدر کے دربار میں گئے۔ حیدر نے آنے جانے سے
وقت بچانے کی خاطر اپنے مورچوں کی دو قطاروں کے درمیان
ہی قیام کیا دونوں طرف سے صلح نامہ کی تکمیل کی خواہش تھی
جو چند روز میں طے ہوا۔"

حیدر علیخاں، محفوظ خاں اور نظام علیخاں کے مابین تکمیل نامہ اور اس کی شرائط

اسی مورخ کے بیان کے مطابق اس صلح نامہ رو سے
حسب ذیل امور طے پائے۔

(۱) حیدر علی خان کا لڑکا ٹیپو سلطان، محفوظ خان کی لڑکی سے عقد کرے
(۲) محفوظ خان اُن تمام حقوق کو جو ریاست کرناٹک کے متعلق اس کو حاصل
ہو سکتے ہوں اپنے ہونے والے داماد ٹیپو سلطان پر منتقل کر دے۔

(۳) آرکاٹ کی نوابی کے تحت وہاں کے قلعہ جات میں فوج نگہداشت کے رکھنے کا اختیار حیدر علیخاں کو رہے گا۔ جس کی کمان اُن کے سالے مخدوم صاحب کو دیجائے گی اور محفوظ خاں اور ٹیپو سلطان کی طرف سے ملک کرناٹک پر مخدوم صاحب ہی حکمراں رہیں گے۔

(۴) اس علاقہ کے محاصل سے ٹیپو سلطان فائدہ اٹھائیں گے جو مخدوم صاحب بعد وضع رقم نگہداشت فوج و انتظام ملک پیش کریں گے۔

(۵) حیدر علی خاں اور نظام علی خاں اپنی اپنی فوج کو محمد علی خاں (نواب کرناٹک) کی تسخیر کے لئے متحد کریں گے۔

(۶) اس عرصہ تک جب کہ یہ دونوں فوجیں میدان عمل میں گام زن رہیں حیدر علیخاں، نظام علیخاں کو ہر مہینہ چھ لاکھ روپیے دیتے رہیں گے۔

ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے بموجب حقیقی فائدہ حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان ہی کو حاصل ہو سکتا تھا اور اس وقتیہ اتفاق کا موقت فائدہ نظام علیخاں کو صرف یہی تھا کہ جنگ ختم ہونے تک ان کو چھ لاکھ روپئے ملتے اور بس۔ اس میں اس کے متعلق کوئی امر طے نہیں ہوا کہ کرناٹک کی ریاست آیا حسب سابق صوبہ دکن کے تحت رہیگی یا حالیہ احکام شاہی کے مطابق راست شاہی اثر میں۔ بہرحال انہیں فقرات کے بموجب سیدھے سادھے محفوظ خاں نے تہ نامہ مرتب کرالیا جس کے بعد رکن الدولہ تحفے تحائف سے لدلدا کر وہاں سے نکلے۔

ٹیپو سلطان کا بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیخاں کے شک و شبہات

اس کے بعد یہ قرار پایا کہ ٹیپو سلطان خود بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف کہتا ہے کہ اس موقع پر حیدر علی خاں اپنے فرزند کو رخصت کرتے ہوئے بہت پریشان ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے دغا[1] کا اندیشہ ہے اس واسطے کہ جب نظام علیخاں اپنے بھائی (صلابت جنگ) کو ہلاک کرنے سے نہیں رُکے تو میرے لڑکے کو وہ کب چھوڑ سکتے ہیں یا یہ نہیں تو کم از کم اُس کو روک رکھیں گے اور مجھے اپنے لڑکے کی خرابی کی تخویف سے بڑی رقم دینے پر یا اپنے ساتھ خاص رعایتیں کرنے پر مجبور کر دیں گے، ٹیپو سلطان کا اس وقت دربار بندگانعالی میں حاضر ہونا احکام سرفرازی کے حصول اور اس کی نذر پیش کرنے کے لئے ضروری تھا۔ جس پر حیدر علیخاں کی یہ بدگمانی اول تو یہ بتاتی ہے کہ وہ بہت پرحزم و دوراندیش تھے اور پھر یہ کہ ان کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی اس لئے اُن کو جدا کرتے ہوئے شک و شبہ کر رہے تھے ان شبہات میں صلابت جنگ کے ہلاک کرنے کا الزام تو اس مضافات میں صلابت جنگ کے ذریعہ بہت مشہور ہو چکا تھا جس کی نظر لینا حیدر علی خاں جیسے دوراندیش و محتاط شخص کے لئے ناواجبی نہیں ہو سکتا تھا بہرحال اُن (حیدر علی خان) کے خاص معتمدین (رضا صاحب اور فیض اللہ صاحب) کے اس یقین دلانے پر کہ ٹیپو سلطان پر ذرا سی بھی آفت آنے کا شائبہ پائیں تو یہ اپنی جان سے تک دریغ نہیں کریں گے حیدر علی خاں نے اپنے لڑکے کو رخصت کیا۔ ٹیپو سلطان کی سواری

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۱۳۴۔

ذکر توزک آصفیہ نے جن الفاظ میں کیا ہے ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے ہم صرف یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نظام علیخاں کے کیمپ (چین پٹن) کے پاس بہت جلد پہنچ گئے دوسرے روز اپنی قیام گاہ سے نکل کر رسالت جنگ سے ملاقات کی اس ملاقات میں رکن الدولہ اور دیگر امراء دربار اُن کے ہمراہ تھے اور اس کے دوسرے روز بڑے توزک و احتشام کے ساتھ نظام علی خاں کے دربار میں باریابی ہوی حضوران (ٹیپو سلطان) کے ساتھ بڑی توقیر سے پیش آئے اور بالمشافہ تہ نامے کے دفعات کی تکمیل کی۔

حیدر علی خاں کا خط گورنر مدراس کے نام

جب حیدر علی خان کو یہ یقین ہو گیا کہ اُن کا بیٹا آرکاٹ کا نواب بنا دیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اپنے وکیل مناگی پنڈت کے ذریعہ (جو مدراس میں رہتا تھا) گورنر مدراس کے نام ایک یادداشت لکھ بھیجی۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ نظام علیخاں اور حیدر علی خاں کو اچھی طرح یہ علم ہو گیا ہے کہ محمد علی خاں مسلسل سازشوں سے اور کرناٹک کے علاقہ کو غصب کر کے ہندوستان بھر میں شورش پیدا کرنے کا باعث ہوے ہیں اس لئے اُن دونوں نے اِن سے جنگ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے تاکہ مغصوبہ ملک ان سے حاصل کر کے حقدار کے سپرد کر دیا جائے اور یہ کہ انھوں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ انگریزوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ ان کو کوئی مدد نہ دیں اور ان کو چاہئے کہ اپنی فوج کو جو انھوں نے آرکاٹ کے حدود میں یا اُن (محمد علی خاں) کے کسی اور مغصوبہ ملک یا اس کے کسی حصہ میں رکھی ہو واپس طلب کر لیں اور یہ بھی انھوں نے لکھا کہ وہ اُن رقوم کو

انھیں ادا کردیں گے جو کسی قانون و قاعدے کے تحت ان کو ان مقبوضات کی بابت (بحیثیت کفالت) واجب الادا ہوں۔ جن میں وہ رقم شامل نہ ہوسکیگی جو نواب ویلور اور وندواسی اور دیگر حقداروں کے علیحدہ کرنے میں انگریزوں نے صرف کی تھی اور انھوں نے یہ بھی لکھا کہ ایسے علیحدہ شدہ اشخاص کے اُس نقصان کی تلافی کردی جائیگی جو اس طرح علیحدہ کئے جانے سے ان کو بھگتنا پڑے۔ اس مراسلت کا جو کچھ جواب مدراس گورنمنٹ سے دیا گیا۔ اس سے قطع نظر کرکے ہم پھر میدان جنگ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا مفاہمت کے بعد کوچ کی تیاریاں ہوئیں نظام علیخاں نے ہسکوٹہ کی طرف سے بنگلور کا رخ اختیار کیا اور حیدر علیخاں راست بنگلور روانہ ہوئے دونوں افواج جب بنگلور پہنچ گئیں تو حملہ کے متعلق مشورے ہوئے۔ اس میں بسالت جنگ اور رکن الدولہ کے علاوہ دیگر عہدہ دار بھی شریک تھے آخر یہ طے پایا کہ

(۱) کوچ کے وقت دونوں فوجیں علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر رہیں کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرسکے۔

(۲) پہاڑوں سے گزر جانے تک حیدر علیخاں کی فوج مقدمۃ الجیش رہے۔

(۳) جب دونوں فوجیں حدود ارکاٹ میں داخل ہوجائیں تو یہ تصفیہ کیا جائیگا کہ آیا متحدہ طور پر حملہ کرنا مناسب ہوگا یا متفرق طور پر اس کے بعد یہ دونوں لشکر بنگلور سے نکلے۔

حیدر علیخان کا رسالہ کشنا گیری کے پہاڑوں میں سے ہوکر ۲ اگست ۱۷۶۷ء (م ۲۹ ربیع الاول ۱۱۸۱ھ) کو حدود کرناٹک میں داخل ہوا اور کرنل سمتھ کے رسد کے جانوروں کو کاگیری

کی طرف ہانک دیا۔ اُسی روز شام میں حیدر علی خاں کاویری پٹن کے قلعہ کے آگے نمودار ہوئے یہاں کی انگریزی فوج چوتھی بٹالین کی تین کمپنیوں پر مشتمل تھی۔ جس نے وہ مقابلوں کی تو مدافعت کی لیکن اس کے بعد اس کے افسر کپتان میاکین نے ۲۷ اگست (مطابق یکم ربیع الثانی) کو حیدر علیخاں کی اطاعت قبول کرلی۔

چنگاما اور ترنامل پر فریقین کے مقابلے ۳۰۔ اگست (مطابق ۴ ربیع الثانی) کو کرنل اسمتھ ترنامل روانہ ہوا۔ تاکہ رسد کی فراہمی کی سبیل کرکے لفٹنٹ کرنل اُوڈ سے مل جائے جو اس عرصہ میں اپنی فوج کے ساتھ ترچناپلی سے نکل چکا تھا متحدین کرنل اسمتھ کی مزاحمت کرنے لگے آخر ۲ ستمبر ۱۷۶۷ء (م ۷ ربیع الثانی ۱۱۸۱ھ) کو چنگاما کے قریب شدید مقابلہ ہوا جس میں متحدین نے بڑے نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی لیکن فتح پاکر بھی کرنل اسمتھ وہاں ٹھیر نہیں سکا اور ترنامل چلا گیا کیونکہ وہاں اس کو رسد کی طرف سے بڑی تکلیف تھی جب وہاں بھی اس کو رسد نہ مل سکی تو وہ اور آگے بڑھ گیا اور ۸ ستمبر (م ۱۳ ربیع الثانی) کو کرنل اوڈ سے جا ملا۔ اور اس تازہ دم فوج کے ساتھ ۱۴ ستمبر (م ۱۹ ربیع الثانی) کو پھر ترنامل واپس آیا جس کے مضافات میں ۲۹ ستمبر (م ۵ جمادی الاول) کو لڑائی ہوی۔ اس موقع پر نظام علیخاں کی افواج کو شکست ہوی اس لڑائی کی تفصیل کرنل اسمتھ نے اپنی رپورٹ میں لکھی ہے جس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے

"۳۰ اگست[1] (م ۴ ربیع الثانی) کو فوج سنگار پیٹھ اور وہاں سے
۳۱ اگست (م ۵ ربیع الثانی) کو پالی پیٹ روانہ ہوئی اس کوچ میں

---

[1] کرنل اسمتھ رپورٹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۷۶۷ء از کیمپ کالاساواگ۔

ہم غنیم کے رسالے کو اپنے بازو پر اور عقب میں تھوڑے فاصلے پر
دیکھتے رہے لیکن وہ ہمارے کوچ میں حارج ہوا۔ شب میں البتہ
انھوں نے ہمارے طلایہ پر حملہ کیا اور کیمپ میں چند بان پھینکے
صبح میں فوج چنگاما کی طرف روانہ ہوئی۔ اس وقت بھی غنیم کا رسالہ
ساتھ ساتھ رہا۔ رات میں وہ حملہ کی بہت کوشش کرتا رہا اس لئے
ہم کو صبح تک خبردار رہنا پڑا۔ اس نے چنگاما کا پٹھہ جلا ڈالا ہم کو
صبح میں یہ اطلاع ملی کہ شب میں غنیم کی فوج اور توپ خانہ میں بہت
اضافہ ہو گیا ہے اسی لئے ہم کو اپنا کیمپ چھوڑنے سے پیشتر بڑی
احتیاط کرنی پڑی آخر ہم نے دوپہر میں با احتیاط تمام کیمپ برخاست
کیا لیکن ڈیرون کو ویسا ہی نصب شدہ چھوڑ دیا اور سامان کو
ہمہ وجوہ تیار رکھ چھوڑا تاکہ اس کو دیکھ کر غنیم اس خیال میں رہے
کہ ابھی کوچ کی تیاری ہو رہی ہے جب ہماری فوج کوچ کر کے
آگے نکل چکی تو ہم نے دیکھا کہ غنیم کی فوج کی بڑی تعداد ہمارے
بازو پر حرکت کر رہی ہے۔ ہمارا بھیرو بنگاہ بائیں جانب روانہ ہوا
اور ہم سیدھے تک کوچ کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے تین بجے
ایک چھوٹی سی ندی (کلپاک) کو عبور کیا۔ جس کے دوسرے کنارے
پر اور ہمارے داہنے جانب غنیم قائم تھا یہ ایک بڑا میدان تھا۔

جس میں جھاڑی اُگی ہوی تھی اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر تین پہاڑیاں
تھیں جن کے دامن میں حیدر نے اپنا رسالہ قایم کر رکھا تھا جس کے
پیچھے اس کی پیادہ فوج تھی اور جھاڑی میں رکن الدولہ اپنی فوج اور
توپ خانہ کے ساتھ مقیم تھے وہ خود (رکن الدولہ) اور ان کے بھائی
تہور جنگ اپنی فوج پر کمان کر رہے تھے ایک بڑا رسالہ ان افواج
کی کمک پر علٰحدہ قایم تھا ہماری فوج نے اپنا داہنا رُخ اختیار کیا اور
چونکہ حیدر کو اس کے پہاڑی مقام سے علٰحدہ کرنے میں کامیابی کا
مجھے خیال نہیں تھا اس لئے میں نے اپنی فوج کو راستہ سے علٰحدہ
کر کے کپتان ولیم کوک اور کپتان کاسبی کے بٹالین کو حکم دیا کہ غنیم پر
حملہ کریں اور ان دونوں کی کمک کپتان ولیم کولی کرے حملہ بجا رگی
ہوا اور غنیم کا رسالہ ڈھلواں پہاڑی پر ہٹا دیا گیا اور ہماری فوج نے
اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے بہت جلد اپنی اس غلطی کو محسوس
کر لیا کہ اُس نے اس پہاڑی پر اپنی انفنٹری کا کیوں قبضہ نہ رکھا
اگر ایسا کرتا تو وہ اتنی آسانی سے اس مقام کو نہ چھوڑتا حیدر نے
اپنے منتخب سپاہیوں سے ہمارے اس نئے مقبوضہ مقام پر حملہ کیا
لیکن اس کی ہر ایک کوشش ہمارے سپاہیوں کی استقامت
کی وجہ سے ناکام ثابت ہوی وہ پسپا کر دیا گیا اس کا سالا مارا گیا

اور خود اس کی ٹانگ میں بھی کوئی ضرب آئی۔

جس وقت کہ اِدھر صورت حال یہ تھی اُدھر جھاڑی کی طرف ہماری جانب سے مُسلسل گولندازی ہوتی رہی غنیم اگرچہ جھاڑی کی وجہ سے اچھے مقام میں تھا تاہم اس سے بہتر ہمارا مقام تھا۔ دوران گولندازی میں دو ہاتھی نظر آئے جن کی نسبت گمان یہ کیا جاتا ہے کہ وہ رکن الدولہ اور ان کے بھائی تہور جنگ کے تھے جو ایک توپ کے دو تین گولوں کے چھوٹنے پر ایسے غائب ہوئے کہ پھر نظر نہ آئے اس کے بعد یہ قرار پایا کہ غنیم کو اس جھاڑی سے جہاں وہ چھپے ہوئے آتشباری کر رہا تھا ہٹا دیا جائے چنانچہ ہمارے بان انداز آگے بڑھے ان کے ساتھ ہی کپتان بیلی کے تحت بارہ کمپنیاں ہوگئیں۔ جنھوں نے غنیم کو جھاڑی سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ندی کے پار ہو گئے جہاں اُنھوں نے اپنی دو توپیں میخیں ٹھونک کر چھوڑ دیں۔ یہ وقت شام کے چھ ساڑھے بجے کا تھا اس لئے ہم نے مزید تعاقب موقوف کر دیا اور تین کوس آگے تک کوچ کر کے صبح کے چار بجے ہم ایک تراکم میں اُترے اور صرف ایک گھنٹہ وہاں ٹھیر کر ہم نے پھر کوچ کیا۔ غنیم کا رسالہ ہمارے آس پاس پھرتا رہا۔ لیکن صورت حالات کے اعتبار سے وہ ہم سے دُور ہی دُور رہتا تھا۔ حیدر کی فوج کے ایک حصہ نے ہماری رسد پر حملہ کر دیا اور ہمارے

مزدوروں کی غلطی اور بے تمیزی سے بہت سارا سامان رسد تباہ و برباد ہوگیا۔

آخر مسلسل ۲۷ گھنٹہ کے کوچ کے بعد ہماری فوج ۳ ستمبر ۱۸۰۰ء (۱۵ ربیع الثانی) کو شام کے تین اور چار بجے کے مابین ترنامل پہنچی اس دوران میں ہمارے سپاہیوں کو اور ہمارے جانوروں کو کوئی غذا اور دانہ چارہ نہ ملا۔

کولی، کاسبی اور کوک کے بان اندازوں نے قابل تعریف کام کیا اور دوسری پلٹنوں نے بھی اپنے اپنے مقررہ مقامات میں اچھے فرائض بجالائے"۔

رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیخاں کی فوج کا تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے مڈبھیڑ

جس وقت متحدین کی فوجیں علاقہ کرناٹک میں پہنچی ہیں اس وقت ان کی اور ان کے حریف کی تعداد (کرنل اسمتھ لفٹننٹ کرنل اوڈ سے ملنے کے قبل) حسب تفصیل ذیل تھی۔

فوج[1] متعلقہ متحدین:-

نظام علیخاں	تیس ہزار سوار	دس ہزار پیدل	ساٹھ توپ
حیدر علیخاں	بارہ ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھارہ ہزار پیدل	انچاس توپ
جملہ	بیالیس ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھائیس ہزار پیدل	ایک سو نو توپ

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ ۲۳۸ فٹ نوٹ۔

فوج متعلقہ انگریزی کمپنی

انگریزی	۳۰ سوار	آٹھ سو پیدل	سولہ توپ
دیسی		پانچ ہزار پیدل	
نواب محمد علیخاں	ایک ہزار سوار		
جملہ	ایک ہزار تیس سوار	پانچ ہزار آٹھ سو پیدل	سولہ توپ

اس سے ظاہر ہے کہ متحدین کی فوج انگریزی فوج سے تعداد میں بہت بڑھی ہوئی تھی اگر یہ فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملحق ہو جاتی تو بھی متحدین ہی کی تعداد بڑھی ہوئی ہوتی۔ لیکن جب متحدین کلپاک کی ندی پر پہنچے اور اپنی فوج کا غلبہ دیکھا تو حیدر علیخاں نے اپنی فوج کے دو حصے کر دئے جس کے متعلق حسین علی کرمانی کا بیان ہے کہ رکن الدولہ[1] کے مشورے کی بنا پر حیدر علیخاں نے اپنی فوج کے ایک معقول حصہ کو میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کمندان و غازی خاں وغیرہ سرداروں کے ساتھ اپنے فرزند

---

[1] مورخ مذکور کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"پس ناظم موصوف (نظام علیخاں) بمشاورت رکن الدولہ بنواب بہادر (حیدر علیخاں) پیغام فرستاد کہ سپاہ خود را کہ ماہرایں ملک نبرائے تاخت و تاراج صوبۂ آرکاٹ و اطراف چینا پٹن وغیرہ و گرداوری مواشی و آذوقہ رخصت سازد تا ہول و ہراس در دلہائے انگریز و محمد علیخاں راہ یابد اگرچہ نواب بہادر نظر بصدرت وقت کہ کار جنگ با پیل دماں آمادہ است خود را از جدا کردن سپاہ مناسب ندیدہ بود اما ناظم موصوف بہ اعتبار لشکر خود و ایں معنی استبداد و اصرار بکار بردہ بخشتان گرم گرم جوشی و ہمت نمائی فریقہ برآں آورد تا نواب بہادر جمیع مردم بارہ و سوار و پیادہ با توپ ہائے جلوے متعین صاحبزادہ والا قدر نمودہ میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کمندان و غازی خاں وغیرہ سرداران معتبر را ہمراہش دادہ رخصت و ایں سمت فرمود۔"

(نشان حیدری صفحہ ۱۳۰)

ٹیپو سلطان کی سرکردگی میں مدراس روانہ کر دیا تاکہ وہ وہاں حملہ آور ہوں یہاں میدان جنگ میں اپنے پاس صرف پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار مردم بار اور چار ہزار پیادہ و توپخانہ باقی رکھا۔ اس فوج کو مدراس کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہی کرنل اسمتھ کی فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ جس سے انگریزی قوت میں خاصہ اضافہ ہو گیا اس موقع پر حیدر علیخاں کی طاقت کے اس طرح تقسیم کئے جانے سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان کے خلاف انگریزوں کی تائید میں خفیہ طور پر سازش ہو رہی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ عین وقت ضرورت حیدر علیخاں اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ سے دور ہو گئے۔ صاحب نشان حیدری نے یہ بتایا ہے کہ اس کے بانی مبانی رکن الدولہ تھے جنھوں نے نظام علیخاں سے تحریک کر کے ان کو اس امر پر مائل کیا کہ حیدر علیخاں کو اپنی فوج اس طرح دو حصوں میں تقسیم کرنے پر مجبور کریں اور اپنی فوج کی قوت و کارگزاری کا انہیں اعتبار دلائیں تاوقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہو اُس کا تخطیہ نہیں کیا جا سکتا جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد کی جنگ میں سب سے پہلے نظام علیخاں ہی کی فوج پسپا ہوئی تو حسین علی کرمانی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور میدان جنگ کا جو ذکر اس نے کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مقابلہ میں انگریزی فوج کے دست راست پر نظام علیخاں کی فوج تھی ان کی طرف سے انگریزوں پر کسی نشانے کے بغیر گولندازی ہونے لگی جس کا اُن پر کوئی اثر نہ ہو سکا اور اُن کے سوار انگریزوں کی فوج کے اطراف مور و ملخ کی طرح جمع ہونے لگے یہ بے ترتیبی دیکھ کر انگریزوں نے انہیں کی طرف حملہ کر دیا اور چند ہی شلکوں میں نظام علیخاں کی

فوج پر غالب آگئے اور نظام علیخاں جنگ سے کنارہ کش ہوکر رکن الدولہ کی بے تدبیریوں اور اپنے دیگر امرا و سرداروں پر لاحول پڑھتے ہوئے پسپا ہوگئے مورخ کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"..... (انگریز) بہ بازی اعدا فریبی از یک طرف سبقت کردہ راست بر سواری ناظم موصوف یورش آوردو چند گلولہ قطار بند صف شکن پرانیدہ بہ اندک سعی مردانہ غالب گشتند و تمامی مواد لشکر و بنگاہ و توپ خانہ و اردو بازار اعلام و خیام لشکرش گرفتہ کامیاب شدند درآں وقت ناظم موصوف بہ شکستہ حال خجلانہ از جنگ کنارہ کشیدہ بر بے تدبیری ہائے رکن الدولہ و دیگر امرا و خواتین خود لاحول خواندہ پسپا گردید۔"[1]

بہر حال نظام علیخاں اپنے دیوان کی سوء تدبیری سے شکست پاکر سنگار پیٹھ کی طرف روانہ ہوئے اور حیدر علیخاں نے جب رنگ دگرگوں دیکھا تو پہلے اپنے توپخانہ کو اُدھر روانہ کردیا اور آپ خود باقاعدہ مراجعت کرتے ہوئے سنگار پیٹھ کے قریب پہنچکر بند گانعالی سے تقریباً دو کوس پر اقامت گزیں ہوئے اور انگریز بہ حیثیت فاتح مقام جنگ ہی پر ٹھیرے رہے۔ حیدر علیخاں نے یہاں پہنچکر فوراً ایک سانڈنی سوار کو ٹیپو سلطان کی طرف روانہ کردیا اور بہ تاکید تمام کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کے ساتھ حتی الامکان جلد واپس آجائیں اور نظام علیخاں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ بند گانعالی کے سپاہیان لشکر کا اعتبار اور امرائے ریاست کی

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۱۔

کار آگہی بخوبی ظاہر ہوگئی کہ اہم وقت پر اعلیٰحضرت کے ہمراہ رکاب نہ کوئی امیر تھا اور نہ کم از کم ہزار سپاہی تھے ظاہر ہے کہ ایسی فوج سے ان انگریزوں پر فتح پانی ممکن نہیں ہے مناسب یہ ہوگا کہ آنحضرت کاویری پٹن میں اقامت فرمائیں اور یہ خیر خواہ صمیم جس طرح کہ عقل رہنمائی کرے انگریزوں سے مقابلہ کرتا ہے اسی بنا پر بندگانعالی سنگار پیٹھ سے نکل کر وہاں پہنچے حیدر علیخاں ٹیپو سلطان کے واپس آنے تک سنگار پیٹھ اور بارامحال کے اطراف اطراف ہی پھرتے رہے۔

ٹیپو سلطان مدراس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں کا حیدر علیخاں کی ضیافت کرنا

جب ٹیپو سلطان اپنی افواج اور سامان رسد کے ساتھ اپنے باپ سے آملے تو نظام علیخاں نے حیدر علیخاں کی ضیافت کی اور اپنے امراء کے ذریعہ ان کو بجدّو کد بلوا بھیجا۔ اگرچہ حیدر علیخاں دل سے اس پر رضامند نہیں تھے تاہم ان کے پاسِ خاطر سے اپنے لشکر کے ساتھ جاکر ملاقات کی اس ضیافت کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے جو لکھا ہے یہ ہے:۔

"مدراس[1] پر حملہ کرنے کے بعد جب ٹیپو واپس آیا تو نظام الدولہ نے حیدر کی اور اس کے ساتھ اس کے بڑے بڑے عہدہ داروں کی اعلیٰ پیمانہ پر ضیافت کی اور اس کے ساتھ بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اس کو ایک سونے کے تخت پر بٹھایا جس کے تکیے کلابتوں سے بنے ہوئے تھے اور جسے انھوں نے رخصت کے

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۲۰۴)۔

وقت اس کے ساتھ کر دیا۔ اور اس دعوت کے چند روز بعد حیدر نے
بھی نظام کو دعوت دی لیکن سونے کے تخت پر بٹھانے کے عوض
اس نے ایک ایسا تخت تیار کرایا جس پر بگوڑا ہون اور اشرفیاں
جڑ دی گئی تھیں اور اس پر نہایت نفیس قالین بچھائے گئے
اور عمدہ مخمل کے تکیے رکھے گئے تھے یہ سب رخصت کے وقت
نظام کے نذر کر دیا گیا۔"

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس مورخ کو یہ سمجھنے میں غلطی ہوی ہے کہ نظام علیخاں نے حیدر علیخاں کو سونے کے تخت پر بٹھایا اس واسطے کہ حیدر علیخاں، نظام علیخاں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان کے ایک امیر کا جیسا تصور کرتے تھے اور نظام علیخاں کو اس کا بڑا خیال تھا اور یہ اعزاز صرف انہیں حاصل تھے جو پادشاہت کے رتبے پر سرفراز ہوں اور نظام علیخاں کے عہد کے مشہور مورخ شاہ نجلی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ بندگانعالی نے ان کو سونے کے تخت پر بٹھایا ممکن ہے کہ ان کو زربفت و کارچوبی کسی مسند پر بٹھایا گیا ہو اس موقع پر جو تحفے کہ بندگانعالی نے حیدر علیخاں کو دئے ہیں ان میں نہ اس سونے کے تخت کا کوئی پتہ ملتا ہے اور نہ کسی زربفت کی مسند کا۔ صاحب توزک آصفیہ کہتا ہے کہ[1] ۶ جمادی الثانی کو رکن الدولہ کے توسط سے حیدر علیخاں حضور میں باریاب ہوے اور اُن کو اعلیحضرت نے جیغۂ الماس معہ کلغی پر سیاہ اور پیچ مرصع معہ سلک مروارید دہگدگی مرصع اور ایک شمشیر

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۸۳۔

معہ قبضۂ یشب مرصع و ایک قبضۂ خنجر معہ دستہ یشب مرصع اور پانڈان مرحمت کرکے رخصت کیا اور اس کے دو روز بعد خود بدولت حیدر علیخاں کے پاس مدعو ہوئے انھوں نے اپنے لڑکے اور دوسرے اقربا کے ساتھ جلوخانہ تک آکر بندگانعالی کا استقبال کیا اور آداب بجا لاکر اکاون ہزار روپے اور ایک ہزار سونے کی پوتلی نذر کی اور زر نقد کے چبوترہ پر بٹھایا اور جواہر کے خوان اور پوشاک اور دو زنجیر ہاتھی نذر کئے شاہ تجلی کا بیان ہے کہ حیدر علیخاں کی نذر کے منجملہ ایک مالائے مروارید اور ایک انگشتری الماس بڑی قیمتی تھی ان کے علاوہ تین توپیں انگریزوں کی طرف سے غنیمت میں ان کو حاصل ہوئی تھیں پیش کیں۔

رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علیخاں کے ساتھ شریک جنگ ہونا اور شکست پانا۔

اس ملاقات میں یہ طے پایا کہ بندگانعالی حزم و احتیاط سے اپنے لشکر و اسباب کے ساتھ ہسکوٹہ میں تشریف رکھیں اور وہ (حیدر علیخاں) خود غنیم سے مقابلہ کریں گے اور اس پر قابو پاکر کرناٹک، پایان گھاٹ کا انتظام بوجوہ احسن کریں گے۔ جس پر نظام علی خاں نے رضامندی ظاہر کی اور ہسکوٹہ کو روانہ ہوئے البتہ اپنے دیوان رکن الدولہ، منور خاں کرنولی، اسمٰعیل خاں ایلچپوری، اور راؤ رنبھا کو بیس ہزار سوار کے ساتھ حیدر علی خاں کے پاس چھوڑ دیا جنھوں نے اپنی اور رکن الدولہ کی فوج کے ساتھ پتل پلی کے گھاٹ کو عبور کرکے انگریزی مقبوضہ قلعہ (انبور گڈھ) کا محاصرہ کیا۔ جب انگریز سرداران مذکور کو اس محاصرہ کی اطلاع ملی تو وہ کرناٹک گڈھ کیلاس گڈھ، دھوبی گڈھ، پلی گڈھ پر سے ہوتے ہوئے یلغار وہاں پہنچ گئے۔ حیدر علی خان نے

اس فوج کے آنے کی خبر پاکر محاصرہ برخاست کردیا اور وڈچیری اور بابن پلی کے میدان میں جا ٹھیرے تازہ دم انگریزی فوج انبور گڈھ پہنچ گئی اور وہاں سے ایک روز کے بعد مقابلہ کے لئے نکلی۔ حیدر علیخاں نے اس مقابلہ میں ٹیپو سلطان کو میمنہ پر قایم کیا اور میسرہ رکن الدولہ کے سپرد کیا۔ آپ خود اپنے توپخانہ اور رسالداروں کے ساتھ محمد علی سردار کو لیکر قلب میں ٹھیرے انگریزی سردار نے صرف ایک پلٹن اور سولجروں کی دو کمپنیاں اور دو توپیں رکن الدولہ کی طرف روانہ کیں اور دو پلٹن اور ایک رسالہ فرنگیوں کا چار توپوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر بھیجا اور کرنل سمتھ اور لفٹنٹ کرنل اوڈ دونوں قلب پر متوجہ ہوے آتش زدو خورد مشتعل ہوی رکن الدولہ کی فوج انگریزی پلٹن کی صرف چند شلکوں میں پسپا ہوکر جو بھاگی تو پھر وانم باڑی تک کہیں[1] نہ رکی۔ ٹیپو سلطان قبل اس کے کہ انگریز قلب پر فتح پائیں اپنے سواروں کو انگیز کرکے انگریزی لشکر کے چند اول پر جا گرے اور ان کو منہزم کرکے ان کے مال و اسباب کو حاصل کرلیا اور چند انگریز سپاہیوں کو بھی گرفتار کرلیا۔ اس سے مطلع ہوکر انگریز سردار اپنے عقب کی حفاظت کے لئے پلٹے۔ حیدر علیخاں اس موقع سے فائدہ اٹھاکر برق آسا اس پلٹن پر جا گرے جو رکن الدولہ کے تعاقب میں گئی ہوی تھی اور اس پر حملہ کرکے سامان غنیمت حاصل کیا اور وانم باڑی واپس آئے۔ یہیں ٹیپو سلطان بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے۔ سرداران انگریز اسی جگہ ٹھیرے رہے جہاں وہ تھے۔

---

[1] اس واقعے کو صاحب نشان حیدری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "لشکر رکن الدولہ از مقابلۂ یک پلٹن و چند گلولۂ صف شکن استقامت مردی از دست دادہ تا وانم باڑی دم برنیاردند" (نشان حیدری صفحہ ۱۳۴)۔

حیدر علیخاں اور رکن الدولہ میں افتراق

حیدر علیخاں نے یہاں پہنچکر رکن الدولہ کو طلب کیا اور اُن سے رنجش آمیز لہجہ میں کہا کہ "تمھاری ہمراہی فوج ہزیمت اثر ہے تم کو چاہئے کہ تم اپنے بہادران شہری کے ہمراہ حضور (بندگانعالی) میں چلے جائیں کہ ان کی وجہ سے میں کبھی فیروزمند نہیں ہوسکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ مجالست و موانست کی وجہ سے ان کی سرد مزاجی میرے سپاہیوں سرایت کرکے ان کی غیرت مردانگی کو بھی برباد کردے" اس پر انھوں (رکن الدولہ) نے بڑی دلیری کی باتیں کیں اور موافقت ترک نہ کی اس لئے یہ طے پایا کہ وہ (رکن الدولہ) اور ان کی فوج حیدر علی خاں کی فوج سے ہمیشہ دو میل پر رہا کرے اور حیدر علی خاں کے لشکر میں ان کے لشکر کا کوئی آدمی آیا نہ کرے اور وقت ضرورت معتبر ہرکاروں کے ذریعہ پیغام رسانی ہوا کرے۔ اس واقعہ کو نشان حیدری میں جس خوبی سے بیان کیا گیا ہے اسی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسب ہوگا جو یہ ہیں:۔

"و نواب[1] (حیدر علیخاں) رکن الدولہ را یاد فرمودہ سخنان رنجش آمیز شنوانید چہ گفت کہ ہمراہیان شما بے ریب ہزیمت اثر اند باید کہ شما مع افواج بہادران شہری بحضور بروید کہ از سعی آنہا گاہے روئے فیروزی نخواہم دید و مبادا کہ اثر بودت تاختن ایشان را بہ نسبت ہمسایگی دہم جلیسی در رگ و پے جلادت کیشان ماثر است کردہ حرارت غیرت مردانگی را برباد دہد چوں او (رکن الدولہ)

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۴۔

مجدد سخنان دلیری برزبان راندہ از موافقت پہلوتہی نساخت
چناں قرار یافت کہ او از لشکر نصرت مآثر مدام بفاصلۂ نیم فرسنگ
مقام سازد واحدے از لشکرش بہ لشکر ظفر پیکر نیاید و وقت
ضرورت بزبانی ہر کارہ ہائے معتبر ابلاغ نماید۔"

جب انگریز سردار چار روز کے بعد اپنی فوج کے ساتھ وانم باڑی آئے حیدر علی خاں اپنی قیام گاہ سے نکل کر پہلے روز ترپاتور کے میدان میں مقیم ہوے اور دوسرے روز وہاں سے نکل کر کاویری پٹن کے شالیزار کے پرے قیام کیا اور اپنے لشکر کے اطراف چار مورچے قایم کر کے اُن پر توپیں رکھدیں۔ رکن الدولہ حیدر علی خاں کی فوج کے احاطہ سے باہر رہے انگریزی کرنل وانم باڑی کے انتظام کے لئے ایک سردار کو چھوڑ کر ترپاتور ہوتے ہوے۔ حیدر علی خاں کے لشکر کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں سکونت پذیر ہوا۔ حیدر علی خاں کے طلایہ دار دو طرف سے انگریزی فوج پر حملہ کرتے تھے اور ایک طرف رکن الدولہ کے سوار راستہ پر جمے ہوے تھے ایک رات انگریزی سردار شبخون کے لئے آمادہ ہو کر اس راستہ سے روانہ ہوے جدھر کہ رکن الدولہ کے سوار طلایہ پر تھے اور وہ اس شبخون سے خبردار بھی ہوے لیکن انھوں نے حیدر علی خاں کو اس کی اطلاع نہیں کی اور نہ خود آپ اس انگریزی فوج کے سدّ راہ ہوے بلکہ وہاں سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یا تو شروع مہم ہی سے رکن الدولہ حیدر علیخاں سے اتحاد کے پیرایہ میں مخالفت کرتے آرہے تھے یا یہ کہ حالیہ رنجش آمیز گفتگو کے بعد انھوں نے اپنے نزدیک یہ قرار دے لیا کہ حیدر علیخاں سے

اُن کی اُس بُری بھلی گفتگو کا بدلہ اس طرح لیں کہ ظاہر میں ان سے اتحاد قایم رکھکر ان کے مخالفین سے درپردہ مل لیں یا یہ کہ ان کے مخالفین کے طرز عمل سے ان کو واقف نہ کرکے بدلہ لیں۔ بہرحال انگریزی سردار راستہ قطع کرکے حیدر علیخاں کی فرودگاہ کے قریب پہنچا اور راہنماؤں کی عدم واقفیت کی وجہ سے راستہ کے دلدل اور دھنکلوں کے کیچڑ میں پھنسکر رات تمام بھور کردی۔ صبح کو حیدر علیخاں کے بُرجوں کے چوکیداروں نے خبردار ہوکر توپوں کی شلک سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کے پیچھے سے حیدر علیخاں کے طلایہ دار فوج نے اُن پر پہنچکر تیر و تفنگ سے بازار جدال و قتال گرم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُسی شب رکن الدولہ نے انگریزوں سے اتفاق کرلیا۔ صاحب نشان حیدری صاف الفاظ میں یہ بیان کرتا ہے کہ وہ (رکن الدولہ) بظاہر حیدر علیخاں کی مدد کے لئے آمادہ تھے لیکن دراصل ان کے لشکر کے تاخت و تاراج کے لئے قابو طلب تھے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"... اگرچہ[1] از یک طرف بہ بہانۂ کومک مستعد شدہ بُود اما بنا بر تاخت و تاراج لشکر نواب قابو جو بود ....."

حیدر علیخاں نے رکن الدولہ کی نسبت سُن تو لیا تھا کہ اپنے خلاف ہیں اب ان کے طرز عمل اور شب خون کی عدم اطلاع دہی سے ان کو یقین ہوگیا کہ یہ اُن سے برگشتہ ہوگئے ہیں۔ جس کے بعد انھوں نے اپنے رسالدار پائندہ خاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج لیکر آگے بڑھے

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۶۔

اور رکن الدولہ کی طرف چند توپ سر کرتے تاکہ وہ (رکن الدولہ) اُن (حیدر علیخاں) سے علیٰحدہ اور دور ہو جائیں۔

انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سعی جنبانی

اُدھر انگریزی سردار اُن دھمکڑیوں سے بے نیل مرام واپس ہوا اور ادھر رکن الدولہ نے اپنے ڈیرے ڈنڈے اٹھائے اور بند گانعالی کے پاس آئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بند گانعالی کے آگے شکایتوں کا انبار لگا دیا جس کے بعد ممکن نہ تھا کہ اعلیٰحضرت حیدر علیخاں کا اتحاد ترک کرنے پر راضی نہ ہوتے اور اس وقت کے حالات کے نظر کرتے حیدر علیخاں کے اتحاد کو ترک کرنے کے بہ الفاظ دیگر یہ معنی تھے کہ انگریزوں کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ جب نظام علیخاں ہسکوٹہ سے گھاٹ گرنپات پہنچے تو وہاں سے اُن کے وکلا، انگریزی لشکر میں گئے اور رکن الدولہ محمد علیخاں سراج الدولہ (نواب کرناٹک) کے پاس گئے جو اُن دنوں مدراس ہی میں فروکش تھے۔ شاہ تجلی نے اس اتحاد کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کی تحریک محمد علیخاں نے نصیب یار خاں فقار الدولہ کے ذریعے رکن الدولہ کے پاس کی جس پر انھوں نے بہ تمہید شایستہ اعلیٰحضرت میں معروضہ کیا جو درجۂ پذیرائی کو پہنچا لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس صلح کے اسباب پیدا کرنے کے رکن الدولہ ہی باعث ہوئے ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

"..... (نظام علیخاں) حیدر سے علیٰحدہ ہو کر کڑپہ روانہ ہوئے اور جونہیں کہ وہ وہاں پہنچے ان کے دیوان اور لایق دیوان رکن الدولہ نے

لہ تزک آصفیہ صفحہ ۱۸۴۔

اپنے سالے محمد علی خاں کو یہ معلوم کرنے کے لئے خط لکھا کہ آخر اُس نے
نظام کو حیدر کا ساتھ چھوڑنے پر مایل کر ہی لیا اور اس نے بھی لکھا کہ
اگر نواب محمد علیخاں اور انگریز خواہش کریں تو ایک ایسے صُلح نامہ کے
طے کرنے کے کامل اختیارات کے ساتھ جسکی کہ اُن کو خواہش ہو
وہ خود مدراس آئیگا۔"

غالباً اسی غرض کے تحت ۱۰ رمضان المبارک ۱۱۸۱ھ (م ۲۶ جنوری ۱۷۶۸ء) کو
مسٹر فٹزجیرالڈ حضورِ بندگانعالی میں باریاب ہوے جن کے متعلق شاہ تجلی کا بیان ہے
کہ وہ[1] محمد علیخاں سراج الدولہ کے فرستادہ تھے۔ اُن کی نذر قبول فرما کر درخواست ملاحظہ کی
اور ایک مرصع جیغہ مرحمت کرکے رخصت کیا۔ ہم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ فٹزجیرالڈ کو
محمد علیخاں نے بھیجا۔ حالیہ جنگ میں تین فٹزجیرالڈ کام کر رہے تھے جنمیں سے ایک کپتان
جیمس فٹزجیرالڈ تھا دوسرا کپتان رابرٹ ویلیئر فٹزجیرالڈ اور تیسرا میجر تامس فٹزجیرالڈ۔
اسی میجر تامس فٹزجیرالڈ کی انگریزی فوج سے حیدر علیخاں کا مقابلہ ہوا ہے یہ میجر اس
فوج کی حمایت پر مامور ہوا تھا جو ٹرناملی سے رسد لا رہی تھی اس رسد والی فوج پر حیدر علیخاں
نے حملہ کیا جس میں اُس کو اُسی فٹزجیرالڈ کے مقابلہ میں تقریباً اواخر دسمبر ۱۷۶۷ء
(م اواخر شعبان ۱۱۸۱ھ) میں ناکامی ہوی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسی کامیابی کے بعد افسرانِ
اعلیٰ کی ہدایت پر میجر فٹزجیرالڈ بندگانعالی کے پاس پہنچے۔ ان کے ذریعہ جو کچھ ریشہ دوانی
ہوی ہے اس کو تو انگریزی مورخین نے پردۂ خفا میں رکھا ہے اور ظاہر یہ کیا ہے کہ

---

[1] توزک آصفیہ ۱۸۵۔

لفٹننٹ[1] کرنل ہارٹ کے تحت کچھ فوج کھمم بھیجی گئی۔ جو ماہ دسمبر میں وہاں پہنچی اور بنگال آرمی کے کرنل جوسف پیچ اس سابقہ فوج کو اپنی فوج کے ساتھ شریک کرکے حسب ایما کونسل ۲۰ رجنوری ۱۷۶۸ء (م ۷ رمضان ۱۱۸۱ھ) کو ورنگل روانہ ہوئے یہ زمانہ وہی ہے جبکہ میجر فٹز جیرالڈ نظام علیخاں کے پاس بھیجے گئے اور اس فوجی نقل و حرکت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں نے اس سفیر کے ذریعہ بندگانعالی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ انگریز ادھر سرکار شمالی پر قبضہ کرکے کھمم اور وہاں سے ورنگل کی طرف بڑھ چکے ہیں اور اب بہت جلد وہ حیدرآباد پر قبضہ کرلیں گے اب بھی اگر وہ (نظام علیخاں) انگریزوں کے ساتھ متفق ہوجائیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی اس پیش قدمی سے باز آجائیں اس تخویف سے اور ساتھ ساتھ رکن الدولہ کی فہمایش سے نظام علیخاں نے بعوض اس کے کہ انگریزوں کے خلاف کسی جارحانہ عمل پر تیار ہوتے اُن سے صلح کرنے کی قرارداد کرلی۔

رکن الدولہ کی روانگی مدراس کی اور وہاں ان کی آؤ بھگت

فٹز جیرالڈ کی باریابی کے دو ہی روز بعد بندگانعالی نے رکن الدولہ کو مدراس روانہ کردیا۔ جو ۹ رفروری ۱۷۶۸ء (م ۲۰ رمضان ۱۱۸۱ھ) کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ اس موقع پر راجہ رامچندر اور راجہ بیر بہادر ان کے ہمراہ تھے ان کے وہاں پہنچنے پر جو کچھ ان کی آؤ بھگت ہوی ہے اس کو ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو یہ ہے

"..... رکن[2] الدولہ اور نظام کے ایک معتمد مرہٹہ سردار راجہ رامچندر بڑے تزک و احتشام سے مدراس گئے جہاں وہ بڑے اعزاز

---

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ ۲۵۴۔ [2] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۲۲۸۔

کے ساتھ داخل ہوئے ان کو توپوں کی سلامی دیگئی۔ جن سڑکوں پر سے وہ گزرے اُن پر انگریزی فوجیں قطار باندھے ہوئے تھیں ان کو ہر روز ایک نیا نظارہ دکھایا جاتا تھا۔ انھیں جہازوں کا بندرگاہ دکھایا گیا اور ہر وہ شئے ان کے ملاحظہ میں لائی گئی جو ان کی محتاج توجہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن جس چیز سے ان کو بہت خوشی اور اطمینان ہوا وہ وہ قیمتی تحائف تھے جو اس موقع پر ان کو دئے گئے ان تحائف میں نظام کا حصہ بالکل کم تھا اور جو کچھ تحائف اُن کے لئے پیش بھی کئے گئے وہ بالکل ناقابل لحاظ تھے اس کمی کو آئندہ کے بڑے بھاری وعدوں کے ساتھ رفع کیا گیا اور برخلاف اس کے ان شاندار وزیروں نے ایک صلح نامہ پر تکمیلی دستخط کر دئے۔"

تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط

۱۲۔ فبروری ۱۷۶۸ء (م ۲۳۔ رمضان ۱۱۸۱ھ) کو رکن الدولہ نے صلح نامہ کی تکمیل کر دی اس میں سے حسب تفصیل ذیل عہد و پیماں ہوئے۔

۱۔ مصطفیٰ نگر (عرف کنڈاپلی) و مرتضیٰ نگر (عرف گنٹور) و راجمندری و سیکاکول و کوندویر شرائط مصرحہ ذیل نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی کو دے دیا۔

۲۔ مرتضیٰ نگر کو چونکہ نظام علیخاں نے اپنے بھائی بسالت جنگ کی جاگیر میں دے دیا ہے اس لئے وہ اس پر تاحیات یا اس وقت تک

قابض و متصرف رہیں گے جب تک کہ وہ انگریزی کمپنی اور محمد علیخاں والاجاہ کے خلاف نہوں یا حیدر علیخاں سے متفق نہو جائیں۔

۳۔ قلعہ کنڈاپلی (عرف مصطفیٰ نگر) معہ جاگیر انگریزی کمپنی کے قبضہ میں رہیگا اور قلعہ میں انگریزی فوج رہیگی۔

۴۔ سرکار سیکاکول کے زمیندار نارائن دیو نے اچھاپور میں فساد برپا کرکے ادائی مالگزاری سے انکار کردیا ہے اور کمپنی کی اطاعت سے منحرف ہوگیا ہے اس لئے نظام علیخاں اس امر پر رضامند ہیں کہ اس صلحنامہ کی تکمیل کے بعد احکام و تاکیدات نہ صرف نارائن دیو بلکہ سرکار اتن ایلور و مصطفیٰ نگر و راجمندری اور سیکاکول کے جملہ زمینداروں کے نام لکھینگے کہ وہ آئندہ سے انگریزی کمپنی کو اپنے پادشاہ کے مثل تصور کریں اور اپنا ذمگی محاصل مال وسائر وغیرہ اس کو ادا کرتے رہیں آصف جاہ مذکور اس امر پر رضامند ہیں کہ وہ آئندہ نواب والاجاہ یا انگریزی کمپنی کے ملازمیں یا زمیندار وغیرہ کو کوئی فساد برپا کرنے میں مدد نہ دیں گے اور نہ ان کو پناہ دیں گے۔

۵۔ ا حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اپنی فوج کو سرکار رونگل میں اپنی فوج بھیجنے پر مجبور ہوی تھی۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی اپنی اس فوج کو کھم کے قلعہ کو واپس کریگی اور جو تہیں نظام اپنی فوج کے ساتھ

دریائے کرشنا پار ہو جائیں کمپنی کی فوج قلعۂ کھمم کو ان کے نائب کے سپرد کر کے اپنے علاقہ میں چلی جائیگی۔

ب۔ کمپنی اقرار کرتی ہے کہ یکم جنوری ۱۷۶۸ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۱۸۱ھ سے چھ سال تک سالانہ دو لاکھ روپے آرکاٹی دو اقساط میں ادا کرتی رہیگی اور سرکار کو ندویر پر قبضہ ملنے کے بعد مزید ایک لاکھ ہر قسط میں اضافہ دیگی۔ اگر ان چھ سالوں میں کمپنی سرکاران مذکور پر امن و امان کے ساتھ قابض و متصرف رہے اور نظام اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کریں تو کمپنی یکم جنوری ۱۷۷۴ء سے دو مساوی اقساط میں پانچ لاکھ روپے ادا کریگی اور اگر کوندویر پر قبضہ ہو جائے تو سالانہ سات لاکھ روپے دیگی لیکن نظام خود یا ان کی تحریک پر مرہٹے یا اور کوئی ان سرکاروں یا کرناٹک پر حملہ کریں تو صلح ہونے تک یا اس وقت تک جب تک کہ سرکاران مذکور کمپنی کو واپس نہ مل جائیں اقساط مذکور کی ادائی معلق رہیگی۔

۶۔ سابقہ طے نامہ میں یہ شرط تھی کہ بشرطیکہ صورت حالات اجازت دیں نظام اور انگریزی کمپنی ایک دوسرے کی مدد کرینگے لیکن اس سے ہر دو فریق معاہدہ کو مشکلات کا سامنا ہوگا اور اس وجہ سے امکان ہے کہ کوئی غلط فہمی واقع ہو جائے اس لئے اب یہ قرار

پایا کہ انگریزی کمپنی اور نظام اور نواب والاجاہ کے مابین ہمیشہ
کیلئے اتحاد قایم رہے ایک کا دشمن باقی دو کا دشمن اور ایک کا
دوست باقی دو کا دوست متصور ہو اگر کوئی مشکلات واقع ہوں
یا متحدین کے ممالک پر کوئی غنیم حملہ آور ہو تو متحدین میں سے
کوئی اس کو (حملہ آور) مدد نہ دے۔ انگریزی کمپنی اور نواب والاجاہ
اپنے اتحاد کے ثبوت میں البتہ اپنی طرف سے سپاہیوں کے دو بٹالین
اور چھ توپیں یوروپین سولجروں کے تحت نظام کی ضرورت پر
فراہم رکھیں گے بشرطیکہ صورت حالات اس فوج کو دکن میں کوچ
کیلئے اجازت دے اور بشرطیکہ نظام ان کے اخراجات ادا کریں
۷۔ ا۔ شاہ عالم نے نواب والاجاہ اور ان کے فرزند کلاں معین الملک
عمدۃ الامراء کو نسلاً بعد نسلٍ کرناٹک پایاں گھاٹ کی حکومت سے
سرفراز کیا نظام نے بھی ان کو اپنے تحت سے علٰحدہ کر کے جملہ مطالبات
کے متعلق اپنی طرف سے فارغ خطی دی۔ جس کے عوض نواب والاجاہ
نے پانچ لاکھ روپئے نظام کو دئے اور نظام نے نواب مذکور اور
ان کے فرزند اور ان کے ورثاء کو اور اس علاقہ کی سند التمغا کو تسلیم کیا۔
ب۔ نظام، انگریزی کمپنی (یعنے صدر نشین وارکان مدراس کونسل)
اور نواب والاجاہ کے سوائے کسی اور شخص سے علاقہ کرناٹک اور

سرکاران شمالی میں خط وکتابت نکریںگے ۔اور نہ کمپنی ونواب والاجاہ نظام اوران کے دیوان اور ضامنین (جن کے دستخط اس صلح نامہ پر ہوی) کے سوائے کسی اور سے علاقہ دکن میں خط وکتابت کریں گے۔

۸۔ نواب آصف جاہ نے اپنے اتحاد کی رُو سے والاجاہ اوران کے فرزندکلاں معین الملک کو حسب ذیل اسناد مرحمت فرمائے۔

ا۔ کرناٹک کی سند التمغا۔

ب۔ ایمن کندلہ (بشمول گھن پورہ) کی سند التمغا۔

ج۔ گھٹ کیسر کی سند التمغا۔

د۔ کولار کے قلعہ داری کی سند التمغا۔

ھ۔ ضلع سُونے ووُپ کی سند التمغا۔

و۔ ایک فارغ خطی جس کی رو سے وہ دکن کے اثر سے علٰحدہ کردئے گئے۔

۹۔ حیدر نایک (حیدر علیخاں) نے سلطنت میسور غصب کرکے اطراف میں اودھم مچادی ہے اور حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اور نواب والاجاہ کے علاقہ کو تباہ کردیا ہے اس لئے ہمسایہ ملک کی حفاظت وفائدے کے لئے لازم ہے کہ نایک مذکور کو سزا دیجائے اور اس کی قوت کو توڑ دیا جائے اس غرض کے لئے آصف جاہ اس کو

علی الاعلان باغی اور غاصب قرار دیتے ہیں اور اُن تمام خطابات
واسناد سے اس کو محروم گردانتے ہیں جواب سے پیشتر خواہ انھوں نے
یا کسی اور صوبہ دار دکن نے اُس کو دئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ
حیدر نایک نے آصف جاہ کے ساتھ دغا کی ہے اور اپنا معاہدہ
توڑ دیا ہے اور اپنے آپ کو آئندہ مہربانیوں اور عنایات کا نااہل
ثابت کیا ہے۔

۱۰۔ا۔ انگریزی کمپنی امن وامان کے ساتھ ساحل کورومنڈل اور بلیبار
پر تجارت کر سکتی ہے۔

ب انگریزی کمپنی بمعیت نواب والاجاہ کرناٹک اور دوسرے
مقبوضات پر قابض رہ سکتی ہے۔

ج یہ ضروری ہے کہ علاقہ کرناٹک بالا گھاٹ (جو صوبہ داری بیجاپور
سے متعلق تھا اور اب حیدر نایک کے تصرف میں ہے) اُن کے
تحت تصرف رہے جو عدل وانصاف اور احکام شاہی کی اطاعت کریں
آصف جاہ اقرار کرتے ہیں کہ کرناٹک بالا گھاٹ مذکور کی دیوانی
پر (جو صوبہ داری بیجاپور سے متعلق تھی) انگریزی کمپنی متصرف رہے
اور وہ اس کے متعلق شاہ عالم کے پاس سے فرمان حاصل کرے
لیکن نظام کو بہ حیثیت صوبہ دار دکن جو حقوق کہ اس کے متعلق حاصل

ہیں وہ اس سے مفقود نہوں گے اور کمپنی نے اقرار کیا کہ اس کی
دیوانی پر قبضہ پانے کے بعد سے سات لاکھ روپئے آرکاٹی سالانہ
دو مساوی اقساط میں ادا کریگی بشرطیکہ نظام حیدر نایک کو تدارک
کرنے میں کمپنی اور نواب والاجاہ کی مدد کریں اور اس سے نہ خود کوئی
مراسلت کریں اور نہ اپنا کوئی وکیل اس کے پاس روانہ کریں۔

۱۱۔ انگریزی کمپنی کا یہ مقصود نہیں ہے کہ مرہٹے اپنے چوتھ سے محروم
رہیں جو انگریزی کمپنی کرناٹک بالاگھاٹ پر بہ حیثیت دیوان قابض ہونے
کے بعد سے برابر ادا کرتی رہیگی۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نواب کرناٹک اور انگریزوں کے ہوا خواہ و ملازم ابراہیم بیگ دھونسہ کو سرکار عالی میں کسی معقول خدمت پر مامور کرلیا جائے لیکن اس کو صورت تحریر میں نہیں لایا گیا البتہ بر بناء سفارش ان کے تقرر کا وعدہ کرلیا گیا اور اسی بناء پر یہ ۲۵ شوال کو وقار الدولہ کے توسط سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور سرپیچ مرصع سے سرفرازی پائی۔

مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تحائف کا گورنر مدراس و نظام علیخاں کے مابین تبادلہ

رکن الدولہ ۲ شوال ۱۱۸۲ھ (مطابق ۲۱ فروری ۱۷۶۸ء) کو گورنر مدراس اور محمد علیخاں سراج الدولہ کے تحائف کے ساتھ مسرس اولی اور برسی کو لیکر حاضر خدمت ہوئے گورنر کے مرسلہ تحفے یہ تھے۔ (۱) مرصع کار صندوق ایک (۲) عطردان ایک (۳) اعلیٰ جواہر (۴) بانات (۵) مشجر

(۶) طپنچہ ایک (۷) بندوق ایک (۸) آئینہ کلاں بیں معہ تصاویر (۹) قلمدان ایک (۱۰) پوشاک خاصہ (۱۱) ہاتھی ایک زنجیر۔ ان کے علاوہ بیگمات کے لئے بھی تحفے بھیجے گئے تھے بندگانعالی نے انگریزی سفراء میں سے مسٹر اولی کو جیغہ و سرپیچ مرصع اور مسٹر بریسی کو صرف جیغہ مرحمت فرمایا اور گورنر کو حسب تفصیل ذیل تحائف[1] روانہ فرمائے۔

(۱) ایک ہاتھی موسوم بہ گجراج (۲) ایک جیغہ الماس با آویزہ مروارید قیمتی سمت ۳۰۰۰ (۳) ایک سرپیچ کرن بوقت معہ ۳ عدد الماس قیمتی الک ۱۰۰ (۴) ادریسی بالڑی و آویزہ مروارید قیمتی سمت ۵۰۰ (۵) گیارہ پارچہ کی دو خلعتیں۔

گورنر مدراس کے علاوہ مدراس گورنمنٹ کے سات ممبران کونسل میں سے ہر ایک کو ایک ایک سرپیچ اور چار چار پارچہ کی ایک ایک خلعت علٰحدہ علٰحدہ مرحمت فرمائی ان کے ساتھ بندگانعالی نے محمد علیخاں سراج الدولہ کو بھی خلعت و جواہر روانہ فرمائے ان خلعتوں اور تحفوں کو لیکر سفراء انگریزی ۷ شوال ۱۰۸۲ھ م ۲۶ فروری ۱۷۶۸ء کو مدراس روانہ ہوئے ان کی واپسی کے بعد امراء و زمینداروں کو اپنے اپنے مستقر پر رخصت کرکے خود بدولت بھی جانب حیدرآباد کوچ فرما کر ۶ ذیحجہ ۱۰۸۲ھ م ۲۴ اپریل ۱۷۶۸ء روز یکشنبہ کو تالاب میر جملہ کے دروازے سے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہوئے۔

---

[1] یہ تفصیل ہم کو دفتر دیوانی و مال وغیرہ کی ایک فرد سے معلوم ہوی ہے جس سے استناد کی اجازت جناب ناظم صاحب دفاتر مذکور نے اپنی عنایت سے دی ہے اس فرد میں علاوہ گورنر کے ہر ایک ممبر کونسل کیلئے بھیجے ہوئے تحائف کی تفصیل بھی موجود ہے

راجہ ناگپور پر مکرّر حملہ

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اسکی موت

بند گانعالی کے بلدہ واپس ہونے کے بعد ان کو مادھوراؤ اور رگھناتھ راؤ کی مہم میں شریک ہونا پڑا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ رگھناتھ راؤ شمال میں جاٹ کی مہم سے اور مادھوراؤ جنوب میں حیدر علیخاں کی مہم سے فراغت پاکر اپنے اپنے مستقر پر واپس ہوئے تو رگھناراؤ نے یہ ادعا کی کہ اس کو حکومت مہاراشٹر سے نصف پر حکمراں کیا جائے اور بقیہ نصف پر پیشوا مادھوراؤ قابض رہے جب مادھوراؤ نے اس سے انحراف کیا تو رگھناتھ راؤ نے اپنی فوج میں پندرہ ہزار آدمیوں کا اضافہ کیا اور داماجی گیکواڑ اور ہولکر کے دیوان گنگادھر ایشونت کے خدمات حاصل کئے اور جانوجی بھونسلہ نے بھی امداد کا وعدہ کیا لیکن اس کے صورت عمل میں آنے سے پہلے ہی مادھوراؤ نے بھاری فوج سے ۱۰ جمادی الثانی ۱۱۷۲ھ (م ۲۴ - محرم ۱۷۵۸ء) کو دھوداپ کے میدان میں رگھناتھ راؤ پر ایک دم حملہ کردیا جس میں وہ (رگھناتھ راؤ) گرفتار ہوگیا۔ اس کو پونہ کے شنوار محل میں نظر بند کردیا گیا اس قید میں اس کو صرف اپنی بیوی اور متبنّیٰ امرت راؤ سے ملنے کی اجازت تھی اور محل سے نکلنے اور دیگر ملاقاتیوں سے بلا اجازت ملنے کی ممانعت اور اس کی نگرانی نانا پھڑنویس کے تفویض کردی گئی اس طرح رگھناتھ راؤ پر قابو پاچکنے کے بعد جانوجی بھونسلہ کو بھی مطیع کرلینا مادھوراؤ کو لازم تھا

رگھناتھ راؤ کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر نظام علیخاں کی طرف سے رکن الدولہ ۹ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ (م ۲۳ اگست ۱۷۶۸ء) کو مادھوراؤ کے پاس روانہ ہوئے۔ حسب بیان شاہ تجلی اس وقت ان کے ہمراہ معقول فوج تھی[1] اور انھوں نے جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں مادھوراؤ کی رفاقت بھی کی چنانچہ کنکیڈ کے بیان کے موافق دونوں کی متفقہ فوجیں باسم اور کارنجہ کو جانے والی سڑک سے علاقہ برار میں داخل ہوئیں۔ جانوجی بھونسلہ اِدھر سے اودھر اور اودھر سے اِدھر ممالک محروسہ سرکار عالی میں اودھم مچاتا رہا کئی گاؤں جلا دئے۔[2]

صلح نامہ کنکاپور کی تکمیل اور اسمیں ریاست آصفیہ کے مفاد سے قطع نظر

جب جانوجی بھونسلہ نے اس کثیر فوج کے باقاعدہ مقابلہ میں کامیابی کی توقع نہ پائی اور آوارہ گردی سے تھک گیا تو صلح کی خواہش کی جس پر ایک صلح نامہ ۲۳ مارچ ۱۷۶۹ء (م ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۸۲ھ) کو بمقام کنکاپور تکمیل پایا جس میں حسب ذیل اُمور طے ہوئے۔

۱۔ جانوجی بھونسلہ اس تمام علاقہ سے دست بردار ہو جائے جو اس کو راکس بھون کی جنگ کی وجہ سے ہمدست ہوا تھا۔

۲۔ اس کی فوجی قوت سپاہیوں کی ایک خاص تعداد تک محدود رہے جس میں بلا اجازت پیشوا اس کو اضافہ کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۔ وہ نہ نظام علیخاں سے کوئی مراسلت کرے اور نہ مغلیہ شہنشاہ سے اور نہ انگریزوں سے اور نہ نواب اودھ سے۔

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۸۸ و ۱۹۳۔

[2] ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل جلد دوم صفحہ ۹۴۔

۴۔ بطور ہرجانہ پانچ لاکھ روپیہ پیشوا کو پانچ قسطوں میں ادا کرے۔

اس صلح نامہ میں ایسے شرائط طے پائے جو صرف مادھوراؤ کے حق میں مفید تھے اس موقع پر رکن الدولہ گویا مادھوراؤ ہی کے نمائندہ تھے کہ انھوں نے اپنے مفید یا اپنی ریاست کے متعلق کوئی شرط نہ اس صلح کے وقت پیش کی اور نہ اس سے قبل تجدید اتحاد کے وقت مادھوراؤ سے کوئی معاہدہ کیا۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے وقت ان کو کم از کم اپنی ریاست کی اس پالیسی کا خیال رکھنا چاہیئے تھا جو مرہٹوں کے معاملات میں اب تک تھی یعنی یہ کہ وہ ہمیشہ ایک فریق کے مقابلہ میں دوسرے کی مدد کرنے میں اپنے فائدہ کو ملحوظ رکھتی تھی بہرحال رکن الدولہ کو نظام علیخاں اور ان کی ریاست سے جو کچھ دلچسپی اور ہمدردی تھی اس صلح نامہ اور اس کے شرائط سے بخوبی ظاہر ہے۔

رکن الدولہ جب مادھوراؤ کی طرف روانہ ہونے لگے تو راجہ رتن چند کالکا داس کو پیشکاری کی خدمت تفویض کرکے اپنا نائب بنایا۔ سپاہیوں کی ایک سال کی تنخواہ چڑھ گئی تھی اس لئے تمام سپاہی جلوخانہ خاص میں ہنگامہ آرا ہوئے اور جب راجہ رتن چند ان کی تشفی کی خاطر آنے لگے تو بر سر بازار ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور چاہتے تھے کہ ان کو پالکی ہی میں ختم کردیں لیکن اعتقاد الدولہ نے ایسے موقع میں ان کی حمایت کی معاملہ رفع دفع ہوگیا اس واقعہ سے متاثر ہوکر راجہ رتن چند نے چند جمعداروں کو اپنے موافق کرکے حضور میں فرد مطالبہ تنخواہ کے ساتھ اپنا یہ معروضہ پیش کیا کہ۔

"اگر رکن الدولہ[1] کی علحدگی اور ان کی جگہ خدمت دیوانی پر میرا تقرر منظور

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۹۳۔

فرمایا جائے تو میں سپاہیوں کی پوری تنخواہ ادا کرکے دس لاکھ روپے
بطور نذرانہ داخل خزانہ کرتا ہوں"۔

اس معروضہ پر بندگانعالی نے فرمایا کہ "اس کی تصدیق میں اُن اصحاب کی مہریں بھی اس پر ثبت ہوں جو اس امر میں تمہارے ساتھ متفق ہیں"، جس پر انھوں نے اپنے تمام متحد الخیال لوگوں کے دستخط و مہر لیکر فردِ مذکور ملاحظہ میں پیش کی بندگانعالی نے ابھی کوئی احکام نہیں دئے تھے کہ رکن الدولہ کی واپسی کی اطلاع ملی۔ جس کے ساتھ ہی ۱۸ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ (م ۲۲ جولائی ۱۷۶۹ء) کو فتح دروازے سے بیرون شہر تشریف لیجا کر خود بدولت نے ان کا استقبال کیا اور خواصی ٹھلا کر ان کو دولت خانہ خاص میں لے آئے اور رتن چند کے افراد مطابات ان کو دئے اور فرمایا کہ "یہ تمہارے اعتمادی آدمی کا وثیقہ ہے"، رتن چند اور اُن کے بیٹے کانچند کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا۔ رکن الدولہ کے طرزِ عمل کے مقابلے میں نظام علیخاں کے اس حسن سلوک و حسن ظن سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں (رکن الدولہ) نے اپنی لسانی حکمت عملی اور نمایش ظاہری سے بندگانعالی کو اپنی طرف سے بھلاوے میں ڈالدیا تھا۔ ورنہ وہ اعمال جو ابتک انھوں نے خود ریاست کے اور ریاست کے دُعاگویوں[1] کے حق میں کئے اس قابل نہ تھے کہ فروگزاشت کر دئے جاتے۔

---

[1] صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ جب رکن الدولہ مادھوراؤ کی طرف جانے لگے تو انھوں نے اکثر اُن آں تمغا و انعامی مواضعات کو جو عہد آصف جاہ اول بلکہ عالمگیر اور قطب شاہیہ سلاطین کے زمانے سے سادات غربا و بیوگان پر بحال تھے ضبط کر کے جدید منصداروں پر بحال کیا۔ جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ لیکن مدار المہام کے خوف واثر سے ان ستم رسیدگان کی کوئی داد و فریاد کسی نے نہ سُنی (توزک آصفیہ ۱۹)۔

اواخر جمادی الاول ۱۱۸۳ھ (م اواخر ستمبر ۱۷۶۹ء) میں بندگانعالی گرگنٹہ روانہ ہوئے کہ وہاں کا زمیندار سرکش ہوکر اوائے مال واجبی میں تعاون کرتا تھا۔ ضابط جنگ ابراہیم بیگ خاں دھونسہ نے بڑی خوبی سے صرف چند ہی روز میں اس مہم کو سر کرلیا۔ اس سے فارغ ہوکر گلبرگہ روانہ ہوئے اور روضۂ مبارک پر فاتحہ پڑھا اور سجادے صاحب سے ملاقات کرکے کلیانی کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ چندر سین کے بیٹے راجہ رامچندر کے زیر تصرف تھا جو کئی سال قبل صلابت جنگ کے عہد کی اخیر جنگ میں (جو مرہٹوں کے ساتھ ہوئی تھی) ان کے سب سے چھوٹے بھائی میر مغل علیخاں ناصر الملک کو در غلان کر پیشوا بالاجی راؤ کے پاس لیکر چلا گیا تھا جس سے صلابت جنگ کا یا بہ الفاظ صحیح نظام علیخاں کا پلہ کمزور ہوگیا تھا۔ اگرچہ اس جنگ سے واپس ہوتے وقت نظام علیخاں نے اس کے علاقہ کے موضع پچھلہ پر حملہ کیا تھا لیکن اس کے لئے یہ کافی نہیں تھا اور اس کے بعد سے اب تک اس نے تلافی مافات کی کوشش بھی نہیں کی اور نہ وہ بندگانعالی سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اعلیحضرت کو گرگنٹہ سے واپسی کے وقت یہ موقع ملا کہ اس کو معقول سزا دیں۔ چنانچہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۸۳ھ (م ۵ مارچ ۱۷۷۰ء) کو اسے گرفتار کرلیا گیا اور جب یہاں سے حیدرآباد واپس پہنچے تو اس کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کردیا گیا اس کا توپ خانہ اور ہاتھی اور دیگر اسباب وغیرہ ضبط کرلیا گیا۔ بیٹے کی گرفتاری کے بعد اُس کی ماں نے قلعہ کلیانی کے دروازے کو بند کرلیا اور چاہتی تھی کہ مقابلہ کرے قلعہ کا چند روز محاصرہ رہا آخر ۱۱ ذیحجہ ۱۱۸۳ھ (م ۲ اپریل ۱۷۷۰ء) کو رامچندر کی والدہ نے قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کیا اور بندگانعالی نے ازراہ نوازش مواضع بھالکی اور بھاتمرہ اُس پر بحال کرکے قلعہ کلیانی پر

رکن الدولہ کے بھائی ارسلان جنگ کو قلعدار بنا دیا اور ہمناباد اور پچھلہ جو رامچند کی جاگیر میں تھے ضبط کر لئے۔ خود بدولت اس انتظام سے فارغ ہو کر نرمل کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہاں کے زمیندار گنگا راؤ کو تنبیہ کریں وہ قلعہ میں محفوظ ہو گیا دس بارہ روز جنگ رہی آخر بندگانعالی نے اس کو دوسرے علاقہ کی سرفرازی کی۔ جس پر اس نے قلعۂ نرمل کو خالی کر دیا۔ بندگانعالی نے ابراہیم بیگ ضابط جنگ کو ظفر الدولہ کے خطاب سے سرفراز کر کے قلعۂ مذکور معہ قصبہ جات متعلقہ اُن کے سپرد کر دیا۔ جس کی مسرت میں ضابط جنگ نے بندگانعالی کی ضیافت کی اور ایک کشتی جواہر اور تین کشتی ملبوس خاص نذر کئے۔

بلدہ حیدرآباد کا پایۂ تخت قرار دیا جانا ۱۲ر صفر ۱۱۸۴ھ م (۷ر جون ۱۷۷۰ء) کو اعلیحضرت نرمل سے برخاست ہو کر ۷ر ماہ مذکور کو حیدرآباد واپس تشریف لائے اور اس کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ دولت خانہ میں مختلف عمارتیں جیسے خواص پورہ، حرم خانہ وغیرہ تعمیر کرائیں۔ امراء و اعزاء نے بھی اپنے اپنے لئے بڑی بڑی حویلیاں اور عمدہ عمدہ باغ بنوائے صاحب تاریخ ظفرہ نے ان میں سے اکثر عمارتوں اور باغوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے خصوصاً ٹکسال کی آبادی کا ذکر اس نے کسی قدر تفصیل سے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ چارکمان کا میدان سلاطین قطب شاہیہ کا جلوخانہ تھا تقریباً پینسٹھ سال سے یہاں کوئی بادشاہ فروکش نہیں ہوا تھا۔ یہاں کی شاہی عمارتیں کچھ تو جل گئی تھیں اور کچھ منہدم ہو گئی تھیں اسی کس مپرسی میں ان منہدمہ مکانات میں غریب غربا اور کچھ اہل حرفہ رہتے بستے تھے ایک دفعہ رکن الدولہ اور بعض مشیروں نے چوک کی ترتیب و درستی کے ذکر پر حضور میں عرض کی کہ صرافہ (ٹکسال) ہمیشہ لشکر کے ہمراہ

شہر کے باہر اترا کرتا ہے اور ہر سال رہائش کے لئے چھپروں کے بنانے میں زیر بار ہوتا رہتا ہے اگر اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) وغیرہ شہروں کی طرح یہاں بھی صرافہ شہر ہی میں آباد ہو جائے تو مناسب ہوگا کہ شہر کی خوشنمائی کے علاوہ ساہوکاروں کی خسارت و ہرج کا دفعیہ بھی ہوگا۔ چنانچہ چارکمان کی درمیانی جائے اس غرض کے لئے تجویز ہوی۔ اور ماہ شعبان ۱۱۸۴ھ (نومبر ۱۷۷۰ء) میں ساکنین صرافہ نے چارمحل اور دادمحل کے درمیانی وسیع میدان میں اقامت اختیار کی اور انندی رام و کومانجی نایک و ہرلعل کانجھی وغیرہ ساہوکاروں نے اپنے اپنے مکانات کی بناڈالی۔ صاحب تاریخ ظفرہ نے اس صرافہ کی آبادی پر ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے جس کا مادہ یہ ہے ع۔ مقام سیم وزر دراین مکاں شد۔ ۱۱۸۴ھ

نماز استسقاء اور شدت باراں سے طغیانی

۱۱۸۵ھ کے موسم باراں میں بارش مطلق نہیں ہوی بندگان خدا کی پریشانی پر نظر کرکے یکم جمادی الاول ۱۱۸۵ھ (۱۲ اگست ۱۷۷۱ء) کو فتح دروازے سے پاپیادہ ایک انبوہ عام کے ساتھ عیدگاہ جدید پہنچے اور نماز استسقاء مفتی عبدالقوی خاں کی امامت سے ادا کرکے بارانِ رحمت کے لئے دعا فرمائی دوسرے روز بھی اسی طرح عیدگاہ میں نماز ادا کی لیکن اس روز امامت سید غلام سرور خطیب مکہ مسجد نے کی آخر سترھویں ماہ مذکور کو بڑی زور کی بارش ہوی جس سے رود موسیٰ میں طغیانی ہوگئی جنوبی شہر پناہ کا ایک حصہ تخ و بنیاد سے اکھڑ گیا اور پل (قدیم) کے بازو کی دیوار بھی بہ گئی صاحب تاریخ ظفرہ کا بیان ہے کہ بارش[1] کی وجہ سے نرکھوڑہ اور پرگنہ حویلی محمد نگر کے پندرہ

---

[1] تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۶۴۔

تالاب ایک ساتھ ٹوٹے اور پانی دریا میں بڑھ بڑھ کر شہر کے اندر داخل ہوگیا اور پل کے اندر کی آبادی اور محلہ جات چارمحل، رکاب گنج، بادشاہی عاشور خانہ، چنپا دروازہ، دہلی دروازہ، مڑکی بازار، باغ شہسوار جنگ، بشیر پورہ، بہادر پورہ وغیرہ کو بہالیگئی۔ تقریباً بیس ہزار گھر اور دو ہزار آدمی نذر آب ہوے اور دریا کے کنارے جو دیہات آباد تھے ان کی تباہی علٰحدہ رہی

اس دریا کی ایسی ہی طغیانی ۱۳۲۶ھ (م ۱۹۰۸ء) میں ہمارے دیکھنے میں بھی آئی ہے جو ایک قیامت صغریٰ تھی۔ مسلسل آٹھ روز کی بارش کے بعد غرہ رمضان ۱۳۲۶ھ کی (م ۲ر ڈسمبر ۱۹۰۸ء) آخر شب میں شہر پناہ پرانے پل کے پاس سے ٹوٹ گئی اور پانی اندرون شہر داخل ہوگیا جس سے اس دریا کے جنوبی کنارے کے اُن تمام محلوں کا ستھراؤ ہوگیا جن کا ذکر صاحب ظفرہ نے کیا ہے اور ان کے علاوہ موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ، کوکا کی ٹٹی، پٹیلہ برج، گلاب سنگھ کی باؤلی، گھانسی بازار، پتھر گٹی، دیوان کی ڈیوڑھی، چھتہ، سالار جنگ کی بارہ دری، دارالشفا، پھول باغ، چادر گھاٹ میں پانی کہیں قد آدم اور کہیں دو دو قد آدم سے بھی زیادہ تھا۔ پرانے پل، مسلم جنگ کے پل، افضل گنج کے پل اور چادر گھاٹ کے پل پر سے پانی بھالا بھالا گزر رہا تھا اور تقریباً سب پل بُری طرح شکستہ ہوگئے تھے۔ پرانا پل البتہ زیادہ خراب نہیں ہوا تھا صرف اس کی بازو کی دیوار اور اس کے لداؤ پر کی مورم بہ گئی اور کمانیں رہ گئی تھیں۔

شمالی محلہ جات میں اُن محلوں کے سوائے جو دریا کے بالکل کنارے واقع تھے مستعد پورہ، کاغذی گوڑہ، دھول پیٹھ، چوڑی بازار، بیگم بازار، محبوب گنج، گولی گوڑہ، پتیلیوں کی باؤلی تک پانی پہنچ گیا تھا۔ افضل گنج اور جان اللہ شاہ کا تکیہ، اکبر جاہ بازار تو برابر پانی میں تھے،

ہزاروں مرد، عورت بچے ڈوب مرے اور ہزاروں ہی آدمی بہ گئے ہزار ہا مکان بہ گئے اور ہزار ہا گھر بیٹھ گئے۔ بہت سارے لوگ افضل گنج کی مسجد و کوٹھی زینانہ ہاسپٹل اور مختلف درختوں پر پناہ لیکر بچ گئے یہ طغیانی بمشکل ایک روز رہی جب دوسرے روز پانی کم ہوا۔ جابجا مکانوں کے ڈھیر نظر آتے تھے اکثر مکانوں کے ڈھیروں میں آدمی دب کر مر گئے تھے۔ ایک مکان کا اثاثہ بہ بہا کر دوسری جگہ پہنچ گیا تھا اس طرح سینکڑوں آدمی اپنے مال و دولت سے محروم ہو گئے اس طغیانی کے بعد ایک عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں اس کی دہشت ایسی بیٹھی کہ ندی آئی ہی ہلکی سی ہنکار پر لوگ اُٹھ بھاگتے تھے۔ یہ غفراں مکان نواب میر محبوب علیخاں کے عہد کا واقعہ ہے اعلیحضرت مرحوم نے طغیانی زدہ اصحاب کے لئے فوری طور پر امداد کے انتظامات و احکام صادر فرمائے اور ایک کمیٹی فلڈ ریلیف کمیٹی کے نام سے قایم کی منجانب سرکار ایک عرصہ تک ان کے خورد و نوش کا انتظام مختلف مرکزی مقامات پر ہوتا رہا اُن مصیبت زدہ لوگوں کے لئے رقمیں عطا کی گئیں جن کے مکانات نذر طغیانی ہوئے تھے اور جو اتنے مالدار نہیں تھے کہ پھر ان کی تعمیر بذات خود کر سکتے۔ بہر حال اس فلڈ ریلیف کمیٹی نے بڑی مستعدی اور ہمدردی سے مصیبت زدوں کی امداد کی ان وقتیہ انتظامات کے بعد ہی ایک کمیٹی انسداد طغیانی کی غرض سے قایم ہوئی۔ جس نے اسباب طغیانی پر غور کر کے رُود ہائے موسیٰ اور سَاکل میں سے ہر ایک پر ایک بند تیار کر کے خزانۂ آب تعمیر کرنے کی تجویز قرار دی۔ اس تجویز کو صورت عمل میں لاکر تکمیل کو پہنچانے کا سہرا ہمارے اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دولتہٗ کے فرق مبارک پر رہا۔ خود بدولت نے بعد تکمیل کار اُن دونوں خزانہ ہائے

آپ میں سے ایک کو اپنے نام نامی پر "عثمان ساگر" اور دوسرے کو اپنے بڑے صاحبزادے ولیعہد والاشان اعظم جاہ نواب میر حمایت علیخاں بہادر طال اللہ عمرہٗ کے اسم گرامی پر حمایت ساگر سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ اس زمانہ میں پرندوں اور چار پایہ جانوروں کو لڑانے کا دستور تھا نظام علیخاں کے بڑے بھائی ناصر جنگ شہید کو کھلکے لڑانے کا بہت شوق تھا وہ بڑے شوق سے ان کو پالتے تھے اسی بنا پر عظیم الجثہ آدمی کے لئے ناصر جنگ کا ہیلا، کا محاورہ زباں زد ہوا ہے اس میں شک نہیں کہ جانوروں کے لڑانے کے تماشے میں آدمی کے جذبات جنگ مشتعل ہوتے ہیں اور ایسا آدمی جو اس میں دلچسپی رکھتا ہے ہر وقت جنگ و جدل پر مستعد و آمادہ رہتا ہے لیکن بے زبان جانوروں کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھنا بے رحمی ضرور ہے اسی بے رحمی پر نظر رکھ کر ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دولتہٗ نے ذریعۂ فرمان مبارک اس کی ممانعت فرمائی ہے جس کے بعد سے اس کا رواج قطعاً موقوف ہوگیا۔ جانوروں کی لڑائیوں میں ہاتھیوں کی لڑائی بھی قابل دید ہوتی ہے اس تماشہ کو نظام علیخاں نے کئی بار ملاحظہ کیا ہے چنانچہ ایک دفعہ لشکر ہی میں دیکھا۔ دوسری دفعہ نئی باغ (واقع گوشہ محل) میں تیسری مرتبہ میر جملہ کے تالاب میں ۱۱۸۵ھ میں مکرر نئی باغ کے میدان میں ہاتھیوں کی جنگ قرار پائی گوشہ محل کے اطراف پہرہ چوکی بٹھا دی گئی۔ خود بدولت معہ محلات حیدر محل (جو گوشہ محل کے باغ میں واقع تھا) میں رونق افروز ہوئے صاحبزادہ عالیجاہ، رکن الدولہ، اور دیگر امرا بھی حاضر تھے اور اطراف دور دور تک تماشہ بیں جمع تھے

ہاتھیوں کے لڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک میدان میں مٹی کی ایک دیوار بیس گز طویل اور دو گز بلند کھینچتے ہیں اور اس کے دونوں طرف سے دونوں لڑنے والے ہاتھیوں کو اس طرح ملا دیتے ہیں کہ دیوار حد فاصل رہے اس کے ساتھ ہی ہر ایک ہاتھی سونڈ میں سونڈ ملا کر زور کرنے لگتا ہے جب ایک کا زور غالب آجاتا ہے تو دوسرے کے پاؤں زمین سے اکھڑ جاتے ہیں اور جب اس پر مجبوری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو چرخیوں اور زنیروں سے ان ہاتھیوں کو علیحدہ کر دیتے ہیں اس جنگ کے موقع پر بندگانعالی نے تین چار جوڑ ہاتھیوں کی لڑائی کا ملاحظہ فرمایا جن میں سرکاری ہاتھی بھی تھے اور رکن الدولہ اور محی الدین صاحب اور راجہ جگدیو کے بھی تھے۔ تماشہ ختم ہونے پر بندگانعالی ہاتھیوں کو لڑانے والے فیلبانوں کو انعام واکرام دیکر شام شام کو دولت خانہ واپس آئے۔

رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو

غرۂ ذیقعدہ ۱۱۸۵ھ (م ۵ رفبروری ۱۷۷۲ء) کو رکن الدولہ خفیہ طور پر بعض امور کے طے کرنے کے لئے جن کا اظہار نہ صاحب توزک آصفیہ نے کیا ہے اور نہ کسی اور مورخ نے پونہ روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں پیشوا مادھوراؤ کے سخت علیل ہونے سے رگھناتھ راؤ کا جو اس زمانہ میں نظر بند تھا) قایم مقامی کا خیال ترقی کر گیا۔ اور اس نے حیدر علیخاں اور نظام علیخاں سے ریشہ دوانی شروع کر دی چونکہ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ رکن الدولہ یہاں سے روانہ ہوئے تھے اس لئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ اس وقت اُن کا جانا اسی مسئلہ میں حصہ لینے کی غرض سے تھا۔ بہرحال وہ دو مہینے انیس روز کے بعد واپس آئے۔

۱؎ ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد دوم صفحہ اول۔

بند گانعالی نے پرانے پل کے باہر تک جاکر ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنی خواصی میں بٹھا کر لے آئے۔

مادھو راؤ کے بعد نارائن راؤ کا پیشوا بننا اور رگھناتھ راؤ کی سازش سے مارا جانا

مادھو راؤ پیشوا نے اپنے مرض الموت میں اپنے بھائی نارائن راؤ کو اپنا قایم مقام کیا اور چونکہ وہ ابھی کم سن تھا اس لئے اپنے چچا رگھناتھ راؤ کو قید سے رہا کر کے اپنے بھائی کا ولی بنایا۔ نارائن راؤ نے پیشوا رگھناتھ راؤ کی ولایت تسلیم نہ کی اور اس کو قید کر دیا۔ جس سے وہ اس کا سخت مخالف ہو گیا۔ لیکن قید کی وجہ سے اس کا بس نہیں چلتا تھا یہاں تک کہ جانوجی بھونسلہ کے انتقال پر اس کا متبنیٰ رگھوجی بھونسلہ (جو جانوجی کے بھائی مدھوجی بھونسلہ کا صلبی فرزند تھا) قایم مقام ہوا اور اس کی نابالغی کی وجہ سے اس کی ولایت کے دعویدار جانوجی کے دونوں بھائی (ساباجی اور مدھوجی) ہوئے۔ نارائن راؤ پیشوا رگھوجی کی ولایت کے مسئلہ میں ساباجی کا طرفدار ہو گیا تو مدھوجی نے رگھناتھ راؤ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش شروع کی اور اپنے وکلاء کو رگھناتھ راؤ کے پاس بھیجا لیکن وہ قید میں تھا اس لئے ان وکلاء نے اس کی زوجہ انندی بائی سے اس کو قید سے نکالکر پیشوا بنانے کی لئے سازش کر لی۔ اور گاڑدیوں کی فوج کے سرداروں (سومر سنگھ، کھڑک سنگھ اور محمد یوسف) کو فراہم کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ گاڑدیوں[1] کے سردار سومر سنگھ کو رگھناتھ راؤ نے ایک خط لکھا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نارائن راؤ کو گرفتار کر لے تو رگھناتھ راؤ ان کی فوج میں نو لاکھ روپے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل حصہ سوم صفحہ ۱۰۴۔

تقسیم کردیگا۔ اس خط میں[1] رگھناتھ راؤ کی بیوی نے موقع پاکر "گرفتار کرلے" کے عوض "مار ڈالے" بنادیا۔ جس پر گاردیوں کا کمنداں اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ۱۳ شعبان ۱۱۸۷ھ (م ۳۰۔ اکتوبر ۱۷۷۳ء) کو شنوار محل پہنچا اور وہاں کی متعینہ فوج کے ساتھ متفق ہوکر محل کے اندر گھس گیا۔ جس کے ایک حصہ میں پیشوا رہتا تھا اور دوسرے میں رگھناتھ راؤ نظر بند تھا۔ جب یہ فوج نارائن راؤ کے پاس پہنچی تو دفع کر رگھناتھ راؤ کے پاس پہنچ گیا گاردیوں نے اس کو وہاں بھی نہ چھوڑا رگھناتھ راؤ کے پاس سے کھینچ کر اس کو قتل کر ڈالا اور رگھناتھ راؤ کو پیشوا بنادیا۔

رگھناتھ راؤ پیشوا کا ممالک محروسہ پر حملہ نظام علیخاں چونکہ مادھوراؤ کے انتقال کے بعد نارائن راؤ پیشوا کے ساتھ متحد ہوگئے تھے اس لئے وہ بھونسلہ ریاست کے معاملہ میں اسی فریق کے طرفدار ہوگئے۔ جس کی نارائن راؤ جنبہ داری کر رہے تھے رگھناتھ راؤ مدھوجی کا طرفدار تھا اس لئے پیشوا ہوتے ہی وہ سب سے پہلے ساباجی اور نظام علیخاں سے مقابلہ کرنے کا تہیہ کرکے اواسط ماہ نومبر ۱۷۷۳ء (م رمضان ۱۱۸۷ھ) میں ممالک محروسہ میں داخل ہوگیا نارائن راؤ کے قتل کی اطلاع جب نظام علیخاں کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تیار ہوکر حیدرآباد سے نکلے اور ۲۴ شعبان ۱۱۸۷ھ (م ۱۰۔ نومبر ۱۷۷۳ء) کو موکھیڑ[2] پہنچے۔ اوائل ماہ رمضان ۱۱۸۷ھ

---

[1] نارائن راؤ کے قتل سے رگھناتھ راؤ کو بری الذمہ کرنے کی نسبت جو توجیہ کہ خط میں جعل کرنے کی پیش کی گئی ہے وہ قابل تسلیم نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ جب یہ مسلم ہے کہ وہ خط رگھناتھ راؤ ہی کا ہے تو اس کی یہ تحریک کہ نارائن راؤ کو گرفتار کرلیا جائے کب راستی پر مبنی ہے اور جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کی زوجہ نے یہ جعل کیا ہے تو اس کا بانی مبانی رگھناتھ راؤ ہی کو قرار دینے میں تامل نہیں ہوسکتا۔

[2] صاحب مآثر آصفی نے اس موضع کا نام موکلہ لکھا ہے۔

میں رگھناتھ راؤ کی افواج سے مقابلے شروع ہوئے صاحب مآثر آصفی نے صفوف جنگ کی جو ترتیب بتائی ہے نقشہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگی

نقشہ صف ہائے جنگ بیدر ۱۱۸۵ھ بحوالہ مآثر آصفی

ہراول

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خان دھونسہ

مابین میمنہ	التمش	مابین میسرہ
مہاراؤ	صمصام الملک	گوپال سنگھ قندھاروالا
برنغار	قول	جرنغار
رکن الدولہ	نظام علیخاں	شرف الدولہ برادر رکن الدولہ
نرپت سنگھ		بالاجی کیشو

چنداول

حشمت جنگ برادر زادہ رکن الدولہ

اس نقشے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں بندگانعالی بذات خود موجود تھے لیکن صاحب توزک آصفیہ بیان کرتا ہے کہ صرف ایک روز اعلیحضرت حوضۂ آہنی میں سوار ہوکر شریک جنگ ہوئے اور توپ خانہ اور بان اندازی پر ثابت جنگ (برادر ابراہیم بیگ دھونسہ) کی کمان تھی۔ جن کی کمک پر امیر بیگ خاں اور فتح خاں مامور تھے۔ اور صاحب مآثر آصفی کے بیان کے بموجب ثابت جنگ کی مدد پر جانب راست مہاراؤ اور راؤ رنبھا نبالکر تھے اور جانب چپ گوپال سنگھ قندھاروالا اور جب اس نے تفصیل سے جنگ کا نقشہ بتادیا ہے تو ہم اس کے قول کی تردید کی کوئی وجہ نہیں پاتے یہ ممکن ہے کہ امیر بیگ خاں اور

فتح خاں راؤ رنبھا اور گوپال سنگھ کے ماتحتین سے ہوں جن کو صاحب توزک آصفیہ نے اپنی شناسائی کی بناء پر قابل ذکر تصور کیا۔

صاحب مآثر آصفی کہتا ہے کہ بندگانعالی اپنی فوج کے ساتھ ۳ رمضان ۱۱۸۷ھ (م ۱۸ نومبر ۱۷۷۳ء) کو سواد قلعہ بیدر میں قیام پذیر ہوئے اس وقت ان کی سوار و پیادہ فوج تخمیناً پچیس ہزار تھی اور پیشوا کی فوج دو چند سے بھی زیادہ۔ ۴ رمضان کو خفیف سا مقابلہ ہوا جس میں طرفین کے چند آدمی کام آئے۔

شاہ تجلی کا خواب اور اس کی تعبیر | اس جنگ کے دوران میں شاہ تجلی اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ انھوں[1] نے ایک فوج دیکھی جو دیکھتے کے دیکھتے ایک بڑے نقارخانے کے پاس پہنچ گئی اور اس کو منہدم کرکے زمین کے برابر کردیا۔ شاہ صاحب نے اس کے متعلق ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کس کی ہے اور یہ نقارخانہ کس کا؟ اُس نے کہا کہ یہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی فوج ہے نظام علیخاں کی مدد کو آئی ہے اور یہ نقارخانہ راگھو (رگھناتھ راؤ) کا ہے اس خواب کی تعبیر یہ دیگئی کہ رگھناتھ راؤ پر اب فتح حاصل ہوجائیگی شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد کچھ ہی عرصہ میں رگھناتھ راؤ نے ایسی ہزیمت پائی کہ اس کے پڑاؤ میں پھر کبھی نوبت نوازی نہ ہوی اور چار و ناچار ۲۲ رمضان ۱۱۸۷ھ (م ۷ ڈسمبر ۱۷۷۳ء) کو ڈھونڈو رام کی شرکت سے درخواست صلح و اطاعت پیش کرکے رکن الدولہ سے ملنے کی خواہش کی۔ ۲۳ رمضان کو بندگانعالی نے

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۲۲۲۔

رکن الدولہ، وقار الدولہ، ڈھونڈو رام و رکشن راؤ کو اس کی ملاقات کے لئے روانہ فرمایا جن کا استقبال رگھناتھ راؤ کے متبنیٰ (امرت راؤ) نے کیا اور سوال جواب کے بعد ایک زنجیر فیل اور دو راس گھوڑے اور سرپیچ مرصع اور دو کشتی ملبوسات رگھناتھ راؤ کو روانہ کئے اور دوسرے روز خود بدولت اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے رگھناتھ راؤ اور نظام علیخاں کی ملاقات دونوں لشکروں کے درمیاں ہوئی جہاں سے دونوں مل کر رگھناتھ راؤ کے ڈیرے میں گئے ضیافت کے بعد اس نے سرپیچ مرصع جیغہ کنٹھی مالا با سلک مروارید اعلیٰ اور تین کشتی ملبوسات نذر کئے اور ایک پہر کے بعد بندگانعالی وہاں سے واپس تشریف لائے ان واقعات کے خلاف کنکیڈ کہتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیخاں کو شکست ہوی اور وہ قلعہ بیدر میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہوے جس کا محاصرہ کر لیا گیا اس کے بعد بندگانعالی نے صلح کی خواہش کی اور پانچ لاکھ محاصل سالانہ کا علاقہ رگھناتھ راؤ کو پیش کیا جس نے اس کے لینے سے انکار کر دیا یہی مورخ چٹنیس بکھر (اخبارات مرہٹہ) کے صفحہ (۴۰) کے حوالے سے لکھتا ہے کہ :-

"نظام[1] علیخاں نے مہلت جنگ لی اور ایک ایسا عمل اختیار کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے فریق مقابل کے خصائل کا کتنا صحیح مطالعہ کیا تھا۔ اپنے علاقہ کے دیگر عہدہ داروں کو مطلع کئے بغیر نظام علیخاں صرف دو سو سپاہیوں اور دیوان رکن الدولہ کے ساتھ

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل حصہ سوم صفحہ ۱۰۷۔

مرہٹہ پڑاو میں رگھناتھ راؤ کے ڈیرے تک پہنچ گئے جس نے بہت اخلاق سے آگے بڑھ کر ان کو لیا اور اپنے ڈیرے میں لے گیا۔ وہاں نظام نے اپنے گلے کا زیور، تلوار اور سپر نکال کر رگھناتھ راؤ کے پاؤں پر ڈال دیا اور اس سے درخواست یہ کی کہ اپنے تقوضات میں سے جن کی اُس کو ضرورت ہو لے لے۔ رگھناتھ راؤ کے قوائے دنیاضی حرکت میں آئے اور بیوقوفی سے اُس نے نظام کو اُن کے زیور اور ہتھیار واپس دیدئے اور کسی معاوضہ صُلح کے لینے سے انکار کر دیا اور مزید برآں اس نے نظام کو خلعتیں دیں اور کئی ضیافتیں کیں اپنی کمزوری طبع سے رگھناتھ راؤ نے تحفے و انعامات ہی نہیں دئے بلکہ اخراجات جنگ بھی چھوڑ دئے اور نظام کو وداع کر کے آپ جنوب میں کرناٹک کو روانہ ہوا۔"

صاحب مآثر آصفی نے اس جنگ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے مگر وہ اس کے متعلق صراحتاً کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس کی عبارت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ نتیجہ البتہ نکالا جا سکتا ہے کہ نظام علیخاں کو اس جنگ میں شکست ہوئی لیکن یہ ہرگز باور نہیں کیا جا سکتا کہ بندگانعالی نے اس موقع پر رگھناتھ راؤ سے مل کر اپنے زیورات اور ہتھیار اس کے پاؤں پر ڈال دئے اس مورخ نے صلح کی نسبت جو کچھ توجیہ منجانب رگھناتھ راؤ پیش کی ہے اس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ نظام علیخاں نہ اس قلیل مدت میں جنگ و محاصرہ سے پُر دل ہو سکتے تھے

اور نہ صلح کرنے پر مجبور۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ساباجی بھونسلہ رگھناتھ راؤ کے علاقہ میں داخل ہوکر مواضع کو تباہ و برباد کرنے لگا اس وجہ سے رگھناتھ راؤ اپنے علاقہ میں جلد واپس ہونے کیلئے اپنے حرکات و سکنات سے نادم ہوکر بندگانعالی سے خواستگار معافی ہوا۔ اس مورخ نے اس صلح کی نسبت اور نظام علیخاں کے رگھناتھ راؤ کے پاس جانے اور ان کی ضیافت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے یہاں لفظ بلفظ نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے:۔

"چوں[1] ملک مقبوضہ غنیم از فوج ساباجی بھونسلہ رو بخرابی نہاد و بندوبست آں طرف بعود ناکامی بمقہور ضرورشد از حرکات وسکنات باطلہ عرق خجالت بر روئے روزگار خود آوردہ دست معذرت بدامن آمرزش زد بندگانعالی را از آنجا کہ ہمت والا عذر پزیرد نظر بر رفاہ عالم است بہ پذیرائی عرض آں مخذول ہبیت وسوم (ماہ رمضان) رکن الدولہ را بہ پیش او برائے تسکین شوریدہ خاطر فرستادند و کاغذ ملک دوازدہ ملک روپیہ نوشتہ حوالہ کردند چوں عہود و مواثیق از طرفین استحکام گرفت و سعادت اندوزی او بار ملازمت تقسیم یافت مدار المہام را خلعت پنج پارچہ و یک رأس اسپ و یک زنجیر فیل دادہ مرخص گردانیدہ۔ بیست و چہارم (ماہ منہ) خود بدولت و اقبال بکمال مراتب خرم و ہوشیاری بمکانے کہ

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۷۷۔

مابین ہر دو لشکر مقرر شدہ تشریف بردہ بہ آب مراحم و عنایات
بے پایاں غبار ندامت از چہرۂ حال او شستند و از آنجا بہ حسب
استمالت او بفرودگاہش متصل خانہ پور ظل مکرمت و امتنان گستردہ
تا یکپاس بشوکت و ابہت اجلاس فرمودند بعد از آں کہ طعام ضیافت
او بہ تناول مبارک در آمد و او از خوان نوازش وارتھان دلہ چین
شدہ پیشکش از دہ پارچہ و دو اسپ و دو فیل وغیرہ با کاغذ ملک
دوازدہ لک روپیہ کہ مدار المہام رسانیدہ بود واپس نذر والا گزرانید
برخاست نمودہ بہ بارگاہ عالی مراجعت نمودند۔"

اس بیان کے بموجب نظام علیخاں نے رکن الدولہ کو بارہ لاکھ محاصل کے ملک کی گذاشت دیکر رگھناتھ راؤ کے پاس روانہ کیا اور اس کاغذ کی روانگی کے دوسرے روز خود بدولت نے رگھناتھ راؤ سے ملاقات کی جس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس صلح کو رگھنا راؤ نے اس امر پر معلق رکھا کہ وہ (نظام علیخاں) بذات خود آکر بالمشافہ اس سے صلح کی خواہش کریں اور جب بندگانعالی اس غرض کے لئے دوسرے روز اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے ان کی ضیافت کی اور واپسی کے وقت اس کا کاغذ گذاشت کو بھی واپس کردیا جو ایک روز قبل نظام علیخاں نے اپنے دیوان کے ہاتھ روانہ کیا تھا اور اپنی طرف سے ملبوسات و تحائف بھی پیش کئے۔ شاہ تجلی کا بیان ہے کہ اس صلح کی حسن سعی کے سلسلے میں بندگانعالی نے رکن الدولہ کو ایک قیمتی پرپیچ مرصع اور دو لڑ مروارید مرحمت فرمائے۔

صلح کے دوسرے روز یعنے ۲۶ رمضان کو رگھناتھ راؤ نے میدان جنگ سے مراجعت کی اور ۲۷ رمضان کو خود بدولت جانب گلبرگہ روانہ ہوے اور محلات مبارک کو حیدرآباد سے لانے کے لئے زبردست خان اور داور جنگ کو روانہ فرمایا۔ ہمناباد کی منزل میں ۱۵ شوال کو محلات مبارک نے شرف قدمبوسی حاصل کیا ۱۸ شوال کو گلبرگہ پہنچ کر زیارت درگاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور سجادہ صاحب درگاہ سے ملاقات کی غرۂ ذیقعدہ کو قلعہ گلبرگہ کی سیر فرمائی اور ۷ ذیقعدہ کو وہاں سے اورنگ آباد روانہ ہوے اس سفر میں مودھاجی بھونسلہ کے کارپرداز شنکراجی گھوڑپڑہ سے مقابلہ ہوگیا۔ جو اس غرض سے ایک مختصر سی فوج کے ساتھ نکلا تھا کہ اس مضافات میں تحصیل محاصل کرے مقابلہ میں اس کو شکست ہوگئی اور بہت کچھ مال و اسباب بندگانعالی کی افواج کے قبض و تصرف میں آیا

نارائن راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیخاں کی شرکت

اس جنگ سے فارغ ہوکر جب بندگانعالی دریائے بھیما کے کنارے فروکش ہوے تو امیرالامراء بسالت جنگ نے شرف ملازمت حاصل کی جن کی تشریف آوری کی تقریب میں کچھ دن جشن ہائے عیش و نشاط گرم رہے ان کو رخصت کرکے ۷ ذیحجہ کو اس مقام سے خود بدولت نے بھی کوچ فرمایا۔

سابقہ جنگ میں چونکہ نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ کے مابین صلح ہوگئی تھی اس لئے سرداران مرہٹہ کو یہ فکر تھی کہ اس سے نارائن راؤ پیشوا کے قتل کا بدلہ لینا ناممکن ہوجائیگا اس لئے ساباجی بھونسلہ اور ترمک ماما نے سابقہ طرفداری کے اعادہ کے لئے نظام علیخاں سے درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست پذیرا ہوی لیکن یہ پذیرائی ابھی کوئی عملی صورت

میں نہیں آئی تھی کہ امیر الامراء بسالت جنگ کے فرزند ذوالفقار الدولہ[1] مہابت جنگ کو رگھناتھ راؤ نے گرفتار کر لیا۔ جس پر بندگانعالی کو کھلم کھلا مقابلہ کے لئے موقع مل گیا چنانچہ خود بدولت نے ظفر الدولہ اور داور جنگ، بالاجی کیشو راجہ تریت سنگھ و رستم راؤ پانڈھرہ کو اس غرض کے لئے مامور کر کے آپ اورنگ آباد روانہ ہوئے اور ورگاہ قلیخاں سالار جنگ کے باغ (واقع اورنگ آباد) میں قیام فرمایا۔ چار روز بعد وہاں سے نکل کر ۲۳ صفر ۱۱۸۷ھ (م ۱۶ مئی ۱۷۷۳ء) کو برہان پور پہنچے۔ یہاں ساباجی بھونسلہ اور ہریرام بھکریہ شرف اندوز ملازمت ہوئے اور رگھناتھ راؤ کے تعاقب کی نسبت قرارداد ہوی جس کے بعد نظام علیخاں نے عنان عزیمت اورنگ آباد کی طرف منعطف فرمائی۔

اس کے بعد قلیل ہی عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ رگھناتھ راؤ، ہلکر اور سندھیہ کے ساتھ متحد ہو کر ممالک محروسہ پر حملہ کی غرض سے صوبہ خاندیس میں اُتر آیا ہے جس کے ساتھ ہی بندگانعالی (۱۵۔ رمضان ۱۱۸۷ھ م ۱۹ ستمبر ۱۷۷۳ء) اورنگ آباد سے نکلے اور بغیر کسی جنگ کے صوبہ خاندیس میں سے ہوتے ہوئے (۱۵۔ ذیقعدہ ۱۱۸۷ھ م ۷۔ جنوری ۱۷۷۴ء) برہان پور پہنچے اس زمانہ میں مودھاجی بھونسلہ اپنی ولایت کے لئے ساباجی بھونسلہ کے خلاف کوشش کر رہا تھا اور چونکہ نظام علیخاں خود ساباجی بھونسلہ کے طرفدار تھے اس لئے وہ ان کے خلاف تھا جس کے مقابلہ کے لئے نظام علیخاں نے ظفر الدولہ ابراہیم بیگ خان دھونسہ کو مقرر کیا تھا اور

---

[1] یہ اپنے والد سے اجازت لیکر بندگانعالی کی قدمبوسی کے لئے مختصر سے طبقے کے ساتھ ادھونی سے نکلے تھے کہ رگھناتھ راؤ نے اپنی بھاری فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ جس پر یہ قریب کی ایک گڑھی میں متحصن ہو گئے لیکن وہ رگھناتھ راؤ کے توپخانہ کی گولہ تک تاب لا سکتے تھے آخر شکست ہو گئی اور مہابت جنگ رگھناتھ راؤ کے قابو میں آ گئے۔ جو آخر ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۸۸ھ کو رگھناتھ راؤ کے پاس سے نکل کر حضور میں قدمبوس ہوئے۔

اور کچھ فاصلے پر خود آپ بھی ان کی مدد پر رہتے تھے اواخر ماہ صفر ۱۱۸۹ھ (اواخر اپریل ۱۷۷۵ء) میں ظفرالدولہ اور مودھاجی کے مابین ایک شدید جنگ ہوی جسمیں اس کا ایک سردار ایشونت راؤ فرار ہوگیا اور ایک سردار گوبند راؤ زخمی ہوکر گرفتار ہوا اس کے بعد ظفرالدولہ نے قلعہ نبیرا کا محاصرہ کیا جو مودھاجی کے تصرف میں چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے مصری خاں اور حسینی بیگ اس کی حفاظت پر مامور تھے جارسین نے تاب مقابلہ نہ لاکر تین روز کی مہلت مانگی۔ جس کے بعد قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کر دیا گیا۔

قتل دیوان رکن الدولہ

قلعہ نیرا پر قبضہ ہوگیا تو بندگان عالی معہ خدم وحشم یہاں تشریف لائے اس منزل میں ابراہیم خاں جمعدار کے رسالۂ احشام کے ایک سپاہی موسوم بہ فیضو نے رکن الدولہ کو حضوری خیمہ میں قتل کر دیا۔ اس قتل کے کئی وجوہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں تقریباً ہر ایک بندگانعالی یا اُن کے محلات سے وابستہ ہے جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انہیں کے ایماء سے اس کا وقوع ہوا۔ لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا نظام علیخاں اور رکن الدولہ کے مابین کوئی سوءظنی بھی ہوئی تھی یا نہیں اگر ہوئی تھی تو اس کے کیا وجوہ تھے اور تدریجی طور پر اس کا کیا اثر ہوتا رہا۔ اس ضمن میں ہم کو سب سے پہلے نظام علیخاں کے صاحبزادے فریدوں جاہ کے ذریعہ ایک واقعہ کا علم ہوتا ہے جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے وہ یہ[1] کہ ایک دفعہ

---

[1] یہ واقعہ فریدوں جاہ نے اپنی تصنیفات فیوضات سبحانی میں بیان کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ قریب بگولکنڈہ عازم خوزہ تیار کنانیدہ حضرت غفراں مآب را سوار شدہ ہمراہ بردہ خیاہا استادند و دیگر محلات ہم رفت حضرت بدیوانخانہ فرود آمدہ بمحل رونق افزا شدند غلام نبی خاں شہسوار جنگ مردمنی المذہب دشمنوی خواں بود و میر موسیٰ خاں رکن الدولہ و محمد غوث خاں سیف الدولہ کہ بخلاف آباد اجداد خود در صحبت شیعیاں تشیع شدہ بود ناز ممذہب بہ شہسوار جنگ خصومتے بدل می داشتند بہ دیوانخانہ باہم از کار مذہب برآوردند شہسوار جنگ دست بقبضہ شد مفصل خبر بحضور رسید عتابانہ بر کن الدولہ و سیف الدولہ حکم شد کہ من بعد جماعتم از آباد اجلاد خویش کہ ہمہ خلق می داند پس اگر مرا منی از نوکری ایں خاندان نداشتہ باشید مختارید ہر جا کہ بخواہید بروید واز دیوانخانۂ من بدر آئید و بہ شہسوار جنگ بلامت حکم شد کہ اگر شمار اچنیں گفتگو مسطور است بدر سر بروید یا بخانۂ خود۔ ایں دیوانخانۂ رئیس است نہ جائے قیل و قال"۔

نظام علیخاں کی والدہ کے حکم پر قلعۂ گولکنڈہ کے قریب بندی میں خربزہ کی کاشت کی گئی تھی جس کے تیار ہونے کے بعد والدہ کی فرمایش پر بندگانعالی معہ خدم وحشم وہاں تشریف فرما ہوئے حضور ہمرکاب امراء کو باہر چھوڑ کر محلات میں رونق افروز ہوئے دیوانخانہ میں غلام نبی خاں شہسوار جنگ (سنی المذہب مثنوی خوان) تھے اور میر موسیٰ خان رکن الدولہ، اور محمد غوث خاں سیف الدولہ جو اپنے آباواجداد کے برخلاف صحبت اہل تشیع میں شیعہ ہوگئے تھے ان دونوں نے شہسوار جنگ سے مذہبی مباحثہ شروع کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہسوار جنگ دست بقبضہ ہوگئے اس کی اطلاع نظام علیخاں کو ہوئی تو وہ باہر آئے اور رکن الدولہ و سیف الدولہ سے بطور عتاب فرمایا کہ:۔

"تمام خلق آگاہ ہے کہ میں اپنے آباواجداد سے سنّت جماعت ہوں پس اگر اس خاندان کی نوکری پر راضی نہ ہو تو میرے دیوانخانہ سے نکل جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ"

اور شہسوار جنگ کو حکم ہوا کہ:۔

"اگر ایسے مباحثے کرنا ہو تو مدرسہ جاؤ یا اپنے گھر۔ یہ دیوانخانہ رئیس ہے نہ جائے قیل و قال"

اس واقعہ سے قطع نظر کرکے اگر رکن الدولہ کے طرز عمل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بہ حیثیت مدارالمہامی انھوں نے عہدہ داران سرکار عالی کا ایک بڑا جتھا اپنے موافق کرلیا تھا اور فوج کے بڑے بڑے عہدے اپنے ہی اقربا اور ہواخواہوں کو دے رکھے تھے

اور یہی عہدہ دار ہر مہم میں سربراہ کار ہوتے تھے باوجود اس کے مرہٹوں کے مقابلہ میں تقریباً ہر وقت نظام علیخاں کی ناکامی سے یہ امر مستنبط ہوتا ہے کہ وہ حکمت عملی سے خود بدولت کی طاقت و اثر کو متاثر کر رہے تھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس طرز عمل سے اپنی کامیابی کو وہ محسوس کر رہے تھے چنانچہ صاحب گلزار آصفیہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کے قتل کے آٹھ ہی روز پیشتر وقوع میں آیا وہ یہ کہ ایک دفعہ رکن الدولہ وقار الدولہ وغیرہ کے ہمراہ اپنے ڈیرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بہادر دل خاں شجاع الدولہ (صوبہ دار حیدرآباد) کے پوتے سید نجابت خاں ڈیرے کے دروازے پر آئے اور چاہتے تھے کہ حسب معمول اندر جائیں۔ پہرہ والے نے ان کو روکا لیکن انہوں نے اس کی پروانہ کی اور آگے بڑھنے لگے آخر پہرہ والوں کی مزاحمت میں کشمکش کی نوبت پہنچی اور سید صاحب مذکور کا گریبان پھٹ گیا اس واقعہ کو رکن الدولہ اور وقار الدولہ دور ہی سے دیکھتے اور ہنستے رہے لیکن پہرہ والوں کو کسی طرح اس فعل سے منع نہیں کیا چوبدار موقع پر پہنچے اور پہرہ والوں کو زجر و توبیخ کی اور سید صاحب مذکور سے معذرت مانگی جب سید صاحب پہرہ والوں سے چھوٹ کر اندر داخل ہوئے تو رکن الدولہ نے ہنستے ہوئے کہا "خان صاحب آیئے آیئے" سید نجابت خاں صاحب مذکور نے نزدیک بڑھکر فرمایا:۔

"من برائے ایں نیامدہ ام کہ بخدمت شریف حاضر باشم بلکہ
برائے ایں آمدہ ام کہ حق سبحانہ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شما نیارد"

اور اپنے مقام پر لوٹ گئے۔ صاحب گلزار آصفیہ کہتا ہے کہ اعتصام الملک قیمیہ کہتے تھے

"میں اس مجلس میں رکن الدولہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سرگزشت کو بچشم خود میں نے دیکھا آل رسولؐ کی اہانت کے بعد زمانہ پھر رکن الدولہ کے موافق نہ رہا اور اسی ہفتہ میں قتل ہوئے"۔

اس واقعہ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شاہی امرا اور ان کے متعلقین کی اتنی وقعت بھی ان کے پاس نہیں رہی تھی جتنی کہ خود نظام علیخاں کو تھی۔ واقعہ قتل سے قریب زمانہ میں اس واقعہ متعلقہ کے وقوع اور اس کے بعد خود سید نجابت خان کے اس کہنے سے کہ "حق سبحانہٗ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شما نیارد" اس قیاس کی گنجایش نکلتی ہے کہ سید صاحب مذکور نے اپنے اُس جوش انتقام کو جو انھیں اس ناشدنی واقعہ سے پیدا ہوا تھا دبا کر صرف انہیں الفاظ پر اکتفا کیا اور ہی جوش آخر کسی اور ذریعہ سے ہفتہ عشرہ ہی میں وقوع پذیر ہوا لیکن صاحب گلزار آصفیہ اس کو صرف نظر کر کے محلات بندگانعالی کی مخالفت کو ان کے قتل کی وجہ قرار دیتا ہے اور اپنی اس توجیہ کی تائید میں اس نے دو واقعے بیان کئے ہیں جنمیں سے پہلا یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک مغل تاجر مچھلی بندر کی چھینٹ بغرض فروخت لایا محلات کے ملبوسات میں اسی کا سنجاف لگایا جاتا تھا اس لئے اس کی خریداری سرکار میں ہوئی اور اس کی قیمت میں سات سو روپیہ کی چٹھی دیوان وقت اور حضور کے دستخط خاص سے اس کو دیدی گئی چھ مہینے گزر گئے پھر بھی اس کی ادائی نہیں ہوئی اور رکن الدولہ مغل تاجر کو امروز فردا پر ٹالتے رہے آخر وہ لاچار ہو کر حضور کی سواری کے وقت برسر راہ شور و فریاد کر کے کہنے لگا کہ "یا تو قیمت مال عنایت فرمائی جائے یا مال واپس کیا جائے کہ تاخیر کی وجہ سے غلام کی بڑی خرابی ہو رہی ہے" اگرچہ اس وقت بندگانعالی کی خواصی میں رکن الدولہ بیٹھے ہوئے تھے تاہم ان کو انھوں نے کچھ بھی

نہ کہا اور عماری سے اتر کر محل میں تشریف لے گئے اور چھینٹ کے چند تھان سالم اور باقی کے کاٹے ہوئے سنجاف اور تین سو روپے مغل کو منگوا کر دیدئے اور فرمایا کہ "یہ تمھارا مال ہے اور یہ رقم ہر جا نہ لیجاؤ اور جہاں چاہو فروخت کرلو"۔ یہ واقعہ وجہ قتل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ ممکن ہے کہ فضائے محلات اس واقعہ کی وجہ سے ان کے موافق نہ رہی ہو اور نفس واقعہ سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ خود بندگانعالی کے دستخط کا پاس و لحاظ تک ان کو نہ رہا تھا اور یہ خیال تک انہوں نے نہ کیا کہ مال لینے اور ادائی قیمت کی دستاویز کے بعد بھی ایک تاجر کو رقم ادا نہ کرنے سے رئیس وقت کو کتنی سبکی ہوسکتی ہے۔ اگرچہ صاحب گلزار آصفیہ نے رقم کو ادا نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اُن دنوں سفر پیاپے اور متواتر جنگ و جدال کے باعث ضروریات لازمہ سلطنت کی پابجائی و اسباب جنگ کی فراہمی اور ادائی تنخواہ فوج کے باعث خزانہ میں اتنی گنجایش نہ تھی کہ تاجر کو قیمت ادا کیجا سکتی۔ تاہم یہ قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ صرف سات سو کی ادائی کی گنجایش بھی نہ تھی اگر فی الواقع ایسا تھا تو جس وقت ادائی کی چٹھی پر حضور کے دستخط لئے گئے تھے اس وقت اس کا اظہار ضروری تھا۔

بہرحال اس واقعہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رکن الدولہ نے نظام علیخاں کو اس قدر مجبور کر رکھا تھا کہ ان کی ذاتی ضرورت پر سات سو کی ادائی پر ان کو اختیار نہیں تھا اور وہ خود اس قابل نہیں رہے تھے کہ اپنی جیب خاص سے اس کی پابجائی کر دیتے اور دیوان کا اتنا اثر اُن پر مستولی ہوگیا تھا کہ باوجود اس ناخوشی کے وہ ایک لفظ بھی رکن الدولہ سے ان کے خلاف نہ کہہ سکے۔ دوسرا واقعہ جو گلزار آصفیہ نے قتل کی وجہ سے متعلق لکھا ہے یہ ہے کہ

اسی سفر میں بندگا نعالی کی ہمشیرہ کالی بیگم بھی ہمراہ تھیں جن کی رتھ کے بیل لاغر و ناکارہ ہونے کی وجہ سے دوسری سواریوں کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے اس لئے انھوں نے اپنے پوربیہ جوان کے ذریعہ رکن الدولہ سے تیز گام بیلوں کی فرمایش کی جس کو وہ امروز فردا پر ٹالتے رہے بیگم صاحبہ کی طرف سے جوان روز یاد دہی کے لئے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز اس جوان نے بدتمیزی سے رکن الدولہ پر تقاضا کیا جس پر انھوں نے اس کے جواب میں تند کلامی کی جس کے بعد جوان نے بیگم صاحبہ سے عرض کر دیا کہ

"کسی دوسرے کو اس غرض کے لئے مامور فرمایا جائے غلام
رکن الدولہ کے پاس ہرگز نہ جائیگا۔"

آخر بہزار استفسار اُس نے وجہ بیان کی جس پر کالی بیگم صاحبہ نے اپنے بھائی (نظام علیخاں) سے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

"بھائی۔ آصف جاہ کی اولاد میں تم بھی اگر لڑکی ہوتے تو اچھا تھا
کہ تمھاری ریاست کے زمانے میں ہماری حالت ایسی ہے کہ
پوربیہ کی غیرت تک اُس کو پسند نہیں کرتی تو پھر دوسروں کا
کیا پوچھنا۔"

اس پر نظام علیخاں نے فرمایا کہ :-

"آپ مجھ کو بھائی نہیں بلکہ خاندان آصفیہ کی لڑکی ہی تصور فرمائیں
کہ مرہٹوں کے ساتھ جنگ و جدل اور اختلال سلطنت کے باعث

میں سخت مجبور ہو گیا ہوں"

جس کے جواب میں بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ :-

"جب آپ ایسے مجبور و بے اختیار ہو گئے ہیں تو ہم کو اجازت دیدیں کہ جو کچھ ہم سے ہو سکے کریں"

اس پر نظام علیخاں نے جواب دیا کہ :-

"کس نے آپ کو روکا ہے آپ جو چاہیں کریں"۔

اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ نے زنانی ڈیوڑھی کے پہرہ کے ایک گارڈی جوان کو طلب کر کے اس کو ہمت دلائی اور رکن الدولہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے اس کی تعمیل کو بندگانعالی کے ارشاد پر محمول کیا۔ جس پر بیگم صاحبہ نے کہا کہ :-

"وہ خود تو نہیں فرمائیں گے شام میں تجھ کو طلب کر کے جس وقت میں یہ حکم تجھ کو دوں اس وقت بندگانعالی میرے نزدیک بیٹھے رہیں گے تو پردے میں سے ان کی شبیہ دیکھ لینا اگر وہ اس کو سُنکر خاموش رہیں تو سمجھ لینا کہ اس قتل سے اختلاف نہیں ہے اور تعمیل کرنا"

اس نے قبول کر لیا جب شام میں اس کو احکام سنا دئے گئے اور اس نے تعمیل کا اقرار کیا۔

صاحب گلزار آصفیہ کو وجہ قتل کے دریافت کرنے میں کامیابی نہیں ہوی اس لئے

اس نے اجمالی طور پر یہ دونوں واقعات بیان کردئے ہیں جو ہماری دانست میں وجہ قتل قرار دئے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے برخلاف اس کے کچھ کم نارائن شفیق نے جو وجہ اجمالی طور پر بیان کی ہے رکن الدولہ کے اُس زمانے کی طرز عمل کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل قابل تسلیم ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے اہل پونہ سے کوئی مخفی عہد و پیماں کرلیا تھا اور مرہٹہ جی کی مہم سے فراغت پانے کے بعد اپنے بھائی بند اور ہواخواہوں کی حمایت سے اپنے آقا کے ساتھ کوئی فاسد ارادہ رکھتے تھے جس سے مطلع ہوکر بخشی بیگم نے فیضو گاردی کے ذریعہ ان کے قتل کی تجویز کی جو صورتِ عمل میں آئی۔ رکن الدولہ کے قتل کے متعلق اب تک وہی روایات مشہور ہیں جو صاحب گلزار آصفیہ نے غیر تحقیقی طور پر نقل کردئے۔ اب چونکہ ہم مآثر آصفی کے اس بیان کو پہلے پہل قارئین کے ملاحظہ میں پیش کر رہے ہیں جس سے اب تک بہت کم کان آشنا ہوئے ہیں اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مورخ مذکور کی اصل عبارت یہاں نقل کردیجائے وہو ہذا۔

"می گویند رکن الدولہ با اہل پونہ عہد و پیمانے مخفی درست کردہ باقتضاء ضابطہ جنگ کہ جمعیت شایستہ داشتہ میربرن لشکر بود و شرف الدولہ بادہ ہزار سوار جرار و داور جنگ پسرش با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بارد حشمت جنگ با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بارد دیگر جماعداران کہ خاک برداشتہ او بودند بعدد لجمعی از مودھاجی ارادۂ فاسد جانب آقا داشت بنابراں بخشی بیگم صاحبہ محل خاص بندگانعالی ازیں ماجرا مطلع گشتہ

لہ مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۹۰۔

ایں تدبیر نمود۔"

اس عبارت میں "ارادۂ فاسد جانب آقا داشت" کے معنی دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو یہ کہ رکن الدولہ نظام علیخاں کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے یا اپنے بھائیوں اور بھتیجے اور ضابطہ جنگ کی حمایت سے نظام علیخاں کے مقابل ہو کر ان کو سلطنت سے علٰحدہ کر دینا چاہتے تھے اور یہی انتہا ہے رکن الدولہ کی بلند پروازیوں کی۔ انھوں نے اپنے ہواخواہوں کا ایک جال بچھا رکھا تھا اور غیر ممکن تھا کہ نظام علیخاں کو اس کی خبر بھی ہوتی۔ بہرام جنگ و فتحمند خاں کے خاندان کو خدا اچھا رکھے کہ انھوں نے حق نمک بجالایا اور وقتاً فوقتاً اس منصوبہ کے متعلق جو جو کچھ علم ہوتا گیا اس کی اطلاع بندگانعالی کو پہنچاتے رہے چنانچہ اسی واقعہ کو مورخ مذکور نے حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے:۔

"ارکان[1] دولت ہمہ از آن رکن الدولہ بودند مگر فتحمند خاں عرض بیگی و بہرام جنگ داروغہ ہرکارہ حقوق نمک خواری ملحوظ داشتہ وقتی بعضے آثار رکن الدولہ جا بجا معروض حضور کردہ بودند چنانچہ ہر دو در جلدوئے ایں امرا ولیں یعنے فتحمند خاں تعلقداری گولکنڈہ کہ خزانہ گاہ و محل تفویض اعتمادیان ست و دویمیں کہ بہرام جنگ باشد بہ صوبہ داری ایلچپور سرفراز شدند۔"

رکن الدولہ کے اس سازش کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نظام علیخاں (اگر ان کے قتل کی تجویز میں انھوں نے بذات خود بھی کوئی حصہ لیا ہو تو) بدرجۂ اولی بجانب حق ہیں رکن الدولہ کے

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۹۰۔

اُرادۂ فاسدۂ والے منصوبے سے واقفیت کے بعد لازم تھا کہ سربراہ کاران دولت ایسی تجاویز پر غور کرتے جن سے رکن الدولہ کا منصوبہ کالعدم ہو جاتا انہی تجاویز کے دوران میں اُن ہوا خواہان دولت کی ناراضی کی عام طور پر شہرت ہو گئی اور خاص خاص لوگوں میں ان کے قتل کی تجویز کی خبر گشت لگانے لگی جس کی اطلاع شدہ شدہ خود اُن تک بھی پہنچی چنانچہ اسی سلسلہ میں صاحب گلزار آصفیہ دو واقعات تحریر کرتا ہے ایک تو یہ کہ ایک شب شمصام الدولہ نے ایک رقعہ رکن الدولہ کو لکھ بھیجا جس کو پڑھ کر انھوں نے نہایت لاپروائی سے شمع پر جلا دیا اور قاصد کو کہہ دیا "اچھا معلوم ہوا" دوسرا واقعہ مورخ مذکور نے یہ بیان کیا کہ شرف الدولہ نے ایک شب اپنے بھائی (رکن الدولہ) کے متعلق کوئی وحشت اثر خبر سنی اور ان کے خیمہ میں گئے ان کو بیدار کیا اور رُو رُو کر کہنے لگے کہ آپ کی نسبت ایسا ایسا سُنا جا رہا ہے مناسب یہ ہوگا کہ آپ چند روز بہ احتیاط دربار کریں۔ جس پر رکن الدولہ نے کہا کہ "بھائی روتے کیوں ہو اپنی جگہ پر جاؤ آرام کرو میں بکری کا بچہ نہیں ہوں کہ کوئی ذبح کر لیگا" ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکن الدولہ کے قتل کی نسبت کوئی منصوبہ کیا جا رہا تھا لیکن چونکہ ریاست میں ان کے اثرات اچھی طور سے مرتسم ہو گئے تھے اس لئے اس امر کا امکان تھا کہ واقعہ قتل کے وقوع کے ساتھ ہی ان کے حاشیہ بردار و ہوا خواہ ایک دم نظام علیخاں پر ٹوٹ پڑیں گے اسی کو مدنظر رکھ کر ایک مناسب موقع کا انتظار کیا جاتا رہا جو منزل بمنزل میسر آیا حاصل ہوا۔ اس وقت رکن الدولہ کے ہوا خواہوں میں سے ظفر الدولہ ضابط جنگ اپنی فوج کے ساتھ مُودھاجی کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور اسمٰعیل خاں الیچپور میں مامور تھے

اور شرف الدولہ ایک حصہ فوج کے ہمراہ سامان رسد کی فراہمی میں مشغول تھے واقعہ قتل کے روز اُن میں سے کوئی ان کے قریب نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بہتر موقع اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے نہیں مل سکتا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ جب بند گانعالی منزل بنیرا پر نہضت فرما ہوئے تو حضور کے ساتھ رکن الدولہ بھی سواری سے اُترے اور عرض کی کہ کسی خاص معاملہ میں کچھ عرض کرنا ہے" جس پر بند گانعالی نے فرمایا کہ" ایک عرصہ سے تم میری خواصی میں چپ چاپ بیٹھے رہے اس وقت کیوں نہ کہا۔ اب کسی اور وقت پر رکھو" اس کے بعد بند گانعالی نے سب کو رخصت کیا اور ان کو بھی رخصت کیا چاہتے تھے جس پر انھوں نے مکرر سہ کرر عرض کیا کہ" غلام کو کچھ عرض کرنا ہے" بند گانعالی ڈیرے تک آگئے تھے آخر وہیں ڈیرے میں ان کو بیٹھنے کے لئے فرمایا اور آپ سراپردے میں داخل ہوئے۔ ابھی رکن الدولہ بیٹھے ہی تھے کہ فیضو نامی گاڑدی جوان (جو پہرہ پر تھا) اپنی کٹار لیکر پیچھے سے آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ" نواب صاحب ٹڈا ہے ٹڈا ہے" ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر شانے میں کٹار بھونکی اور گردن تک اُتار دی معاً وہ گرے اور یہ بھاگا۔ دُور جانے نہ پایا تھا کہ بہرام جنک نے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور معاً باہر آئے اور رکن الدولہ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا کہ" ہم نے نہ کہا تھا کہ اپنی قیام گاہ پر جائیں۔ آخر تمہارا یہ حال ہوا۔ جس پر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ معراج نوکری جان نثاری میں ہے لیکن اگر مناسب موقع پر ہوتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔ البتہ مبارز الملک (ضابط جنگ) اور اسمٰعیل خاں اس واقعہ سے مشوش ہوں گے اس لئے

غلام ان کی تسلی کر دیتا ہے یہ کہکر اپنے منشی کو بلوایا اور اس مضمون کے خطوط کہ یہ واقعہ حضور کے بلا علم و اطلاع ہوا ہے اس میں حضور کا کوئی دخل نہیں ہے ہرگز ہرگز کوئی اور خیال نکرنا اگرچہ میں ابھی زندہ ہوں لیکن ہر امر میں فرمان برداری و نمک حلالی و جاں نثاری سرکار کیجائے لکھوا کر اپنے ہاتھ سے ان پر مہریں لگوائیں اور اُن دونوں کے پاس روانہ کر دئے اس کے بعد حضور کے حکم پر چابک دست جرّاح حاضر ہوے اور رکن الدولہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کے خیمہ کو لیگئے اور ٹانکے لگانے میں مشغول ہوے کہا جاتا ہے کہ قریب صبح جاں بحق تسلیم کی لیکن صاحب مآثر آصفی کے بیان کے مطابق موقع واردات پر ہی رکن الدولہ کی رُوح پرواز کر گئی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ رکن الدولہ کی نعش کو یہ ظاہر کر کے کہ غشی ہے اور زخم کاری نہیں ہے پالکی میں ڈالکر ان کے ڈیرے کو پہنچا دیا گیا۔ ان کے رفقاء و ہمراہی جو اس واقعہ کی وجہ سے حضوری ڈیرے کے پاس ہجوم کر آئے تھے اس خیال سے کہ "ہمارا آقا ابھی بقید حیات ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی جرأت نہیں کرنی چاہئے" حضوری ڈیرے سے واپس چلے گئے جس کے ساتھ ہی خیر خواہان دولت مثلاً راؤ رنبھا وغیرہ نے حضور میں پہنچکر بند و بست معقول کر لیا اگر صاحب مآثر آصفی کا اعتبار کیا جائے تو رکن الدولہ کو اتنی مہلت ملنی یا ان کا اس قدر ہوش و حواس میں رہنا کہ وہ اپنے متعلقین و خیر خواہوں کے نام خطوط لکھائیں قابل تسلیم نہیں اس واسطے کہ زخم کی حیثیت جو بیان کی گئی ہے وہ اس قابل نہیں پائی جاتی کہ واقعہ کے بعد دس پانچ منٹ بھی بقید ہوش و حواس زندہ رہے ہوں کیوں کہ ہر ہی مورخ جس نے رکن الدولہ کے خطوط لکھانے کا ذکر کیا ہے کہتا ہے کہ جمد ہران[1] کے دونوں گردوں سے

---

[1] گلزار آصفیہ کی عبارت حسب ذیل ہے "..... جمد ہر اجل حوالہ اش نمودہ از ہر دو کلیہ او گزشتہ بیرون طرف پہلوے دیگر برآمد"۔

گزر کر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف نکل آیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گردوں کے ساتھ ساتھ صلب بھی کٹ گیا جس کے بعد آدمی کا پانچ دس منٹ بھی بقید حواس زندہ رہنا تیقن نہیں۔ بہرحال باقاعدہ طور پر رکن الدولہ کی وفات کا اعلان واقعہ کے بعد کی صبح میں ہوا اور اس عرصہ میں شرف الدولہ جو اس مقام سے کچھ فاصلے پر تھے آگئے تھے اطلاع وفات کے بعد بندگانعالی بطور تعزیت شرف الدولہ کی قیام پر تشریف لے گئے اور تسلی و دلاسا دیکر انہیں شرف الملک کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور خدمت مدار المہامی کے لئے ان کو نامزد کیا لیکن انھوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ نظام علیخاں کے اس حسن سلوک کو کچھ نہ کچھ آئین شیفتہ صاحب مآثر آصفی کچھ اور خیال کرتا ہے اور بندگانعالی کے خصائل پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی بے باکی اور دریدہ دہنی سے کام لیتا ہے جس کو ہم اسی کے الفاظ میں ظاہر کرنا زیادہ مناسب تصور کرتے ہیں:۔

"[1] ..... بندگانعالی چیزے بجز تالیف و انکار از قتل او کہ خداوند بچہ طور صورت پذیر شدہ و آں جوان بار را از چہ عداوت باسید مرحوم بود و مناسب وقت ندیدند و از آنجا کہ در تذویر و دلاسا و تالیف ید طولیٰ دارند بخیمۂ شرف الدولہ تشریف بردہ و کلمات تسلی و نوازش بسیار فرمودہ و بخطاب شرف الملک نواختہ تالیف از حد کردند و برائے مدار المہامی مکرر فرمودند کہ حق تست اما او قبول نکرد۔"

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ص ۹۰۔

تمت

نظام علی خانؒ

حصّۂ دوم

دَورِ دُوم

قایم مقامی رکن الدولہ

افواج پائیگاہ کی ابتداء | رکن الدولہ کے قتل کے بعد ایک عرصہ تک مدارالمہامی معرض تقرر میں رہی اس خدمت کے فرائض کا اجرا عارضی طور پر مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے وکیل وقار الدولہ نصیب یار خاں کی صوابدید پر رکھا گیا۔ لیکن چونکہ یہ اور ان کے موکل بھی رکن الدولہ ہی کے ساختہ پرداختہ اور انھیں کے ہواخواہوں سے تھے اس لئے نظام علیخاں کو ان سے خطرہ تھا اور اس تصور کے تحت کہ مدارالمہام وقت کا اثر ریاست میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر ایک مدارالمہام اور اس کے ماتحت عہدہ دار ہمیشہ ہواخواہ دولت رہیں نظام علیخاں نے یہ تصفیہ کیا کہ ایک ایسی فوج خود آپ اپنی ذات پر مہیا کر رکھیں جس سے ایسے اہم اوقات میں اپنی ذاتی حفاظت و مدافعت میں کام لے سکیں لیکن رئیس وقت کے لئے اپنی ذات پر فوج رکھکر اس کی نگرانی و ادائی تنخواہ وغیرہ کا انتظام کرنا غیر ممکن تھا اس لئے انھوں نے اپنی طرف سے اپنے ایک معتمد و معتبر امیر (تیغ جنگ) کو اس کام پر مامور کیا اور اس کا تعلق بلا توسط مدارالمہام اپنی ذات سے رکھا (یہی فوج پائیگاہ خاص کے نام سے موسوم ہوئی) اور اپنی ذاتی حفاظت ہی کے لئے امیر پائیگاہ کی نشست اور اس کا پہرہ اپنے ساتھ اور اپنی ڈیوڑھی پر متعین کیا کہ وقت ضرورت اس کے اشارہ پر پوری پائیگاہ اپنی جان فدا کرنے پر حاضر آجائے اس حکمت عملی سے ایک تو نظام علیخاں نے اپنی باڈی گارڈ اور اپنے اشارہ پر کام کرنے والی ایک

معقول فوج تیار کرلی اور دوسری طرف مدار المہام کے زور کو کم کر دیا۔

تیغ جنگ کو بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۸ جلوس شاہ عالم (م ۱۱۹۱ھ) خطاب شمس الدولہ سے معہ خدمت پائیگاہ سرفراز فرمایا گیا تو وقار الدولہ کے اُن منصوبوں پر پانی پھر گیا جس کو وہ ایک عرصہ سے تیار کر رہے تھے اور جب انھوں نے ریاست کا رنگ بدلتا پایا اور اپنی خیر نظر نہ آئی تو ۹ شوال ۱۱۹۳ھ (م ۳ اکتوبر ۱۷۷۹ء) کو چھری مار کر خودکشی کرلی۔

مدار المہامی کے فرائض کا اجرا وقار الدولہ کی خودکشی سے معرض التوا میں تو نہیں پڑ سکتا تھا اس لئے نظام علیخاں نے بذات خود اس میں دلچسپی لینی شروع کر دی اور وقت ضرورت تیغ جنگ سے مدد لینے لگے لیکن چونکہ تیغ جنگ کے اصل فرائض بمقابلہ دیوانی یا مدار المہامی زیادہ اہم اور ذات بندگانعالی سے وابستہ تھے اس لئے وہ اس میں کم دلچسپی لیتے تھے اُن کو غالباً یہ خیال تھا کہ پائیگاہ خاص کا قیام علی الرغم مدار المہامی ہے اگر اس خدمت کی ذمہ داری اُن پر پڑ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خوش گوار فریضہ جو پائیگاہ خاص کی صورت میں اُن کے سپرد ہوا ہے اُن سے منتزع ہو جائے۔

غلام سید خاں ارسطو جاہ کی اودھ کے حضور میں باریابی اور خدمت دیوانی سے ان کا تعلق

غلام سید خاں سہراب جنگ (ارسطو جاہ) کی طرف سے رکن الدولہ وغیرہ نے نظام علیخاں کو بدظن کرا دیا تھا جسکی وجہ سے وہ اودھ ہی میں رہنے پر مجبور کئے گئے تھے جب وقار الدولہ نے خودکشی کرلی تو غلام سید خاں کو مناسب معلوم ہوا کہ خود ان کی خدمت کے لئے کوشش کریں لیکن رکن الدولہ کی طرح مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کے خیالات بھی ان کی نسبت ٹھیک نہیں تھے اور وقار الدولہ

کی قایم مقامی پر غلام سید خاں خود مبارز الملک کی تحریک و درخواست پر مامور ہو سکتے تھے
اس غرض کے لئے انھوں نے مبارز الملک کے خانگی متصدی دولت رام کو معقول لالچ دیکر
فراہم کیا جس نے منجانب مبارز الملک غلام سید خاں کو وکیل مقرر کرنے کے لئے عرضداشت
لکھدی۔ نظام علیخاں نے تیغ جنگ سے مشورہ کیا انہوں نے غلام سید خان کے تقرر سے
نارضامندی ظاہر نہ کی حالانکہ رائے رایاں اُن سے فرمایش کرتے رہے کہ غلام سید خاں
جیسے آدمی کا باریاب رہنا ٹھیک نہ ہوگا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تیغ جنگ نے غلام سید خاں کے
تقرر کو اس وجہ سے مناسب تصور کیا کہ اس وقت تک رکن الدولہ کی طرف دار جماعت کا
زور تھا۔ اس جماعت میں مُبارز الملک بھی تھے اگر کوئی ایسا شخص جو اسی جماعت سے تعلق
رکھتا ہو مبارز الملک کی وکالت پر آتا تو ممکن تھا کہ پھر اس کی ترقی ہو جاتی اور اس کے اس منصوبے
کے پیش رفت ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا جس کو رکن الدولہ نے قایم کیا تھا اب جبکہ ایک ایسے
شخص کی تحریک خود مبارز الملک نے کی جو اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کا سخت
مخالف ہے تو اس کے اس جگہ پر مامور کئے جانے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اصول سیاست کے
تحت یہی بہت صحیح امر ہے کہ اُس عہدہ دار کے بعد جس نے ایک اہم ترین زمانے میں اپنے مقاصد
و فرائض انجام دئیے ہوں ایسا عہدہ دار آئے جو اُس کے مقاصد کے خلاف خیالات رکھتا ہو
تاکہ خفیہ اور علانیہ وہ کمزوریاں جو اس کی حکومت میں پیدا ہو گئی تھیں ظاہر ہو جائیں اور
اُن کا معقول علاج ہو جائے۔ بہرحال وقار الدولہ کی خودکشی کے دس ماہ بعد (۱۸ شعبان ۱۱۹۴ھ)
غلام سید خاں سہراب جنگ بہ حیثیت وکیل مبارز الملک مامور و باریاب حضور ہوئے معاملات

ملکی و مال میں نظام علیخاں بذات خود حصہ لیتے اور مشورہ میں تیغ جنگ کو بھی شریک کرلیا کرتے تھے جب سہراب جنگ آگئے تو ان کو بھی شریک مصلحت کرنے لگے اور اسی طرح تقریباً دو ڈھائی سال تک کام کرنے کے بعد بندگانعالی نے ملاحظہ فرمایا کہ تیغ جنگ کو معاملات دیوانی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور غلام سید خاں سہراب جنگ اُن سے کافی دلچسپی رکھتے ہیں اور اس عرصہ میں انھوں نے معقول طور پر واقفیت بھی پیدا کرلی ہے تو جنگ نرمل سے واپسی کے بعد (جس کا تفصیلی ذکر اوراق مابعد میں آئیگا) ان کو بالاستقلال ۱۱۹۷ھ م ۱۷۸۳ء میں خدمت مدار المہامی پر سرفراز فرمایا۔

سکۂ قلب کی ترویج اور اس کے انسدادی احکام

اواخر سال ۱۱۹۲ھ م ۱۷۷۸ء میں بعض مقامات میں سکۂ قلب بن کر رائج ہوگیا جو روپیہ بازار میں آتا صراف اس پر چار آنے بٹہ لیتے تھے اس وجہ سے عوام میں ایک شورش ہوگئی۔ بندگانعالی نے حکم دیا کہ خزانہ عامرہ کا تمام ایسا روپیہ بلدہ کے ساہوکاروں کو دیکر تاکید کی جائے کہ ایک مہینے میں ان کا کھیٹ اور جوڑ نکالکر سکۂ فرخندہ بنیاد صحیح عیار و وزن کا تیار کرکے داخل خزانہ کریں اور یہی تیار کردہ روپیہ رائج کردیں اور اس کے ساتھ اعتقاد الدولہ کو حکم ہوا کہ شہر میں منادی کردی جائے کہ پھر اس کے بعد صرافوں میں سے کوئی بٹہ نہ لے اگر لیگا تو مناسب سزا دیجائے گی۔

یہاں طریقۂ تسکیک پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ نظام علیخاں کے اس حکم کی توضیح و تعریف ہوسکے۔ پہلے تسکیک بھی مثل اصول مالگزاری دو طرح پر ہوتی تھی ایک تو امانی میں دوسرے تعہد پر امانی میں تو منجانب سرکار کسی عہدہ دار کو اس غرض کے لئے مامور کردیا جاتا تھا یہ طریقہ بہت کم رائج تھا۔ دور نظام علیخاں میں تسکیک کے چند مرکز قرار دئے گئے تھے ان مرکزوں میں

نذر ارسطو جاه بہ نظام علي خان

سے ہر ایک کا تعہد علٰحدہ علٰحدہ دیا جاتا تھا۔ تعہد دار تسکیک سے قبولیت لی جاتی تھی کہ ایک مقرر کردہ عیار اور وزن کے رُوپے اور پیسے مسکوک کرے۔ تعہد دار بعض اوقات زیادہ جلب منفعت کی خاطر روپے میں زیادہ کھیٹ شامل کر دیتے تھے عیار سے گھٹ جانے کی وجہ سے صرّاف لوگ جو اس کو لیتے دیتے تھے اس پر کم قیمت لگاتے تھے جس سے عوام کو نقصان ہوتا تھا اسکو رفع کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہو سکتا تھا کہ اس تعہد دار کا ایسا مسکوک کیا ہوا تمام سکہ اس کے سپرد کر کے پورے عیار کے نئے سکے بنانے کے لئے اس کو مجبور کیا جائے۔ یہی نظام علیخاں نے کیا اس موقع پر خود بدولت نے جو صرافوں کے خلاف حکم دیا وہ اس لئے بجا تھا کہ اکثر صراف دیدہ و دانستہ پورے عیار کے روپیہ پر بھی بٹہ لیتے تھے صاحب توزک آصفیہ نے اس منادی کے موقع پر صرافان ہنود کی قید لگا دی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "اس کے بعد صرافان ہنود کی قوم سے کوئی روپئے پر بٹہ نہ لے اور اگر لیگا تو اس کو ذلیل ترین سزا دیجائیگی" قوم کی اس تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ روپیہ سے روپیہ اور پیسے سے پیسہ کمانے کے مسئلہ میں علماء اسلام نے سُود ہی کے فتاوے صادر کئے ہیں اور عرف عام میں سُود کھانا اتنا بدترین گناہ سمجھا جاتا ہے کہ خود سُود کا ادا کرنا اتنا برا نہیں حالانکہ دونوں نتیجتہً اور حکماً ایک ہی ہیں اسی بنا پر صرافی کا معاملہ اہل اسلام کے پیشوں میں سے نہیں رہا حیدرآباد میں اس عہد میں سوائے ہنود کے اور کوئی اس پیشے کو اختیار نہیں کرتے تھے اس لئے صاحب توزک آصفیہ نے "صرّافان ہنود" میں عموم و خصوص کی نسبت قایم کی ہے۔

مدراس گورنمنٹ کے نمائندہ مسٹر ہالنڈ کا ورود حیدرآباد میں اور تصفیہ طلب مسائل پر گفت و شنید

سنہ ۱۱۹۳ھ (م ۱۷۷۹ء) میں مدراس گورنمنٹ نے مسٹر ہالینڈ کو

اپنے سفیر کی حیثیت سے حیدرآباد روانہ کیا جس نے ۲۰ ربیع الثانی سنہ مذکور (م ۷ مئی ۱۷۷۹ء) کو بنگالہ کی خدمت میں باریابی حاصل کی۔ اس سفارت کی وجہ یہ تھی کہ ایک عرصہ سے بسالت جنگ کے پاس فرانسیسی فوج مامور تھی اور اس فوج کے لئے آلات حرب وضرب بندرگاہ موٹاپلی سے درآمد ہوتے تھے۔ فرانسیسیوں کے ایک دیسی رئیس کے ساتھ تعلق رکھنے کو انگریز اپنے مفاد کے خلاف تصور کرتے تھے۔ اس لئے وہ بسالت جنگ سے مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی ہوئے اُسی زمانے میں ان کو حیدر علیخاں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ان کے علاقہ (ادھونی، گنٹور وغیرہ) پر حملہ کریں گے اس خطرے میں بسالت جنگ نے ۱۹۳ ۱۷۷۹ء میں انگریزوں سے ایک معاہدہ کرلیا جس کی رو سے انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج برطرف کرکے اس کے عوض انگریزی فوج کو مامور کرلیا اور گنٹور کا ضلع انگریزوں کو اجارہ پر دیدیا۔ بلاترک توسط راست بسالت جنگ سے معاہدہ کرنے کی اطلاع پر نظام علیخاں انگریزوں سے ناراض ہوگئے اس کے علاوہ ان کی ناراضی کی ایک وجہ اور بھی ہوی وہ یہ کہ انگریزوں نے ناگپور کے (بھونسلہ) راجہ سے (جو نظام علیخاں کے اکثر علاقہ پر متصرف ہونا چاہتا تھا) مصالحت کرلی چنانچہ گورنر جنرل نے مسٹر ایلیٹ سفیر ناگپور کو ایک خط لکھا[1] جس میں اس کو ہدایت دیگئی تھی کہ ممالک محروسہ سرکار عالی سے بعض علاقہ حاصل کرنے میں ناگپور کے راجہ سے کوئی سمجھوتہ کرکے اس کو مدد دے نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی سے ناراض ہوکر اُس فرانسیسی فوج کو اپنے پاس مامور کرلیا جو انگریزوں کی وجہ سے بسالت جنگ کی ملازمت سے علٰحدہ ہوی تھی۔ اس اطلاع پر مدراس گورنمنٹ نے مسٹر ہالینڈ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ نظام علیخاں کی اس غلط فہمی کو رفع کریں جو ان کو انگریزوں کی نسبت پیدا ہوگئی تھی اور سرکاران شمالی کے پیشکش کے

[1] مارشمن ہسٹری آف انڈیا حصہ اول ضمیمہ صفحہ ۵۳۳)

بقایا کی نسبت (جو تقریباً دو ڈھائی سال سے ادا نہیں ہوا تھا) اپنے سفیر کو تاکید کی کہ کمپنی کی رقمی مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام مہربان نظر آئیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کرالیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو اُن (ہالنڈ) کو ہدایت کی گئی تھی کہ بقایا، اور جاریہ پیشکش کی ادائی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دیجائیگی۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فرانسیسی فوج کسی ویسی رئیس کی ملازمت میں رہے اس لئے اس موقع پر انھوں نے فی الآخر مسٹر ہالنڈ کے ذریعے یہ شرط پیش کی کہ اگر فرانسیسی فوج کو جو آپ کی ملازمت میں ہے علٰحدہ کر دیا جائے تو ادائے بقایا، پیشکش اور حسب تہ نامۂ سابقہ دیگر امور کے عمل میں لانے میں کوئی امر مانع نہیں رہیگا۔ اسی گفت و شنید میں نوشیروان نامی فرانسیسی فوج کا سربراہ کار جو منجانب موسیٰ لالی مامور اور نظام علیخاں کے پاس متعین تھا بلا علم و اطلاع حیدرآباد سے نکل گیا اُس کے بھاگ نکلنے کو صاحب توزک آصفیہ حیدر علیخاں والئی میسور کے اغواء و فریب پر محمول کرتا ہے[1] جو دُور از قیاس معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اس فوج کے ساتھ ان کو کوئی تعلق نہیں تھا۔ اُسی کی فرانسیسی فوج کی علٰحدگی کے لئے جو کچھ کوشش انگریزوں نے بسالت جنگ کے پاس کی تھی وہ کامیاب ہو چکی تھی جس پر وہ وہاں سے نکل کر نظام علیخاں کے دائرۂ ملازمت میں داخل ہوئی۔ اب یہاں سے انگریزوں نے اس کے نکالنے کی کوشش شروع کی تو قیاس یہ ہوتا ہے کہ اس کا ردِّ عمل یا وہاں سے علٰحدہ کئے جانے کے بعد اپنی کوئی اور سبیل کرنا اس فوج کے سربراہ کاروں پر لازم تھا اسی غرض کے تحت اس فرانسیسی سردار کا بے حکم یا بلا علم و اطلاع نکل جانا زیادہ صحیح ہو سکتا ہے بہرحال اس کو گرفتار کر کے قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا گیا۔

---

[1] جیمس مل ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم صفحہ ۱۳۴ - [2] توزک آصفیہ صفحہ ۲۶۸ -

مسٹر ہالنڈ کی سفارت کے دوران میں مدراس گورنمنٹ[1] اور کلکتہ کونسل میں باہمی اختلاف پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے مسٹر ہالنڈ کے ذریعے کسی امر کا طے پانا مشکل تھا اس لئے باہمی مباحثوں میں مسٹر ہالنڈ بے نیل مرام ۲۵ رجب ۱۱۹۶ھ (م ۷ رجولائی ۱۷۸۲ء) کو مدراس گورنمنٹ سے علیحدہ ہوکر کلکتہ روانہ ہوئے۔

۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء) میں مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اس کی اطلاع نظام علیخاں کو اس موقع پر ملی جب کہ وہ حیدرآباد کے شمال مشرقی سمت میں تالاب سنگراج کی شکارگاہ میں مصروف سیر و شکار تھے یہ شکارگاہ تیغ جنگ (شمس الدولہ شمس الملک) کے اہتمام سے تیار ہوئی تھی اور اس موقع پر شکار کا سارا انتظام و اہتمام بھی انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا مبارز الملک کی علالت کی اطلاع پر اعلیحضرت نے حکیم محمد باقر خاں مسیح الدولہ اور جراح[2] پلنا پسر گورو ناکو ان کے علاج کے لئے روانہ فرمایا۔ اطباء ابھی اپنے سفر کے تین ہی منزل طے کرنے پائے تھے کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند فرخ میرزا خاں احتشام جنگ پر ان کی قلیم مقامی منظور ہوئی۔ اور خود بدولت سفر کو اس کی غرض سے ۲۱ رمحرم ۱۱۹۶ھ (م ۶ رجنوری ۱۷۸۲ء) کو بلدہ حیدرآباد سے نکلکر بلغ گوڑ دھنداس میں قیام گزیں ہوئے جہاں سے ۴ ربیع الاول ۱۱۹۶ھ (م ۱۷ رفروری ۱۷۸۲ء) کو نکل کر قلعہ محمد نگر کے پاس ساحل دریائے موسیٰ پر مقام فرمایا۔ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرما کر موضع پنجلکال پہنچے یہیں جشن نوروز منایا گیا جس سے فراغت پانے کے بعد دریائے مانجرا کے کنارے نہضت فرما ہوئے اور چند روز بعد قلعہ کولاس کے گھاٹ (دریائے مذکور) کو عبور کرکے اس کے

---

[1] جیمس مل ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم صفحہ ۱۰۰۔ [2] صاحب گلزار آصفیہ نے جراح کا نام مانا پدرگورو تا لکھا ہے لیکن صاحب تزک آصفیہ کا بیان زیادہ صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ واقعہ سے قریب تر زمانہ کا مصنف ہے اور اپنی تاریخ کا ماخذ اہل کاغذات دفتری پر رکھا ہے اور اس کے بیان کی تائید دقیعۃ العالم سے بھی ہوتی ہے

دوسرے کنارے پر جا ٹھیرے۔ یہاں افواج کا جائزہ و ملاحظہ ہوا فوج پائیگاہ نے اپنے کرتب دکھائے آخر ۲ رجمادی الاول ۱۱۹۶ھ کو قلعۂ کولاس سے نکل کر حیدرآباد کی طرف لوٹے ۲۶ رجمادی الاول کو قصبۂ اندول میں قیام ہوا اور حویلی وینکٹ کیشو (عامل اندول) میں تشریف لیجاکر رونق بخشی۔ وہاں سے نکل کر ۲۸ رجمادی الاول کو تالاب حسین ساگر پر نزول اجلال ہوا اور پانچ روز تک یہاں قیام رہا کہ ان ایام کو منجموں نے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہونے کے لئے منحوس خیال کیا تھا۔ ان ایام میں ہر شب روشنی و آتشبازی کے نظارے ہوتے رہے۔ اسی منزل میں ۲ رجمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو قریب مغرب اس زور و شور کا طوفان ابر و باراں آیا کہ تمام ڈیرے اکھڑ گئے محلات وغیرہ (جو ہمیشہ اور ہر سفر میں ہمراہ رکاب ہوتی تھیں) ننھوں اور بہلیوں میں پناہ گزیں ہوئیں۔ ۴ رجمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو سواری مبارک داخل بلدۂ حیدرآباد ہوئی۔

جنگِ نرمل

جنگ نرمل اور اس کے اسباب

احتشام جنگ نے جب اپنے باپ کی جگہ قایم مقام ہوکر علاقۂ نرمل پر عمل دخل حاصل کیا تو اس کی نذریں ان کے تحت کے ملازمیں نے پیش کیں۔ جس پر ان کے پھپھیرے بھائی فرید مرزا اور مغل مرزا اور پھپھیرے بھنوئی رحیم قلی بیگ (جو ابراہیم بیگ خاں دھونسہ ہی کے زیر پرورش و تربیت یافتہ تھے) نے ان کا استہزا کیا اور پھبتیاں اڑائیں۔ جس سے احتشام جنگ کے دل میں برائی آئی۔ آخر ملک و مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کی بناء پر احتشام جنگ نے اپنے نجبتی سید ولی محمد اور دیگر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ ان تینوں کو قید کرکے خفیہ طور پر پھانسی دیدیجائے چنانچہ مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے انتقال کے ساتویں ہی روز اس نجبتی نے آئینہ محل میں ان کو گرفتار کرکے گلزار محل کے تہ خانہ میں مقید کردیا اور اسی شب آدھی رات کو ہر ایک کو پھانسی دیکر ہلاک کرڈالا۔ ان کے بعد ہی ان کے صلاح کار اور رفقاء میں سے چالیس اشخاص کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ فرید مرزا و مغل مرزا اور رحیم قلی بیگ کے تحت پانچ چھ پلٹن بارا و تین ہزار پیادہ فوج احتشام مامور تھی احتشام جنگ نے سید ولی محمد نجبتی کی اس کارگزاری کے صلے میں ان کے دونوں بھانجوں (سید مرتضیٰ و سید میاں) کو اس جمعیت کی سرداری پر سرفرازی نجبتی۔ اور بقیہ کارخانجات پر اپنے معتمد کارپردازوں کو مامور کردیا۔ اس انتظام کے بعد احتشام جنگ نے لچھمی پنڈت وکیل اور میر جمال الدین حسین خاں

خانسامان کے استصواب سے سات لاکھ روپے نذرانہ استدعائے خلعت تغریت اور سند بحالی کے ساتھ حضور میں روانہ کیا۔ جس پر دربار بند گانعالی سے منصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار و خطاب احتشام جنگ و خلعت تغریت سرفراز ہوا اور اسناد بحالی بھی عنایت ہوئے

احتشام جنگ کے مسلط ہونے کے بعد سید دلی محمد بخشی کا اعتبار ان کے پاس بہت زیادہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ بخشی مذکور کی اطلاع کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ احتشام جنگ کوئی تنکا بھی ادھر کا اُدھر کردیں۔ وہ جوش شباب میں راگ و رنگ میں لگے رہے اور بخشی انتظام ملک میں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخشی کی خود غرضیوں سے خیر خواہوں کی وہ جماعت جس کو مبارز الملک دھونسہ نے بڑی تالیف قلوب اور صرف زر کثیر سے فراہم کیا تھا درہم برہم ہوگئی۔ جب بخشی نے یہ محسوس کرلیا کہ ملک و محلات کا انتظام و اہتمام اپنے ہی ید قدرت میں ہے تو اس نے خفیہ طور پر نظام علیخاں کی خدمت میں اس مضمون کا ایک معروضہ لکھا کہ احتشام جنگ ایک ناتجربہ کار لڑکا ہے ملک کا انتظام اس سے ہو نہیں سکتا ہے اس تمام مال و دولت و خزانہ و جواہر و فوج و احشام و کارخانہ جات (جو نرمل میں موجود ہے) کی سند سرفرازی میرے نام عنایت ہو تو اس لڑکے کو مقید کرکے حضور کی خدمت میں روانہ کردیتا ہوں اور پھر یہاں کا معقول انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہاں کی سوء انتظامی اور احتشام جنگ کی بے پروائی کی اطلاعیں حضور میں پہنچ چکی تھیں تاہم خود بدولت نے اس معروضہ پر کچھ اثر نہ لیا اور سید دلی محمد کی نمک حرامی پر محمول کرکے اس معروضہ کو بجنسہٖ راست احتشام جنگ کے پاس بھیج کر لکھا کہ ہم[1] نے تمہارے باپ کے پاس قدیمت سے تم کو اُن کی جگہ مامور کیا ہے تمہیں بھی احتیاط و اوائی و انصاف لازم ہے تم کو چاہیئے کہ نوکر کو اپنی حد سے گزرنے نہ دیں اور انتظام ملک

---

[1] تذکرہ رسل صفحہ ۸۰

اپنے ہاتھ میں رکھیں اور اس نمک حرام کو جس نے یہ عرضی لکھ بھیجی ہے معقول سزا دیں کہ دوسروں کو
عبرت ہو حضور کا عنایت نامہ پہنچنے پر انھوں نے نجبتی کو اور اس کے ہوا خواہوں میں سے ہر ایک کو قتل
کروا دیا۔ نرمل میں یہ کشت وریز تین دن تک جاری رہی اور تقریباً تین سو آدمی نجبتی کے مارے گئے
اس واقعہ کے بعد احتشام جنگ بذات خود معاملات وانتظام ملک میں حصہ لینے لگ گئے اس کے
بعد اپنے حصۂ ملک کے حدود کو وسعت دینے کا خبط انہیں پیدا ہو گیا اور اپنی طاقت وفوج پر غرّہ
یہاں تک کہ ۱۱۹۶ھ (م ۱۷۸۲ء) میں جب بندگانعالی نے کولاس میں ان کو طلب کیا تو انھوں
نے اپنی حاضری سے عذرات لاطائل کے تحت معذرت چاہی اور کولاس سے واپسی کے بعد
حسب قاعدۂ مستمرہ مثل اور جاگیرداروں اور منصبداروں کے ان پر بھی رقم نذرانہ قایم کر کے ان کے
مقبوضہ علاقہ کے محاصل کی مناسبت سے نو لاکھ روپے نذرانہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس کے جواب میں
انھوں نے نہایت گستاخی سے تھوڑی سی بارود اور گولیاں روانہ کر کے لکھا کہ مبلغ مذکور کے
عوض میرے پاس یہ جنس حاضر ہے۔ اس خیرہ سری کی فوج کشی ہی کے ذریعے سرکوبی ہو سکتی تھی
چنانچہ ۱۱۹۷ھ (م ۱۷۸۳ء) میں ابوالفتح خاں تیغ جنگ کے ہمراہ حسام الدین خاں گھانسی میاں
سردار جنگ کو دو ہزار سوار تین ہزار بار رسالہ نادر جنگ فرانسیسی کے ساتھ ان کے طرف روانہ فرمایا
انھوں نے کوٹگیر پہنچکر وہاں سے سرسواری قلعۂ بودھن پر قبضہ کر لیا۔ احتشام جنگ کی طرف سے
اس قلعہ پر رستم خاں جمعدار مامور تھے وہ قلعہ کا قبضہ چھوڑ نرمل چلے گئے۔ احتشام جنگ کو قلعہ
بودھن کے ہاتھ سے نکلجانے کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنی طرف سے ولاور جنگ وابو میاں
مہدوی اور اماں اللہ خاں وغیرہ کے تحت بارہ ہزار کی جمعیت بارہ بیس توپیں گھانسی میاں کے

مقابلے پر روانہ کیں۔ جو کشٹا پور کے گھاٹ سے دریائے گوداوری کو عبور کر کے قلیل عرصہ میں بودھن کے قریب پہنچ گئی۔ اور طرفین سے مقابلہ شروع ہوا۔ سرکاری فوج حصار کے باہر صف آرا ہوی دلاور جنگ نے اپنی توپوں سے آتشباری شروع کردی جس سے سرکاری فوج دبتی چلی اس نوبت پر احتشام جنگ کی فوج نے یہ محسوس کر کے کہ فتح اپنی ہے بوقت واحد اپنی جگہ سے بڑھکر سرکاری فوج پر حملہ کردیا۔ گھانسی میاں اپنے ساتھ صرف دو سو آزمودہ کار سواروں کو لیکر علیحدہ قابو جو تھے جب انھوں نے دیکھا کہ احتشام جنگ کی فوج حملہ کی خاطر بے ترتیبی سے آگے بڑھ گئی ہے تو وہ اپنے انہیں معدودے چند سواروں کو لیکر اپنی کمین گاہ سے نکلے اور فوج مخالف پر ٹوٹ پڑے اور وہ جوہر مردانگی دکھائے کہ احتشام جنگ کی فوج کو ہزیمت ہوگئی۔ ابو میاں مہدوی اور امان اللہ خاں اور دیگر سردار جنگ میں کام آگئے دو زنجیر ہاتھی جس میں سے ایک معہ نشان و نقارہ تھا اور دو سو اونٹ حامل خزانہ غنیمت میں آئے اپنی شکست کو دیکھ کر فرنگی سردار دلاور جنگ باقاعدہ طور پر اپنے ہی مورچہ میں قایم رہ کر سارا دن توپ اندازی کرتا رہا۔ آخر رات میں وہاں سے کوچ کر کے کشٹا پور چلا گیا۔ جہاں وہ شکست یافتہ فوج کو جمع کر کے پھر آمادۂ جنگ ہوگیا۔

نظام علیخاں کو جب باجمعیت قلیل گھانسی میاں کے فتح پانے کی اطلاع ملی تو حضور نے تعریف و تحسین کر کے ان کو حسام الدین خاں سردار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور ان کی کمک کے لئے شرف الدولہ، زور آور جنگ، حشمت جنگ، سیف جنگ اور امجد الدولہ کو چار ہزار سوار و پیادہ فوج کے ساتھ روانہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی خود بدولت بھی وہاں پہنچنے کے لئے ۲۱ ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ (۲۸ اکتوبر ۱۷۸۲ء) کو بلدہ سے نکل کر فتح میدان میں قیام گزیں ہوئے۔

صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ اس منزل[1] پر سے بندگان عالی نے نجم الدولہ میر بخشی اور سید عمر خاں کو حسام الدین خاں گھانسی میاں کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔

گھانسی میاں بودھن سے بالکنڈہ پہنچ کر شاہ بڈھن صاحبؒ کے تالاب کے پاس جا اُترے یہیں بندگان عالی کی مرسلہ افواج کمک اُن سے آملیں اس مقام سے کشٹا پور (جہاں احتشام جنگ کا فرانسیسی فوج کا سردار دلاور جنگ قایم تھا) تین کوس پر تھا۔ یہ فرانسیسی سردار اس دوران میں سرکاری افواج پر چھاپے مارتا رہا آخر تمام افواج جمع ہونے پر گھانسی میاں اس کے مقابلہ پر نکلے صبح سے شام تک معرکۂ توپ و تفنگ جاری رہا۔ اس موقع پر احتشام جنگ بھی نرمل سے نکل کر کشٹا پور میں اپنی فوج سے آملے تھے فرانسیسی فوج کا سردار سرشام دریائے گوداوری عبور کرکے موضع کانڈلے میں (جو نرمل سے پانچ کوس واقع ہے) جا ٹھہرا۔ اور فوج سرکاری بالکنڈہ واپس آئی اور عشرۂ شریف محرم ۱۱۹۸ھ (م اواخر ۱۷۸۳ء) یہیں گزارا۔ نظام علیخاں ۶ ذیحجہ ۱۱۹۶ھ م ۱۲ نومبر ۱۷۸۲ء کو فتح میدان سے نکل کر قلعہ ایلگندل روانہ ہوئے۔ ۸ ذیحجہ کو وہاں پہنچے دوسرے روز قلعہ کی سیر کی اور ۲۸ ذیحجہ کو وہاں سے نکل کر ۲۹ ماہ مذکور کو ایکلواڑہ پہنچے اور راجہ باگسوار کے چلہ کے پاس قیام فرمایا ۳ محرم ۱۱۹۷ھ (م ۹ دسمبر ۱۷۸۲ء) کو دولت رائے قلعہ جگتیال[2] کے محاصرہ پر مامور ہوئے اور کریم داد خان اور نومسلم فرنگی اور رسالہ یکہ تاز جنگ اور رسالۂ شجاعت جنگ و نوشیروان و غلام علی وغیرہ رائے مذکور کے ساتھ متعین کئے گئے۔ بعد عشرۂ محرم جب بندگان عالی منزل ایکلواڑہ سے

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۳۰۵

[2] اس قلعہ کی تعمیر ۱۱۷۶ھ (م ۱۷۶۲ء) میں ابراہیم بیگ خان دھولسہ نے کی تھی اور احتشام جنگ کی طرف سے یہاں کی قلعداری پر سدی کالعر مقرر تھا۔

کوچ فرمانے لگے تو راجہ پدم سنگھ و کنور جودہ سنگھ کو بھی جگتیال ہی کے محاصرہ میں شریک رہنے کا حکم دیا۔ آخر محاصرہ سے عاجز آکر قلعہ مذکور کا قلعہ دار سدی ظفر الماس ۲۸ محرم ۱۱۹۷ھ (م ۱۳ جنوری ۱۷۸۳ء) کو قلعہ سرداران سرکاری کے سپرد کرکے خود آپ دولت رائے کے توسط سے بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہوا حضور سے اُس کو منصب پانصدی اور خطاب خانی پر سرفرازی ہوی اور خود بدولت غرۂ صفر ۱۱۹۷ھ (م ۱۶ جنوری ۱۷۸۳ء) کو کورٹلہ سے نکل کر جگتیال روانق افروز ہوے قلعہ کو ملاحظہ فرماکر بالکنڈہ کی طرف کوچ فرمایا اور موضع کرٹیال، کورٹلہ، مٹ پلی سے ہوتے ہوے موضع پالم پر نہضت افروز ہوے۔ جب سواری مبارک بالکنڈہ کے قریب پہنچی تو گھانسی میاں اور دوسرے امراء اپنی اپنی فوج کے ساتھ استقبال کرکے قدمبوس ہوے اس کے دوسرے روز یہاں سے ساری مجتمعہ فوج آگے روانہ ہوی اور ۱۴ صفر ۱۱۹۷ھ (م ۲۹ جنوری ۱۷۸۳ء) کو رفعت الدولہ، سربلند جنگ، حسام الدین خاں گھانسی میاں، یکہ تاز جنگ، محمد بہلول خاں، سدی عبداللہ خاں، سید عمر خاں محمد سلیمان، مصطفیٰ بیگ و شجاعت جنگ، محمد حسین خاں و غلام رسول خاں وغیرہ سردار اپنی اپنی افواج کے ساتھ دریائے گوداوری کے پار ہوے۔ احتشام جنگ اس عبور کے موقع پر بے پروائی کے ساتھ مصروف سیر و شکار تھے ورنہ دوران عبور میں جنگ کا معقول امکان تھا۔ سرکاری فوج کی طلایہ داری پر رفعت الدولہ، راجہ مہندر، راجہ پدم سنگھ، کنور جودہ سنگھ مامور ہوے عبور کی اطلاع کے بعد احتشام جنگ کی فوج مقابل ہوی لیکن توپوں کی زد سے بہت جلد پسپا ہوکر قلعہ چٹیال میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئی۔ ۱۵ صفر کو خود بدولت نے بھی دریائے مذکور کو عبور فرمایا۔

اس کے بعد غرۂ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ (م ۴ فبروری ۱۷۸۳ء) کو احتشام جنگ نے ملازمت حضور

وعفو جرایم کی نسبت بعض شرائط کے ساتھ ایک معروضہ روانہ کیا۔ جن میں سے بعض کو منظور فرما کر
خود بدولت نے ان کو حاضری کا حکم دیا لیکن اس کو احتشام جنگ نے تسلیم نہ کیا اور سوال وجواب
میں معذرت ومعافی ملتوی رہی۔ یہاں تک کہ ۶ ربیع الاول کو حضوری سرداروں میں سے
بعض نے اپنی قیام گاہ اور قلعہ کے درمیان جو پشتہ کوہ واقع تھا اُس پر اس خیال سے قبضہ
کرلیا کہ کہیں فریق مخالف اُس پر توپیں نہ چڑھا دے اس کے قبضہ میں مختصر سا مقابلہ ہوا جس میں
احتشام جنگ کے سپاہی پسپا ہوے اور قلعہ چٹیال میں داخل ہو گئے۔ اس پشتہ کوہ پر قبضہ پانے
کے بعد دوسرے ہی روز بند گانعالی دریائے گوداوری کے کنارے سے اُٹھ کر اپنی فوج سے
آملحق ہوے۔ اس کے دوسرے دن خود بدولت ہودج میں سوار ہو کر نکلے۔ خواصی میں تیغ جنگ
شمس الملک تھے۔ حسب الحکم ہر طرف حملہ شروع ہوا۔ اثناء جنگ میں سید عمر خاں نے حاضر حضور ہو کر
عرض کی کہ سدی یاقوت و دلاور جنگ فرنگی اپنے اپنے گروہ کے ساتھ میری افواج سے مقابل
ہو گئے ہیں جمعیت غلام قلیل ہے اس لئے کمک کا امیدوار ہے معاً شمس الملک نے حضور کے
حکم پر مکارم خاں کو اس کے ساتھ کر دیا اور محمد عظیم خاں اور پرورش علیخاں کو جلد کمک پہنچانے
کے لئے حکم دیا اسی دوران میں شاہ میرزا پسر ثابت جنگ سواران پائیگاہ وجوق جوش و روہیلہ
کے ساتھ حملہ میں شریک ہو گئے اور ادھر عظیم خاں جوانان پائیگاہ اور اپنے رسالہ کے ساتھ
حریف کے قلب پر حملہ آور ہوے۔ اس جنگ میں نظام علیخاں کی فوجی ترتیب نقشہ سے ظاہر ہوگی

نقشہ صفوف جنگ سنہ ۱۱۹۷ھ

بمقابلہ احتشام جنگ بمقابلہ چٹیال من مضافات قابل

التمش

سید عمر خان و شاہ مرزا پسر ثابت جنگ و محمد عظیم خان

میمنہ	قلب	میسرہ
نجم الدولہ امجد خان و غلام امام خان (صولت جنگ پسر ثابت جنگ)	نظام علی خان	گھانسی میاں و علی محمد خان بہادر جنگ
طرح میمنہ		طرح میسرہ
یرورش علیخاں		رفعت الدولہ

یہی معرکہ فیصلہ کن ثابت ہوا اس کے متعلق صاحب تذکرۂ نرمل نے تفصیل یہ لکھا ہے کہ جس وقت احتشام جنگ کو سدی ظفر الماس کے مطیع ہونے اور قلعہ جگتیال کے ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انہوں نے بسر جلسۂ عام تمام گروہ غلامان وحبشیوں پر سخت اظہار رنج وغضب کر کے بے وفائی کا دھبہ ان پر لگایا تھا اس محفل میں سدی یاقوت بھی موجود تھا (اس حبشی غلام کے زیر اثر رسالہ عروب وحبش وروہیلہ دیگر کارخانہ جات بھی تھے) اس کو یہ ناگوار گزرا اور اس کے بعد سے اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ کسی موقع پر اپنی بہادری اور وفاداری کا ثبوت دے یہاں تک کہ ایک روز جب کہ سرکاری فوج میدان میں نمودار ہوئی تو وہ اپنی عرب وروہیلہ اور حبشیوں کی جملہ ایک ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مذکور سے نکل کر حملہ آور ہو گیا اس کے ساتھ ہی فرانسیسی فوج کا سردار دلاور جنگ بھی اپنی فوج کو لیکر نکل آیا اور قلعہ کی توپوں سے گولے الگ برسنے لگے۔ ادھر سے حضوری افواج بھی آگے بڑھیں مقابلہ دست بدست ہو گیا احتشام جنگ کی بڑھ کر آئی ہوئی تقریباً ساری فوج کٹ گئی عہدہ داروں میں سے سدی یاقوت تو زخموں میں چور ہو کر میدان ہی میں گرفتار ہو گیا دلاور جنگ البتہ زخمی ہو کر واپس ہو گیا احتشام جنگ کے گارڈیوں کی فوج کے بارہ نشان بندگانعالی کی فوج کے ہاتھ آئے۔ اس شکست سے احتشام جنگ کا دل شکستہ ہو گیا اور جنگ سے نادم ہو کر عفو تقصیرات کے لئے اپنی والدہ کو خدمت بندگانعالی میں روانہ کیا اس سیدہ بیوہ کی عرض پر احتشام جنگ کو دربار میں حاضر کرنے کے لئے مشیر الملک (غلام سید خان سہراب جنگ) کو روانہ کیا گیا ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ ہجری (م ۱۷ فروری ۱۷۸۳ء) کو

لہ تزک آصفیہ صفحہ (۳۱۷)

وہ حاضر دربار ہوئے ان کی تقصیرات کو معاف کر کے بندگانعالی نے اپنے ہاتھ سے ان کو پیچ مرصع باندھا اور خلعت عفو سے سرفرازی بخشی طلب معافی کے واقعہ کی نسبت صاحب تذکرہ نرمل کا بیان یہ ہے کہ پہلے[1] احتشام جنگ نے اپنی والدہ کی طرف سے عریضہ لکھا جس میں اُن کی ناتجربہ کاری اور سخن نشنوی کا اظہار کر کے عفو تقصیرات کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کو ملاحظہ فرما کر بندگانعالی نے ماما بڑن کو پھولوں کا گہنا دیکر احتشام جنگ کے پاس روانہ فرمایا وہ ان کے پاس جا کر بڑی مدارات سے پیش آئی پھولوں کے ہار ان کو پہنائے اور فہمائش کر کے احتشام جنگ کو گھوڑے پر سوار کرا کے اپنے ہمراہ حضور میں لے آئی قدمبوسی کے بعد بندگانعالی نے ان کے تقصیرات کو معاف فرمایا اور احتشام جنگ نے ابراہیم باغ (جس کو ان کے والد ابراہیم بیگ خان دھولپور نے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر تیار کیا تھا اور اسی میں ان کے محلات وغیرہ رہتے تھے) خالی کر کے خود آپ عیدگاہ کے متصل میدان میں ڈیروں میں جا ٹھیرے جس کے بعد خود بدولت نے غلام سیّد خان سہراب جنگ (معین الدولہ مشیر الملک ارسطو جاہ اعظم الامرا) کو حکم دیا کہ علاقہ نرمل کا جمع خرچ وخزاین نقد وجواہر وغیرہ کا متصدیوں سے جایزہ لیں اور ملاحظہ میں پیش کریں چنانچہ نقد یک کرور روپیہ کے علاوہ از قسم زر وزیور وجواہر وجنس کارخانہ جات قیمتی ایک کرور روپے برآمد ہوئے کارخانہ جنسی کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ ہڈ دہات وپنجرس وغیرہ کی عمدہ عمدہ توپیں قلعہ گولکنڈہ روانہ کر دیں اور باقی دوسری توپیں نرمل کے قلعہ اور شہر پناہ اور برجوں پر رکھدیں اس کے بعد نرمل کی عملداری اور قلعہ نرمل کی قلعداری پر امام علی خان برہان الدولہ کو

[1] تذکرۂ نرمل صفحہ (۹۲)

نامزد فرمایا۔ اور احتشام جنگ کو صوبہ داری ایلچپور اور خطاب ظفر الدولہ سے سرفراز کیا۔ اس انتظام و اہتمام کے بعد سیر و تماشائے محلات و باغ وغیرہ میں ایک عرصہ گزار کر ۲۶ ر جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۲۹ ر مئی ۱۷۸۳ء) کو وہاں سے نکلکر بروز جمعہ ۴ ر رجب ۱۱۹۷ھ (م ۵ ر جون ۱۷۸۳ء) کو داخل بلدہ حیدرآباد ہوئے۔

۱۱۹۸ھ میں پیشوا کے ساتھ ایک معاہدہ کے طے کرنے کے سلسلے میں بندگانعالی اودگیر تشریف لے گئے۔ اس معاہدہ کی تفصیل اور اسباب اوراق مابعد میں بیان ہوگی۔

اتحاد پیشوا و نظام علیخاں

ٹیپو سلطان کے مقابلہ کے لئے مرہٹوں کا نظام علی خان کو اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت صلح نامہ ایت گیر کا طے پانا

۴ ر جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۱۷ ر مارچ ۱۷۸۳ء) کو انگریزی کمپنی اور پیشوا کے مابین ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ سال بائی) طے پایا جس کا فقرہ نہم ریاست خداداد میسور سے متعلق اس مضمون پر مشتمل تھا کہ حیدر علی خان نے پیشوا سے گو مصالحت کر لی تھی لیکن وہ پھر فساد برپا کر کے انگریزی کمپنی اور اس کے حلیف محمد علی خان والی کرناٹک کے بعض علاقہ جات پر قابض و متصرف ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ ان مقبوضات کو واپس اور گرفتاران جنگ کو رہا کر دیں جو حالیہ جنگ میں انہوں نے حاصل و گرفتار کئے تھے اور ۹ ر رمضان ۱۱۸۱ھ (م ۲۹ ر جنوری ۱۷۶۸ء) کے عہد نامہ کی رو سے (جو حیدر علی خان اور پیشوا کے مابین ہوا تھا) محمد علی خان اور انگریزوں کے جس حصہ ملک پر وہ قابض ہو گئے تھے چھ مہینے میں واپس کر دیں۔ اس کے مقابل انگریزوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ حیدر علی خان کے ساتھ کوئی مخالفت اس وقت تک نہ کریں گے جب تک کہ وہ انگریزوں یا ان کے حلیف کے ساتھ کوئی مخالفانہ طرز عمل اختیار نہ کریں۔

اس شرط صلح سے ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی پیشوا کے ذریعہ حیدر علی خان سے اپنے مقبوضات کو حاصل کر لینا چاہتی تھی لیکن اس صلح نامہ کے پانچ ماہ قبل ہی یکم محرم ۱۱۹۷ھ (م ۷ ر دسمبر ۱۷۸۲ء) کو مرض سرطان سے حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا تھا۔

جن کے بعد ان کے فرزند ٹیپو سلطان ان کے قایم مقام ہوئے تھے اُن پر لازم نہ تھا کہ وہ اس باہمی مصالحت کو قایم رکھتے جو ان کے والد اور پیشوا کے مابین تھی۔ اور نہ اُن پر اس شرط مندرجہ صلح نامہ سال بائی کی تعمیل کی ذمہ داری قانوناً عاید ہو سکتی تھی۔ اور ممکن ہے کہ انگریزی کمپنی نے سابقہ تہہ نامہ کی تجدید اور ٹیپو سلطان سے اس کی توثیق کرانے کے لئے پیشوا کو مجبور یا آمادہ کرانا نامناسب تصور کیا ہو۔ اس لئے انہوں نے راست ٹیپو سلطان سے ایک جدید صلح نامہ کی تکمیل کا تصفیہ کر لیا لیکن وہ اپنے والد کے انتقال کے قبل ہی سے انگریزی کمپنی اور اس کے جنوبی ہند کے زمیندار حلیفوں کے ساتھ برسرپیکار تھے جس کا سلسلہ سال مابعد تک چلتا رہا۔ آخر جب انگلستان کی حکومت نے اپنے فرانسیسی حریفوں سے صلح کر لی[1] تو اس کی شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو ٹیپو سلطان کے پاس کے متعینہ فرانسیسی عہدہ داروں کو واپس طلب کر لینا پڑا۔ اس طرح ٹیپو سلطان کے پاس سے جب ایک شایستہ اور معقول فرانسیسی فوج نکل گئی تو پیش پا افتادہ مہم میں وہ اس قابل نہیں رہے کہ خود تنہا انگریزی فوج سے مقابلہ کرتے اس زمانے میں وہ قلعہ منگلور کے محاصرہ پر تھے ناچار انہوں نے مصالحت کو مناسب تصور کیا اور ۱۱ مارچ ۱۷۸۴ء (۱۶ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ) کو ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ منگلور) طے پایا جس کی رو سے فریقین نے اپنے اپنے سابقہ مقبوضات پر قابض اور حالیہ مقبوضات کو چھوڑنے کا اقرار کر لیا جس طرح انگریزوں کو ریاست میسور کا کھٹکا لگا ہوا تھا اسی طرح مرہٹہ سرداروں کو بھی اس کی طرف سے خطرہ تھا جب پیشوا کو یہ علم ہوا کہ

---

[1] یہ صلح ۱۷۸۳ء (۱۱۹۷ھ) میں پیرس (فرانس) ہوئی۔

انگریز اور ٹیپو سلطان کے مابین صلح ہو رہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ انگریزی کمپنی معاہدہ سال بائی کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے جس پر انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس بغرض مصالحت وصول چوتھ اپنے ایلچی روانہ کئے جس کے جواب میں ٹیپو سلطان نے کہلا بھیجا کہ ان کے والد نے چند ضرب توپ اور بندوقوں کے سوائے کوئی اور چیز متروکہ میں نہیں چھوڑی ہے جس کے ساتھ میں حاضر ہوں اس جواب سے مرہٹوں نے خائف و پُر دل ہو کر یہ تجویز کی کہ نظام علی خان کے ساتھ اتحاد قایم کر کے ٹیپو سلطان سے ان علاقوں کو حاصل کریں جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا اور ان حملوں کا جوان ہردو کے مقبوضات پر ہو رہے تھے یا آئندہ جن کے لئے تیاریاں جاری تھیں مقابلہ اور سدباب کریں انہوں نے نظام علی خان کو یہ سمجھایا کہ کہ جس طرح پیشوا کے اکثر علاقہ پر ٹیپو سلطان نے قبضہ کر لیا ہے اسی طرح خود نظام علیخان کے علاقے بھی ان کے حملات و تصرف سے محفوظ نہیں رہے اور یہ تحریک کی کہ ہردو قوتیں کسی باہمی مصالحت کے ساتھ ٹیپو سلطان کا مقابلہ کریں اور اپنے اپنے مقبوضات ان سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد بھی وہ صلح نہ کریں تو ان کے علاقے میں در آئیں لیکن ہردو روسا کا اپنے اپنے مستقر حکومت پر رہکر ایسے معاہدہ کا جلد اور حسب مراد طے پانا غیر ممکن تھا اس لئے دونوں فریقوں نے یادگیر کے قریب دریائے بھیما کے کنارے اس کی تکمیل کی قرارداد کی چنانچہ نظام علی خان ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ (۶ فبروری ۱۷۸۴ء) کو حیدرآباد سے نکل کر یادگیر روانہ ہوئے اس موقع پر ٹیپو سلطان کے خلاف عمل جارحانہ اختیار کرنے میں نظام علیخان کو بجانب حق قرار دینے کے لئے صاحب توزک آصفیہ پہلے ٹیپو سلطان کی زیادتیوں کو

بیان کرتا ہے اور اس کے بعد نظام علی خان کی فہمایش چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ۱۷۹۸ء[1] کے اوایل میں ٹیپو سلطان نے اپنا روپیہ (جو وزن میں دو تولے اور جس میں ان کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ شامل تھا) مسکوک کر کے میسور کے علاقہ میں جاری کرنے کے علاوہ ممالک محروسہ بندگانعالی میں بھی جاری کرادیا چنانچہ ایسا بہت سا روپیہ حیدرآباد میں بھی پہنچکر کوچہ بکوچہ رائج ہوگیا اور یہ خبر عام طور پر مشہور ہوگئی کہ وہ بندگانعالی کے مقابلہ میں خروج کررہے ہیں ان کے مراسلات جو اسی زمانے میں بندگانعالی کی خدمت میں وصول ہوئے اس کی تائید کرتے تھے کہ خلاف رسم قدیم اور اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف انہوں نے مراسلات میں عرضی کی مذکا لکر مساویانہ طریقہ پر خطوط لکھ بھیجے اور ان قلعہ جات و پرگنوں کو جنہیں ان کے باپ حیدر علی خان کھو بیٹھے تھے۔ لوٹ لاٹ کر ویران کردیا۔ دریائے شور کے زمینداران و رعایا کو معمولی حرکات و جرایم کے بہتان کے ساتھ ان کے ورثہ سے محروم کر کے علم ظلم بلند کر رکھا تھا اس پر بھی قانع نہ رہ کر غنیم (انگریزی کمپنی) کے مقبوضات پر طرح طرح کے خارج از تقریر و تحریر مظالم برپا کر کے اکثر قلعے بجبر حاصل کر لئے اور ہر طرف اپنی سلطانی کا شہرہ اور طنطنہ قایم کردیا تھا اور برہمنان پونہ وغیرہ کو جس جگہ پاتے دستگیر کر کے مختون کردیتے اور انگریزوں کو بندرگاہوں اور ان کے قلعوں میں سے قید و گرفتار کر کے آتش غضب میں جلاڈالتے تھے ان مظالم کی اطلاع جب بندگانعالی کو دیگئی تو انہوں نے یہ نصیحت نامہ لکھا کہ "مابدولت اب تک تمہاری بے اعتدالی و شوخی سے چشم پوشی کرتے رہے

---

[1] تزک آصفیہ صفحہ (۳۴۰)

اور چونکہ تمہاری ہمت بلند ان عیسائیوں کے دفع کرنے اور غاصبوں کے خلاف کوشش میں مصروف رہی ہے ہم نے تمہاری مدد اور رعایت کو مقدم جانا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے مناسب یہ ہے کہ اپنے حرکات سے باز آکر راہ راست اختیار کرو ہم کو اُس عہد و پیماں کا پاس ہے جو ہمارے اور تمہارے والد کے مابین ہوا تھا انہوں نے تم کو ہماری حفظ و امانت میں سپرد کیا تھا اور ہم نے اپنی شمشیر خاص تمھیں مرحمت کی تھی اب بھی اگر اپنے حدود سے متجاوز نہ ہو تو حسب حال تمہاری رعایت کیجائیگی والّا انچہ خواست[1] ایزدی است بظہور می رسد۔" اس نصیحت نامہ کے بعد چندے انہوں نے ملک و مال سے دست تعدی کھینچ لیا لیکن پھر حسب سابق زیادتیاں شروع کیں مکرر پنڈت پردھان کے سرداروں کے عرائض پر ٹیپو سلطان کے خلاف مرہٹوں سے اتحاد قایم کرنے کے لئے بندگانعالی ایت گیر (یادگیر) روانہ ہوئے۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ (م ۱۸ مارچ ۱۷۸۴ء) کو بالاجی پنڈت عرف نانا پھڑنویس نے باریاب ہوکر اپنا عندیہ بیان کیا گفت و شنید کے بعد بوقت رخصت بندگانعالی نے اپنے دست مبارک سے شمشیر با قبضۂ مرصع و علی بند اور خنجر مرصع با علاقہ مکلل ان کی کمر میں لگایا جس پر پنڈت مذکور نے سر و قد کھڑے ہوکر تسلیمات بجالائی۔ اور ایک اشرفی نذر گزرانی دوسرے روز پنڈت مذکور سوال جواب صلح نامہ کے تحت پھر حاضر دربار ہوئے۔ ۷ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (م ۲۹ مارچ ۱۷۸۴ء) کو خود بدولت ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے پنڈت مذکور نے

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ (۳۳۲)

ایک کوس آگے آکر حضور کا استقبال کیا اور ان ڈیروں میں جو حضور ہی کے لئے نصب کئے گئے تھے ان کو لیجا کر بٹھایا اور بہت سارے جواہر گراں بہا اور اقمشہ اعلیٰ نذر کئے۔ یہیں تکاجی ہولکر نے بھی بندگانعالی سے ملاقات کی دفعات عہدنامہ کے طے ہونے کے بعد مرہٹہ سرداروں کی طرف سے بندگانعالی کو پرتکلف دعوت دیگئی جس میں ۱۳ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (م ۱۴ اپریل ۱۷۸۴ء) کو اعلیحضرت صاحبزادگان و امرا رونق افروز بزم ہوئے اور ۲۲ جمادی الاول کو دریائے بھیما کے کنارے سے نکل کر قلعہ ایت گیر کی سیر کی اور وہیں عسکر جنگ قلعدار کی نذر قبول فرمائی اور ان کو جواہر سے سرفراز بھی فرمایا۔ اس کے بعد تکاجی ہولکر نے بندگانعالی کی ایک ضیافت علیحدہ کی۔ اس میں جن مرہٹہ سرداروں پر بندگانعالی کی جانب سے سرفرازیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل شاہ تجلی[1] نے بتائی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل آٹھ نامور مرہٹہ سردار اس موقع پر موجود تھے تکاجی ہولکر۔ نانا پھڑنویس۔ ہری رام پھڑکیہ۔ کشن راؤ بلال۔ اپا بلونت راؤ۔ گوبند کشن پسر کشن راؤ۔ گوبند راؤ بھگونت۔ بلونت راؤ نایب مودھاجی بھونسلہ۔ بندگانعالی یہاں سے ۵ رجب ۱۱۹۸ھ (م ۲۶ مئی ۱۷۸۴ء) کو حیدرآباد واپس ہوئے۔ منازل واپسی میں بمقام دھنواڑہ حضور کے ملاحظہ میں عہدنامۂ ایت گیر پیش ہوا جس پر ۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۵ جون ۱۷۸۴ء) کو خود بدولت نے دستخط کر کے تکمیل کردی۔ یہ عہدنامہ عہدنامہ ایت گیر کے نام سے موسوم ہے اس کی نقل ضمیمہ (ب) میں قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیگی۔

اسی سفر میں ایک مقام پر کسی آوارہ گرد درویش نے ہندوی قوم پر درشت کلامی کی

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ (۳۳۲)

فوج ہمرکاب میں بعض اس قوم کے افراد بھی تھے جن کو اس کی تلخ کلامی ناگوار گذری جس پر سپاہیوں میں خون ریزی ہوگئی اس واقعہ کی تفصیل ہم نے اپنی تصنیف "سوانح تیغ جنگ" میں بتلائی ہے آخر تیغ جنگ (شمس الملک امیر اول پایگاہ خاص) کی فہمائش پر جھگڑا چکا اس واقعہ کے دوسرے روز سواری مبارک پالمور (معروف بہ محبوب نگر) پہنچی جہاں سے بمنازل طولانی طے مسافت کرکے ۱۲ شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۱۱ جون ۱۷۸۴ء) کو بیدگانفانی داخل حیدرآباد ہوئے

انگریزی کمپنی کو جب یہ علم ہوا کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کے مابین کوئی باہمی سمجھوتہ ہو رہا ہے تو اس اتحاد کو اپنے اغراض کے خلاف تصور کیا اور مسٹر جانسن کو بہ حیثیت سفیر حیدرآباد روانہ کیا تاکہ اس باہمی اتحاد میں اگر کوئی امر انگریزی کمپنی کے مقاصد کے خلاف طے ہوا ہو تو اس کا دفع دخل ہو جائے اور یہ بھی ان کے شریک مصلحت ہو جائیں اس موقع پر انگریزی کمپنی کو نظام علی خان سے جنگ برپا کرنے کے لئے ایک حیلہ موجود تھا کہ بسالت جنگ کا انتقال ہو کر ایک عرصہ ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے گنٹور کو بموجب معاہدہ ۱۱۸۱ھ انگریزی کمپنی کے سپرد نہیں کیا تھا اس لئے اس موقع پر اپنے سفیر کو بھیجنے میں مصلحت تھی کہ ان کو اپنے خلاف ہونے نہ دیں چنانچہ مسٹر جانسن حیدرآباد پہنچکر یکم شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۲۱ مئی ۱۷۸۴ء) کو حضور میں باریاب ہوئے اور منجانب شاہ انگلستان تحفے تحایف پیش کئے۔ وہ تقریباً دس مہینے حیدرآباد میں رہکر ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (م ۱۲ اپریل ۱۷۸۵ء) کو واپس ہوئے۔

قلعہ بادامی کا محاصرہ | ایت گیر کے صلح نامہ کے بعد پیشوا نے اُدھر اپنے سرداروں کے نام فراہمی فوج کے احکام دیئے اور اِدھر نظام علی خان نے اس کے بعد اپنی فوج کے ساتھ پونہ سے

پیشوا ٹیپو سلطان کی حدود کی طرف بڑھے اور نظام علی خان بھی ۲۳ محرم سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۲۶ نومبر ۱۷۸۵ء) جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہونے کی غرض سے حیدرآباد سے نکل کر عیدگاہ جدید کے پاس خیمہ زن ہوئے۔ ان ایام میں تیغ جنگ کے فرزند کی تسمیہ خوانی ہو رہی تھی جس کی تکمیل یہیں کر کے ۸ صفر م ۱۱ ڈسمبر کو آگے بڑھے اور منزل بمنزل اودگیر سے ہوتے ہوئے ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۱۳ اپریل سنہ ۱۷۸۶ء) کو قلعہ بادامی کے محاصرے میں مرہٹہ سرداروں کے شریک ہو گئے۔ محاصرہ کا دوران بڑھنے لگا تو نظام علی خان اپنی طرف سے شرف الملک رفعت الملک، حشمت جنگ، راجہ تیج سنگھ، کنور جودھ سنگھ، کنور بجے سنگھ، کنور نرندر سنگھ رستم راؤ باندھرہ، محمد لودھی خان، سوائی خان، داؤد خان وغیرہ کو تیس ہزار سوار جرار کے ساتھ محاصرہ پر چھوڑ کر خود آپ بلدہ حیدرآباد واپس ہوئے جہاں ۱۹ رجب سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۱۸ مئی سنہ ۱۷۸۶ء) کو پہنچے

قلعہ ادھونی کا محاصرہ

قلعہ بادامی کا محاصرہ حسب بیان نشان حیدری[1] نو مہینے رہا آخر برضامندی قلعدار اس پر قبضہ ہوا جس کے بعد متحدین کے سرداروں نے قلعہ دھارواڑ، جالی ہلی، گجندر گڈھ نول کنڈہ، نرگوندہ وغیرہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا جب ٹیپو سلطان کو اس کی اطلاع ملی اور ان کو یہ معلوم ہوا کہ اس نواح کے زمیندار اور پالیگار متحدین سے متفق ہو گئے ہیں تو اس سمت پیش قدمی کرنے سے باز رہکر انہوں نے اپنی فوج جرار کے ساتھ قلعہ ادھونی کا رُخ اختیار کیا یہ قلعہ بسالت جنگ کے فرزند مہابت جنگ کے زیر تصرف تھا جو نظام علی خان کے بھتیجے (فرزند بسالت جنگ) بھی تھے اور داماد بھی۔ انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس اپنے

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۳۰۰

دیوان اسد علی خان کو روانہ کیا تاکہ ان کا عندیہ معلوم کرے اور اگر ممکن ہو تو مناسب شرائط کے ساتھ ان سے مصالحت کی بنا قایم کرے لیکن ٹیپو سلطان نے کسی شرط صلح پر رضامندی کے اظہار کے عوض ان سے کہا کہ نظام علی خان کی مخالفت کی وجہ سے وہ اس قلعہ (ادھونی) پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اگر مہابت جنگ خود ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہو کر باہمی صلح کرلیں تو پھر ان کو ان سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ لیکن مہابت جنگ نے اس کو تسلیم نہ کیا اور متحصن ہو گئے ٹیپو سلطان نے قلعہ ادھونی کا محاصرہ کرلیا اس کی اطلاع نظام علی خان کو ملتے ہی انہوں نے تیغ جنگ اور ارسطو جاہ کو اپنے بھائی ہمایوں جاہ (میر مغل علی خان) کی رکاب میں ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے ادھونی روانہ کیا۔ ہر دو امیر ہمایوں جاہ کی رکاب میں غرۂ شعبان ۱۲۰۰ھ (م ۲۰ مئی ۱۷۸۶ء) کو حیدرآباد سے نکل کر بکوچ ہائے طولانی مضافات ادھونی میں پہنچے اس خبر کے سنتے ہی ٹیپو سلطان محاصرہ چھوڑ کر شاہ ڈونگر کی پہاڑی پر جا ٹھیرے اور اس تازہ دم سرکار عالی کی فوج پر چھاپے مارنے لگے۔ دو ایک خفیف مقابلے بھی ہوئے جس میں سے ایک میں نظام علی خان کی افواج کو کامیابی ہوئی آخر ارسطو جاہ و تیغ جنگ نے مہابت جنگ کو ان کے زنانے اور خاص خاص متعلقین کے ساتھ قلعہ ادھونی سے نکالکر معقول بدرقہ اور فوج کے ہمراہ رائچور روانہ کردیا۔ قلعہ مذکور کو خالی پاکر ٹیپو سلطان کی افواج نے اس پر قبضہ کرلیا۔

اس اثنار میں بعض بد اندیشوں نے یہ افواہ اڑائی کہ مہابت جنگ کے دریائے کرشنا پار ہوتے وقت ٹیپو سلطان نے اپنی بے شمار فوج کے ساتھ حملہ کردیا جس سے

پریشان ہوکر تیغ جنگ وارسطوجاہ میدان جنگ سے سراسیمہ نکل گئے۔ حالانکہ یہ دونوں امراء مہابت جنگ کو دریا پار کرکے آپ ہری رام پھڑکیہ کے ساتھ کپل بہادر بنڈہ روانہ ہوئے تھے نظام علی خان نے اس خبر سے پریشان ہوکران ہردو امراء کو لکھا کہ اپنے چند سرداروں کو مرہٹہ فوج کی کمک کے لئے چھوڑ کر جلد تر حاضر خدمت ہوجائیں جس پر انہوں نے شرف الملک، اعتقاد الدولہ، رضت الملک، سردار الدولہ رائے بہار امل، جمنا راجہ وغیرہ کو تیس ہزار سوار جرار کے ساتھ وہیں چھوڑ دیا اور آپ خود واپس ہوکر ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۲۸ اگست سنہ ۱۷۸۶ء) کو حاضر حضور ہوئے۔

قلعہ شاہ نور پر متحدین کا حملہ

ہری رام پھڑکیہ اور افواج سرکار عالی نے بہادر بنڈہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا اور تین چار ہی دن میں اس پر قبضہ کرلیا اس کے بعد وہ چاہتے تھے کہ کپل کے قلعہ کو بھی فتح کرلیں لیکن ٹیپو سلطان نے ادھونی سے سیدھا اسی طرف کا رخ اختیار کیا اور قریب پہنچ کر متحدہ افواج پر شبخون مارا چونکہ اطراف پہاڑیاں تھیں اس لئے افواج سرکار عالی اور مرہٹہ کو نقصان پہنچا۔ جہاں سے متحدہ فوجیں آگے بڑھ گئیں اور قلعہ شاہ نور پر حملے کا ارادہ کیا اس نوبت پر راجہ ہولکر بھی تیس ہزار سوار کے ساتھ متحدین سے آملے تھے یہاں کا قلعدار حلیم خان (ٹیپو سلطان کا بہنوی) افواج متحدہ سے مل گیا تھا لیکن ٹیپو سلطان نے سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور ایک دم تاخت کرکے چوبیس گھنٹے ہی میں اس قلعہ پر قبضہ کرلیا اب ہری رام پھڑکیہ نے سرینگ پٹن پر حملے کا ارادہ کیا ٹیپو سلطان بھی ان افواج متحدہ کے پیچھے پیچھے دو تین کوس فاصلے پر ساتھ رہے اور موقع بموقع حملے کرتے رہے پیچھے سے

آگے نکل کر غنیم کو روکنے کے لیئے کوئی مناسب راستہ یا موقع ٹیپو سلطان کو نہ ملا یہاں تک کہ ایک پہاڑیوں سے گھرے ہوئے تنگ مقام میں متحدین کی افواج پہنچیں یہاں جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ اس مقام پر ٹیپو سلطان نے افواج متحدہ پر شبخون مارنے کی تیاری کر لی ہے اس اطلاع پر یہاں سے جلد تر نکل جانے کی تجویز ہوئی لیکن آگے بڑھتے بڑھتے رات ہو گئی آخر ٹیپو سلطان نے حملہ کر دیا۔ ہزار خرابی افواج متحدہ اس تنگ و تاریک مقام سے نکلیں بہت سارا مال و متاع ٹیپو سلطان کو غنیمت میں ملا جب یہاں سے نکل کر متحدہ فوجیں بہادر بنڈہ کے قریب پہنچیں تو ٹیپو سلطان نے نہایت تیزی سے اس قلعہ پر قبضہ کر کے گولہ باری شروع کر دی۔ اس کے بعد جب ٹیپو سلطان کو ہری رام پھڑکیہ کے عزم مصمم کی خبر ملی کہ وہ سرینگاپٹن پر حملہ کرنے کو بڑھ رہا ہے تو انہوں نے صلح کی سلسلہ جنبانی کی آخر ہر سال پینسٹھ لاکھ روپے بطریق چوتھ ادا کرنے پر صلح ہوئی جس کے بعد تمام فوجیں اپنے اپنے مقام و مرکز کو واپس ہوئیں

تنخواہ جاگیر کے نسبت احکام | جس عہد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں اس میں تنخواہ جاگیر سے جو لوگ سرفراز ہوتے تھے ان کا فریضہ تھا کہ جتنے جوانان و سوار کی عہدہ داری کے عوض اُن کو تنخواہ جاگیر ملی ہو اتنے جوانوں اور سواروں کا ہمیشہ ملازم رکھنا اور ان کی تنخواہ اس جاگیر سے ادا کرنا ان پر لازم تھا لیکن اکثر عہدہ داروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ وقت ضرورت مقررہ سوار و جوانوں کو مامور کر لیتے اور بعد رفع ضرورت ان کو برطرف کر دیتے تھے اس طرح اپنی جاگیر سے ایک معتدبہ حصۂ محاصل بچا لیتے تھے۔ ارسطو جاہ جب دیوان ہوئے تو انہوں نے اس کی ممانعت میں تاکیدی احکام جاری کئے آخر جنگ مذکور سے فراغت پانے کے بعد

انہوں نے ایسے عہدہ داروں اور جاگیرداروں کو حکم دیا کہ اب تک جو کچھ بچت اس طرح کرلی گئی ہے اس سے درگزر کیجاتی ہے سال رواں کی بابت جو کچھ بچت ہوئی ہو داخل سرکار کردیجائے اور آیندہ مقررہ تعداد ملازمین کی مامور رکھی جائے اس حکم سے موہن راؤ نپگلیہ (جاگیردار رودرور) نے انحراف کیا تو ۱۲۰۲ھ میں اس کی جاگیر پر ضبطی کے احکام جاری کئے گئے جس پر وہ اپنے علاقہ میں فوج کثیر فراہم کرکے آمادۂ پیکار ہوگیا اور اطراف کے علاقۂ سرکاری پر دست بُرد شروع کردی نظام علی خان نے اس کی تادیب و سرکوبی کے لئے قلعدار اودگیر سراوار الدولہ اور راجہ بہارامل کو مامور کیا۔ موہن راؤ نپگلیہ نے تاب مقاومت نہ لاکر راہ فرار اختیار کی اور قلعہ رودرور پر سرکار عالی کا قبضہ ہوگیا۔

سنہ ۱۲۰۲ھ ہی میں سرکار ایلگندل وورنگل و میدک وغیرہ بعنوان تعہد راجنا دیسیکھ کے سپرد کئے گئے تھے زمیندار رچنور (جو قوم یلمہ سے تھا) ایلگندل کے تحت تھا اس نے راجنا دیسیکھ کے احکام کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ اس کے ساتھ بداخلاقی سے بھی پیش آیا جس پر دیسیکھ نے بندگانعالی سے اس کی تنبیہ کے لئے اجازت اور مدد چاہی خود بدولت نے راجہ بہارامل بتجونت بہادر کو اُس کی کمک پر نامزد کیا دیسیکھ مذکور اور راجہ بہارامل نے متفقاً اس پر حملہ کرکے اس کے قلعہ کی بیرونی فصیل پر قبضہ کرلیا جس کے پاس ہی آب نوشیدنی کے چشمے تھے ان چشموں کے قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے راجہ رچنور اور تمام قلعہ والے پریشان ہوکر صلح پر آمادہ ہوگئے۔ راجہ بہارامل اور راجنا دیسیکھ نے قلعہ پر قبضہ کرکے شرائط پیش کردہ کو منظوری کی خاطر بندگانعالی کے ملاحظہ میں روانہ فرمایا۔ اسطرح کی تحریک پر اعلیحضرت نے یہ حکم دیا کہ راجہ رچنور کو طلب کرکے قلعہ محمد نگر میں قید کردیا جائے۔

سفارت جان کناوے

کمپنی نے اپنی طرف سے کپتان جان کناوے کو سفیر بنا کر حیدرآباد روانہ کیا وہ یہاں پہنچ کر ۲۹ شعبان ۱۲۰۲ھ (م ۲ اگست ۱۷۸۸ء) کو حاضر دربار ہوئے اور کمپنی کی طرف سے تحایف نذر گزرانے اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا کا تصفیہ کیا جائے اور سرکار گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ کمپنی کے قبضہ میں دیدیا جائے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۹۳ھ (م ۱۷۷۹ء) میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بسالت جنگ سے کیا تھا وہ نظام علی خان کی بغیر اطلاع ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے خیال کیا کہ ۱۱۸۱ھ (م ۱۷۶۷ء) کا عہدنامہ فسخ و منسوخ ہوگیا جب ۱۱۹۶ھ (م ۱۷۸۱ء) میں بسالت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہدنامہ ۱۱۸۱ھ سرکار گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو عہدہ داران نظام نے ۱۷۶۷ء کے عہدنامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی مزاحمت کی جس کے رفع کرنے اور اس پیشکش کے بقایا کی نسبت جو کمپنی پر واجب الادا تھی کوئی سمجھوتہ کرنے کی غرض سے جان کناوے مامور ہوئے تھے۔ ان کے حاضر دربار ہونے کے بعد نظام علی خان نے گنٹور پر قبضہ دیدینے کا حکم دیدیا لیکن بقایا پیشکش کے تصفیہ کا انحصار گورنر جنرل کی رائے پر منحصر رکھا گیا جس کے لئے ریاست حیدرآباد سے میر ابوالقاسم (میر عالم) کو بہ حیثیت سفیر چند امراء اور منصبداروں کے ساتھ کلکتہ روانہ کیا گیا۔ ان کی جو کچھ آؤ بھگت وہاں ہوئی

اس کا تفصیلی ذکر ہم نے اپنی تصنیف 'میر عالم' میں کیا ہے صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں میر عالم کو سفارت کلکتہ پر روانہ کیا گیا اسی زمانہ میں حافظ فرید الدین خان کو ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کیا گیا۔ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جان کناوے کی سفارت پر یہ لازم تصور کیا گیا کہ ٹیپو سلطان سے کوئی مفاہمت ہو جائے کہ پیش یا افتادہ معاملات میں اگر کمپنی کے ساتھ کوئی سوء فہمی پیدا ہو جائے تو اس کے مقابلہ میں ان سے کمک حاصل ہو سکے

میر عالم کی سفارت میں جو مسایل طے ہوئے اس کا اظہار ارل کورنوالس نے اپنے ایک خط مورخہ ۲۷ جولائی ۱۷۸۹ء موسومہ نظام علی خان میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت سے سی یو ایچیسن نے اپنے مجموعہ عہد نامہ جات میں شایع کیا ہے اس کا ترجمہ بطور خلاصہ یہاں لکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"۱۷۶۸ء (م ۱۱۸۱ھ) کے عہد نامہ کے مطابق نہ نظام نے سرکار گنٹور کو کمپنی کے تفویض کیا اور نہ کمپنی نے ان کو پیشکش، نظام چونکہ ان دنوں اہم امور میں مصروف تھے۔ اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی جب وہ ان امور سے فارغ ہو چکے تو رزیڈنٹ (جان کناوے) کو بھیجا گیا کہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق وہ نظام سے عرض کریں اور سرکاران شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی نظام کو پیش کش کا واجبی بقایا ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آیندہ بھی بروقت ادا کرتی رہیگی جب نظام نے سپردگی گنٹور کا حکم جاری فرما کر دوستی و خیر اندیشی کا ثبوت دیا ہے تو کمپنی بھی ان سے مراسم مرعی رکھے گی۔

"ہم نے ان مضامین عہد نامہ پر جن کے معانی مبہم اور مطالب صاف نہ تھے میر ابوالقاسم (میر عالم) سے گفتگو کی (پیشکش کی) ادائی بقایا کی ضمانت داخل کرنے اور سرکار ان شمالی کے ایک حصہ کو مکفول کرنے سے میرا انکار اس لئے واجبی تھا کہ انگریزوں کی راستبازی اور قول و قرار کی پابندی ہی خود اس کی ضامن ہے۔"

نظام علی خان نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کورنوالس نے اسی خط میں یہ لکھا کہ "میں نے اکثر موقع پر کپتان کناوے کی معرفت اور میر ابوالقاسم کی زبانی بھی کہلا بھیجا ہے اور آغاز تحریر میں بھی یہی درج کیا ہے کہ عہد نامہ ۱۷۹۲ء (م ۱۱۸۱ھ) کی تعمیل ہو اور ہمیشہ آپ سے دوستی و اتحاد قایم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور پیچیدہ شرایط معاہدہ کی صراحت سے یہ یقین ہوا ہوگا کہ میں صدق و صفا کی بنیاد پر ہر ایک امر کا تصفیہ کرتا ہوں مگر یہاں مجھ کو بہ اعتبار مباحثہ میر ابوالقاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب تک کوئی معقول وجہ عہد نامہ کی تجدید کی نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے آئین اور انگلستان کے بادشاہ اور کمپنی کے احکام اور نیز قوم انگریزی کی ایمان و حرمت مانع تجدید عہد نامہ ہیں اس لئے تبدیل یا تجدید عہد نامہ مذکور کو میں نے قبول نہیں کیا اگرچہ عہد نامہ کی تجدید کو منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ میرے اس اقتدار کے لحاظ سے جو شاہ انگلستان اور انگریزی پارلیمنٹ نے مجھ کو عنایت کیا ہے میری اسی تحریر کو مثل عہد نامہ تصور فرمائیں کیونکہ یہ خط منظورہ کونسل ہے اور اس سے زیادہ تصریح کے لئے آپ میر ابوالقاسم سے دریافت کریں جن کو میں نے اس تمام گفت و شنید میں آپ کا وفادار صادق اور باخبر

خیرخواہ ملازم معتبر و معتمد تصور کیا ہے ..... "

میر عالم کلکتہ سے خط اور بقایا پیشکش کے منجملہ نو لاکھ سولہ ہزار چھ سو پینسٹھ روپے گیارہ آنے کی تین ہنڈویاں اور قیمتی جواہر و تحایف کے ساتھ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۰۳ھ (۲۲ فروری ۱۷۸۹ء) کو حیدرآباد داخل ہوئے اور باریاب حضور ہو کر نذر پیش کی اور تحفے گزرانے

۱۲۰۳ھ کا جشن سالگرہ | نظام علی خان نے قلعہ گولکنڈہ میں ایک نیا مکان[1] تعمیر کرایا تھا اس زمانے میں اسی میں فروکش تھے چنانچہ میر عالم کی نذر بندگانعالی نے اسی مکان میں لی۔ نئے مکان کی گھر بھرائی کی تقریب میں یہاں ایک مینا بازار قایم کیا گیا جس میں اقسام کے نفایس و جواہر، ہاتھی گھوڑے بغرض خرید و فروخت مہیا کئے گئے تھے چھوٹے بڑے امیر امرا، اور خود بدولت اس میں حصہ لیتے رہے انہیں دنوں میں ایک پالتو بندر بندگانعالی کا ہاتھ کاٹ لیا۔ یہ زخم ایک مہینہ تک رستا رہا اس کے اندمال کے بعد غسل صحت و سالگرہ کے جشن کی تیاری شروع ہوی جس کا تمام اہتمام ارسطو جاہ کے تفویض کیا گیا تھا ابھی جشن شروع ہونے نہ پایا تھا کہ سرور بار ایک ناگوار واقعہ پیش آگیا وہ یہ کہ ارسطو جاہ ہی کے علاقہ کے ایک جمعدار مسمی حیدر علی بیگ کی جاگیر عرصہ سے ضبط تھی قرض بڑھ گیا تھا اور قرضخواہوں کے تقاضہ سے تنگ آرہا تھا اور سپاہی اپنی اپنی تنخواہوں کے وصول پانے کے لئے علیحدہ دق کر رہے تھے آخر عید الفطر کی نذرین پیش کرنے کے حیلے اپنے ہمراہیوں کو لیکر حاضر دربار ہوا اور بندگانعالی کے آگے بڑھ کر ہمراہیوں کو نذر کے لئے پیش کرتے کرتے

---

[1] یہ مکان قلعہ گولکنڈہ کا مشہور تاریخی محل ہے جو اب تک علی حالہ قایم ہے۔

اپنی کٹار نکال لی اور ہاتھ آگے بڑھا کر کہنے لگا کہ "حضور یا تو مجھے اس کٹار سے ذبح کر دیں یا مقدمۂ جاگیر و تنخواہ سپاہ کا فیصلہ فرمائیں" ارسطو جاہ درمیان آ کر کٹار چھیننے لگے اس کشمکش میں اُن کا ہاتھ زخمی ہو گیا خون بہتا دیکھ کر اُن کے ہوا خواہ جمعدار اور اس کے ہمراہیوں پر ٹوٹ پڑے ہنگامہ میں جمعدار معہ چند ہمراہیوں کے قتل ہو گیا اور بعض جوان زخمی ہو گئے ارسطو جاہ کا زخم مندمل ہونے تک جشن سالگرہ ملتوی ہو گیا آخر اوایل ماہ ذیقعدہ میں بڑی دھوم سے جشن منایا گیا اس تقریب کے لئے پانچ لاکھ روپے کی منظوری ہوئی تھی۔ ارسطو جاہ نے ایک لاکھ کئی ہزار سانچے موتیوں سے تیار کیا ہوا ملبوس خاص بندگانعالی کی نذر کیا اسی جشن میں صاحب توزک آصفیہ نے ایک اردو قصیدہ پیش کیا جس کا ہر ایک مصرع مادۂ تاریخ تھا افسوس ہے کہ یہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا۔

سفارت منجانب ٹیپو سلطان

قبل ازیں ریاست حیدرآباد سے حافظ فریدالدین خان بہ حیثیت سفیر ٹیپو سلطان کے پاس قیام اتحاد کی غرض سے روانہ کئے گئے تھے وہ ۱۲۰۴ھ میں سرینگ پٹن سے واپس آئے۔ ان کے ہمراہ ٹیپو سلطان کے ایلچی محمد غیاث و قطب الدین خان و علی رضا خان ٹیپو سلطان کے خط اور تحایف لیکر آئے اور باریاب حضور ہوئے نظام علی خان چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے بھی اتحاد قایم کرلیں اور ٹیپو سلطان بھی اس تخیل سے متفق تھے لیکن اس خیال سے کہ باہمی تعلقات میں مزید استحکام ہو انہوں نے نظام علی خان کے ساتھ سمدھاوے کے رشتہ اتحاد کے قیام کی تحریک کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس وقت بر سر دربار سفیروں نے اس مسئلہ کو پیش کیا تو نظام علی خان کے چہرے سے رضامندی کے آثار پیدا ہو رہے تھے جن کو ٹیپو سلطان کے اُن مخالفین نے جو حاضر دربار تھے محسوس کر کے محل میں اس کی اطلاع کرادی اور ٹیپو سلطان کی غیر واقعی برائیوں کو بھی گوش گزار کرادیا جس پر محل میں ایک بے چینی پیدا ہوگئی اور قبل اس کے کہ سفرا ٹیپو سلطان کو کوئی تشفی بخش جواب دیتے نظام علی خان کو محل میں جانا پڑا۔ جہاں محلات نے ٹیپو سلطان کی سنی سنائی برائیوں کو دہرا کر اس رشتہ سے ناراضی ظاہر کردی جس سے بندگانعالی سخت متاثر ہوگئے اور باہر آکر اس پیغام کو اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ وہ ایک

ادنیٰ نایک بچے کے ساتھ قرابت قایم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی نظام علی خان نے اپنے ان ممالک کے قبض و تصرف کا سوال پیش کر دیا جن پر ٹیپو سلطان متصرف تھے۔ اس انکار سے انگریزی کمپنی کا بڑا فایدہ ہوا۔ اس واسطے کہ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ دکن ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی رئیس اپنے نواحی رئیس سے متحد رہے تاکہ ہر دو کی باہمی مخالفت سے فریق ثالث (انگریزی کمپنی) کو اس کا فایدہ حاصل ہو

اس سفارت کے جواب میں ارل کورنوالس کے ایک خط موسومہ میر عالم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کے ایلچیوں کے ذریعے کسی اقرار نامہ کی تجدید کا مسئلہ بندگانعالی کے حضور میں پیش ہوا مگر ان سفیروں کے کلام کے شاق گزرنے سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوی جب ٹیپو سلطان کے سفیروں کو یہ معلوم ہوا کہ بندگانعالی بہ نفس نفیس ٹیپو سلطان سے جنگ اور اپنے مقبوضات کو حاصل کرنے کے ارادے سے نکل رہے ہیں تو انہوں نے موید جنگ کے ذریعے اس امر کا اقرار کیا کہ قلعہ گتی سے سرحد قلعہ سرا تک وہ تمام سرکار اور پرگنے جو تنخواہ و سپاہ کے عوض میں ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پیشتر سے ان کے تصرف میں تھے حضور بندگانعالی کو تفویض کر دیں گے۔ اور اس غرض کے لئے جلد تر اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت مانگی جس پر ان سفیروں کو جاگیر و منصب کی توقع دلائی گئی اور اجازت واپسی دیدی گئی وہ موید جنگ کے ہمراہ واپس روانہ ہوئے تاکہ ٹیپو سلطان سے حکم حاصل کر کے اس علاقہ کا قبضہ ان کو دلا دیں۔

علاقہ میسور کی طرف پیش قدمی کرنے کی غرض سے نظام علی خان معہ فوج و خدم و حشم حیدرآباد سے غرۂ رجب ۱۲۰۴ھ (۱۷ مارچ ۱۷۹۰ء) کو نکلے اور گوڑدھنداس کے باغ میں قیام فرمایا۔ سفراٹیپو سلطان کے جانے کے بعد ان کے قول و قرار کے نتیجہ سے آگاہی پانے تک بندگانعالی کو یہیں ٹھیرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہر روز پائیگاہ کی گارڈیوں کی فوج کا تماشا ملاحظہ فرماتے رہے آخر ایک مہینہ کے بعد جب یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کا سفیر قطب الدین خان گتی پہنچ کر اپنے وعدے سے منحرف ہوگیا تو بندگانعالی گوڑدھنداس کے باغ سے نکل کر دریائے کرشنا کی سمت راہی ہوئے۔

مُعاہدۂ نظام علی خان و کمپنی انگریزی

جس زمانے میں ٹیپو سلطان کے سفیر حیدر آباد آئے انگریزی کمپنی کے وکیل جان کنا وی بھی یہاں تھے اور چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کے خلاف نظام علی خان کے ساتھ کوئی معاہدہ تکمیل پائے ٹیپو سلطان سے انگریزوں کی مخالفت کے جملہ وجوہ میں ایک وجہ یہ تھی کہ وہ انگریزوں کی مخالف قوم فرانسیسیوں کے ساتھ متفق تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے اثر و قوت کے تحت اطراف کے راجاؤں اور زمینداروں پر حکمران بنکر اپنے دایرہ حکومت کو وسیع کر رہے تھے جس سے انگریزی کمپنی کے مقاصد متاثر ہو رہے تھے تیسری وجہ جو ان دونوں سے پیدا ہوی اور سب سے زیادہ اہم اور منفعت بخش یہ تھی کہ ۱۱۹۶ھ (۱۷۸۲ء) میں انگریزوں نے میسور کے معزول راجہ کی بیوی کے نام سے ترمل راؤ[1] کے ساتھ ایک معاہدہ[2] کیا تھا جس کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ انگریزی کمپنی ٹیپو سلطان سے ملک حاصل کر کے رانی یا اس کے متبنی کو گدی نشین کرادے اس مقابلہ میں جب انگریزی فوج ٹیپو سلطان کو کوئمبٹور اور اس کے مضافات سے نکال دیگی تو رانی کی طرف سے تین لاکھ پگوڈا کمپنی کو

---

[1] یہ ایک برہمن اور میسور کی رانی کا وکیل تھا رانی میسور میں ٹیپو سلطان کے زیر نگرانی تھی اور اس کا وکیل ترمل راؤ تنجاور کے راجہ کے پاس رہتا تھا مدون مجموعہ عہد نامجات مسٹر ایچی سن کو اس امر کا اقرار ہے کہ اس عہد نامہ کی تکمیل کی کوئی اطلاع رانی صاحبہ میسور کو نہیں تھی۔

[2] ٹریٹیز جلد (۹) طبع ۱۹۳۱ء صفحہ (۲۲۴)۔

دئے جائیں گے اور جب انگریزی فوج بالاگھاٹ پر چڑھائی کر کے بورم پر قابض ہو جائیگی تو مزید ایک لاکھ پگوڈا دئے جائیں گے۔ اور جب میسور فتح ہو کر رانی یا اس کے متبنّیٰ کو دیدیا جائے گا تو اور ایک لاکھ پگوڈا کمپنی کو دئے جائیں گے۔ اور جب سرینگ پٹن فتح ہو جائیگا تو اور پانچ لاکھ پگوڈا دیئے جائیں گے اس کے بعد جس روز رانی یا اس کا متبنّیٰ سرینگ پٹن میں گدّی نشین ہوگا اسی دن پانچ لاکھ پگوڈا اور کمپنی کو دیئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد سے ہر سال پانچ لاکھ پگوڈا کمپنی کو دیا جایا کرے گا جس کے عوض کمپنی نے حفاظت میسور اور فوج کے قیام کی ذمہ داری اپنے پر لے لی۔ اس معاہدہ کے تحت جو مفاد انگریزی کمپنی کو حاصل ہو سکتے تھے ان کے حصول کی بہت جلدی تھی انہوں نے دوسرے رؤسا کو بھی ٹیپو سلطان کی شکست و بربادی میں اپنا شریک بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کو کام میں لایا۔ ٹیپو سلطان کے سفیروں کے حیدرآباد آنے کے بعد غالباً انگریزی کمپنی کے ہواخواہوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں جن کی تائید سے انگریزی کمپنی کو کامیابی ہوگئی۔ چنانچہ ایک معاہدہ نظام علی خان، پیشوا اور انگریزی کمپنی کے مابین طے ہوا جس کے دفعات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محض ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے مقبوضات کے تقسیم کر لینے کی نسبت طے پایا ہے۔ یہ سی یو ایچی سن کے مجموعۂ عہد نامہ جات میں موجود نہیں ہے لیکن اس کا ایک اصل مخطوطہ اور ایک مسودہ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے جس کو نقل کرنا یہاں بے محل نہ ہوگا۔

"قول و قرار دوستی اتحاد برائے دفع دشمن یعنے ٹیپو سلطان فیما بین سرکار کمپنی انگریز

سرکار نواب مستطاب معلی القاب نواب آصفجاہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوا سوئی مادھو راؤ نرائن پنڈت پردھان بہادر معرفت احترام الدولہ کپتان جان کنوی بہادر و اور جنگ بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر کہ برائے انصرام و انتظام جمیع امور در تمام بنادر ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب بادشاہ جم جاہ و پارل منٹ گریٹ برٹن مامور اند بہ بہادر موصوف مفوض گشتہ بموجب دفعات ذیل بعمل آمد ہر سہ سرکار بر آن ثابت و مستقل خواہند بود و شرایط مندرجہ آن بلا تفاوت از ہر سہ سرکار بعمل خواہد آمد۔

دفعہ اول ۔ ہر سہ عہدنامہ ہائے سابق کہ از صلابت جنگ مرحوم معرفت کرنل فوڈ در ۱۷۵۹ء و از نواب معلی القاب نواب آصفجاہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۷۶۶ء و معرفت کارپردازان جینا پٹن در ۱۷۶۸ء تحریر یافتہ و مکاتبہ گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر مرقومہ ہفتم ماہ جولائی ۱۷۸۶ء کہ بجائے عہدنامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آن دفعات کہ از روئے عہدنامہ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشد دوستی دایمی نسلاً بعد نسلٍ فیما بین ہر یک از طرفین و قایم مقام طرفین بموجب عہدنامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

دفعہ دویم ٹیپو با ہر سہ سرکار با وجودیکہ عہد داشت نقض عہد با ہر سہ سرکار نمود ازین سبب این ہر سہ سرداران متفق شدہ عزم نمودہ حتی المقدور تنبیہ او بعمل آرند کہ آیندہ برائے بدعہدی کردن در دو طاقت نتواند ماند و چون ہر سہ سرکار در این مہم شریک اند ملکے کہ ازین مہم بتصرف در آید مع آمدنی آن از وقت تصرف باخزاین و دفاین معتدبہ میان کمپنی

و نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معزبرائے شرکت درین مہم و مامور کردن فوجے معقول اقرار نمودہ اند سہ حصہ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواہد یافت مگر تعلقات پالیگران مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت مسٹر مالٹ قرار یافتہ و بحضور معلی القاب فرستادہ شدہ و باز ازین جا رفتہ اگر مصلحت شرکا داخل تقسیم نباشند مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان در ملک ٹیپو داخل شدہ شروع بجنگ و تسخیر خواہند کرد اگر پیش از آن انگریز ملک از ٹیپو خلاص کنانند در آں حصہ ہر دو سردار نیست۔

دفعہ سیوم۔ بوکلاء ہر سہ شرکا برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این مہم باشند پروانگی شود و نظر براین کہ شرکا را موافقت و اتحاد دلی ہمدیگر ہمیشہ بحال و برقرار ماند قرار یافتہ کہ در صورتے کہ فیما بین دو شریک تکرارے بمیان آید شریک سیوم کفیل باشد کہ فیما بین ہر دو شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور از روئے واجبی بر سبیل درستی رفع سازد۔

دفعہ چہارم۔ ہیچ کس از شرکا ہیچ سوال و جواب علیحدہ با ٹیپو نماید بلکہ ہر چہ پیغامے از طرف ٹیپو پیش کسے بیاید آن کس اطلاع بدیگران بدہد و مصالحہ با ٹیپو بے استرضائے ہر سہ شرکا بعمل نیاید۔

دفعہ پنجم اگر ٹیپو بعد مصالحہ بملک قدیم یا جدید از سرکار کمپنی یا سرکار نواب معلی القاب یا سرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گردد یعنے ہر گاہ ابتدائے خلل و فساد از طرف

ٹیپو باشد ہر یک از شرکا حفاظت و حراست ملک ہمدیگر از اذیت و بدعت او کفیل خواہد بود درخواست اخراجات حفاظت از ہمدیگر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رفقاء و متوسلان ہر سہ سرکار کہ ہر یک از شرکا بموجب دفعہ صدر کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود اسامی آن تعلقات بعد انجام ہم مفصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ این عہدنامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معلی القاب نزد راؤ پنڈت پردھان و دلاور جنگ نزد مسٹر مالٹ برائے اطلاع ہر دو مفرخواہند فرستاد بعد از آن دو قطعہ مزین بمہر و دستخط نواب معلی القاب پیش گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر فرستادہ شود گورنر جنرل موصوف در عرصہ چہل و پنج روز یک قطعہ را مہر و دستخط خود کردہ پیش دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفجاہ خواہند نمود و قطعہ دویم را در دفتر کمپنی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعہ مہری و دستخطی گورنر جنرل موصوف دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معلی القاب واپس خواہند گرفت۔"

یہ ممکن ہے کہ ایچی سن کو اس عہدنامہ کا کوئی نسخہ نہ ملا ہو اسی لئے وہ اس کو اپنے مجموعہ میں درج نہ کر سکے بغیر اس عہدنامہ کے ۱۷۹۰ء کے اس عہدنامہ کی تکمیل ہو نہیں سکتی جو اس کے بعد ہی اس امر کے لئے طے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے منجانب نظام انگریزی فوج کو بنگالہ سے طلب کیا جائے۔ اسی کے دفعہ پنجم میں عہدنامہ مذکورۂ بالا کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

"آنچہ غنیمت بدست جمعیت ٹپالن ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگان عالی خواہد شد سوائے خزائن و دفاین معتدبہ کہ بموجب دفعہ دویم عہدنامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یافت"

اس عہدنامہ سے یہ امر صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی عہدنامہ ہے جس کی دفعہ دوم کا حوالہ سنہ ۱۷۹۰ء کے عہدنامہ کی دفعہ پنجم میں درج ہے۔

جنگ میسور ۱۷۹۲ عیسوی
سنہ ۱۲۰۶ ہجری

ان معاہدوں کی تکمیل کے بعد میسور کی طرف پیش قدمی ہونے لگی اور جنگ کے لئے یہ چھیڑ نکالی کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے حلیف راجۂ ٹراونکور کے قلعہ کرنگانور[1] پر قبضہ کرلیا تھا۔ راجۂ مذکور کو جب اس قلعہ پر حملہ کی خبر لگی تو انہوں نے مدراس گورنمنٹ سے کمک چاہی لیکن اس گورنمنٹ کی امدادی کوشش غالباً اس جنگ میں کام نہ آسکی۔ آخر انگریزی فوج مدراس سے میجر جنرل میڈوز کے زیر کمان میسور کی طرف بڑھی انگریزوں اور نظام علی خان کے مابین ٹیپو سلطان کے خلاف تقریباً اسی زمانے میں وہ معاہدہ تکمیل پایا جس کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے اسی معاہدے کے تحت وہ اپنی کثیر فوج کے ساتھ اپنے ممالک کے جنوبی حدود کی جانب روانہ ہوئے۔ دریائے کرشنا کے قریب قلعہ پانگل میں آپ خود قیام گزیں ہوئے اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو انگریزی امدادی فوج کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقبوضات پر حملہ کے لئے روانہ فرمادیا چنانچہ میجر ہیومنگامری اپنی انگریزی فوج کو لیکر اس سرکار عالی کی فوج کے ساتھ قلعہ کپل پر حملہ آور ہوا قلعدار محصور ہوکر مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محاصرہ اس

---

[1] یہ قلعہ پہلے کوچین کے علاقہ میں تھا جس کو ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے (سنہ ۱۶۶۳ء مطابق سنہ ۱۰۷۴ھ) میں بشمول قلعہ ایاکوٹہ پرتگیزوں سے حاصل کیا تھا کہا جاتا ہے کہ راجۂ ٹراونکور نے اپنے حدود ملک کی حفاظت کے لئے ان ہر دو قلعوں کو سنہ ۱۷۸۹ء مطابق سنہ ۱۲۰۴ھ میں ڈچ سے خرید لیا تھا جب ٹیپو سلطان نے کوچین کے علاقہ کو اپنے زیر نگیں کرلیا تو انہوں نے ان قلعوں کے حصول کی کوشش کی۔

انگریزی سردار کی ناقابلیت کی وجہ سے چھ مہینے تک جاری رہا آخر ۱۸ر اپریل ۱۷۹۱ء سنہ ۱۲۰۵ھ (م ۱۴ر شعبان) کو اس قلعہ کا قبضہ ملا اس وقت میجر ہیو منگامیری سرکار نظام کی امدادی فوج کی کمان سے علیحدہ اور ان کی جگہ کیپٹن انڈرورڈیان کے قایم مقام ہوئے تھے یہ فتح اسی افسر کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ وہاں سے یہ فوج کڈپہ روانہ ہوئی اور ۵ر ستمبر ۱۷۹۱ء سنہ ۱۲۰۶ھ (م ۱۶ر محرم) کو گورم کنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں کا قلعہ نہایت مستحکم اور بلند پہاڑی پر واقع تھا جب اوایل نومبر (اوایل ربیع الاول) میں لارڈ کورنوالس[1] نے نندی درگ سے قلعہ شکن توپیں روانہ کیں تو کیپٹن رڈ نے ان سے حملہ کرکے ۶ر نومبر (م ۹ر ربیع الاول) کو قلعہ کی بیرونی فصیل کو توڑ دیا اور اس کے بعد اس قلعہ پر قبضہ کرکے سرکار عالی کی افواج کے سپرد کردیا۔ لفٹنٹ کرنل ولسن ہسٹری آف مدراس آرمی کے مولف کا بیان ہے کہ[2] ۲۰ر نومبر (م ۲۳ر ربیع الاول) کو ٹیپو سلطان کے سرداروں نے اس قلعہ پر مکر قبضہ کرلیا اور جس وقت انہوں نے قبضہ کیا ہے انگریزی امدادی فوج سرکار عالی کی فوج کے ساتھ نہیں تھی لیکن ہم کو اس انگریزی فوج کے غیاب کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ سرکار عالی کی فوج اور اس کی امدادی انگریزی فوج لازم وملزوم تھیں کیپٹن رڈ یا اس کی فوج کے خدمات اس دوران میں کہیں اور

---

[1] مدراس گورنمنٹ کی افواج انگریزی میجر جنرل میڈوز (گورنر مدراس) کے کمان میں والاجاہ آباد پہنچی تھیں کہ ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ میں خود حصہ لینے کے لئے ارل کورنوالس کلکتہ سے مدراس آئے اور میجر جنرل میڈوز کو طلب کرکے ان سے فوج کا جایزہ حاصل کرلیا جس کے بعد آئندہ فوجی پیش قدمی اور حملے ارل کورنوالس ہی کی صوابدید پر منحصر رکھے گئے۔

[2] ہسٹری آف مدراس آرمی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔

طلب بھی نہیں کی گئی تھیں اگر ایسا ہوتا تو ولسن اس کے وجود غیر حاضری کو ضرور بتاتا یا وہ مقام بتاتا جہاں وہ یا اس کی فوج بھیجی یا متعین کی گئی تھی۔ محض عدم موجودگی بتا دینے سے یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ اگر انگریزی فوج ہوتی تو اس قلعہ پر ٹیپو سلطان کا قبضہ نہ ہو سکتا بہرحال اس قلعہ پر ۲۵ دسمبر ۱۷۹۱ء (م ۲۸ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ) کو مکرر قبضہ حاصل کر لیا گیا۔

ٹیپو سلطان نے جب دیکھا کہ ان کے علاقہ میں چار طرف سے حملہ کیا جا رہا ہے تو مجبوراً ان کو دائرۂ جنگ تنگ کرنا پڑا تاکہ اپنی مجموعی قوت کو ایک جگہ کر کے ہر مقابلہ کا جواب دیا جا سکے۔ چنانچہ وہ لڑتے لڑتے ہٹتے ہوئے اپنے دار السلطنت سرینگ پٹن پہنچ گئے اور اس کے اطراف کے ایک سو اٹھائیس دمدمے اور متریوں پر اپنی افواج کو تقسیم کر دیا جب ارل کورنوالس بڑھتے ہوئے سرینگ پٹن سے قریب پہنچے تو برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا اور سامان رسد کی کمی اور بدقت فراہمی سے فاقہ کشی کی نوبت آ رہی تھی اور حملہ میں تیزی کر کے لارڈ صاحب جنگ کو ختم کر نہیں سکتے تھے کہ مقابلہ بھاری تھا۔ اور ان کو اپنے ایک حلیف ہری پنت (سردار مرہٹہ فوج) کا انتظار تھا کیونکہ پیشوا کی فوج انہیں کے تحت انگریزوں کی مدد پر آ رہی تھی اور یہ خبر نہیں تھی کہ وہ کدھر ہے اور کب تک آ سکے گی اس لئے کورنوالس نے اپنی فوج کو بنگلور واپس ہونے کا حکم دیدیا۔ انگریزی فوج کے بنگلور واپس ہونے کی اطلاع ملتے ہی نظام علی خان نے اپنی سابقہ فوج کی کمک کے لئے میر عالم کو مزید فوج کے ساتھ بھیجا اور ان کے بعد ۱۰ صفر ۱۲۰۶ھ (م ۶ اکتوبر ۱۷۹۱ء) کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ کو بھی روانہ فرمایا جن کی رکاب میں اعظم الامرا اور دوسرے

امیر بھی اپنی اپنی فوج کے ساتھ تھے وہ ۲۵ جنوری ۱۷۹۲ء (م ۳۰ جمادی الاول ۱۲۰۶ھ) کو مقام ماگیری پر لارڈ کورنوالس سے ملے۔ ختم بارش پر ارل کورنوالس کی فوج سرکار نظام کی سابقہ فوج کے ساتھ بنگلور سے نکل کر آگے بڑھی اور ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ (م ۵ فروری ۱۷۹۲ء) کو سرینگ پٹن کے مقابل پہنچی۔ سرکار عالی کی فوج سرینگ پٹن سے چار کوس پر ایک نالے کے کنارے اتری جہاں سے داہنی جانب موتی تالاب تقریباً دو میل تھا۔ ۱۱ جمادی الثانی کی شب میں ہی ٹیپو سلطان نے فوج طلایہ پر چھاپہ مارا لیکن انگریزی فوج کی بیداری و ہوشیاری سے کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ (م ۶ فروری ۱۷۹۲ء) کو انگریزی فوج نے ٹیپو سلطان کے دمدموں پر شبخون مارا ٹیپو سلطان نے قلعہ سرینگ پٹن سے آٹھ ہزار گولے برسائے لیکن سب بے سود ثابت ہوئے۔ تمام متریوں اور دمدموں پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔

اب سرینگ پٹن کے محاصرے کی تدبیریں ہونے لگیں لفٹنٹ چامرس اور ناش کو (جنہیں دوران جنگ میں اسیر کرلیا گیا تھا) ٹیپو سلطان نے ۸ فروری ۱۷۹۲ء (م ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ) کو رہا کرکے ان کے ذریعے ایک خط موسومہ ارل کورنوالس روانہ کیا جس میں انہوں نے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی لیکن اس خط پر کوئی توجہ کرنے کے عوض یہ تصور کرلیا گیا کہ مصالحت[1] کے حیلے میں ٹیپو سلطان اپنے حالات درست کرنے کے لئے وقت نکالنا چاہتے ہیں اور اسی لئے سرینگ پٹن کے محاصرہ کے لئے پیش قدمی ہونے لگی۔ حالانکہ اسی تاریخ ٹیپو سلطان نے اپنی تمام متریاں جو دریائے کاویری کے پار تھیں

---

[1] ہسٹری آف بنگال آرنلڈ جلد اول صفحہ ۱۴۷

خالی کردی تھیں۔ اس کے بعد بھی تقریباً دو ہفتے جانبین سے مقابلے ہوتے رہے۔
۲۲ فروری (م ۲۸ جمادی الثانی) کو ٹیپو سلطان نے علاقہ بمبئی کی انگریزی فوج پر ایک پُرزور حملہ کیا جو شام تک برابر جاری رہا جس میں طرفین سے بہت سارے کام آئے
اسی تاریخ پھر ٹیپو سلطان کی طرف سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور ابتدائی شرائط صلح تجویز کر کے ارل کورنوالس نے ان کے پاس روانہ کئے جس کے یہ پانچ شرائط تھے

(۱) ٹیپو سلطان کے مقبوضات کا نصف حصہ متحدین کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) تین کروڑ تیس لاکھ روپے متحدین کو دیئے جائیں جن میں سے ایک کروڑ سینتیس لاکھ روپے فوراً ادا کر دیئے جائیں اور باقی مساوی اقساط میں جس میں سے ہر ایک چار چار مہینے سے زیادہ میعاد پر نہ پہنچے۔

(۳) ہر فریق صلح کی وہ رعایا جو حیدر علی خان کے زمانے سے دوسرے کے پاس اسیر و محبوس ہے رہا کر دی جائے۔

(۴) تا تکمیل و تعمیل شرائط مذکورہ ٹیپو سلطان کے دو لڑکے بطور یرغمال متحدین کے پاس رہیں اور جب وہ متحدین کے پاس آجائیں تو جنگ موقوف ہو گی۔

(۵) جب ان شرائط مذکورہ کا اقرار نامہ ٹیپو سلطان کی مہر و دستخط سے آجائے تو ایک ایک نقل متحدین ثلثہ کے پاس سے تکمیل کرا کے بھیجدی جائیگی اور بعد موقوفی جنگ ایک عہد نامہ اتحاد حسب تجویز فریقین تکمیل کیا جائے گا۔

اس عہد نامہ کے موجب ٹیپو سلطان نے اپنے فرزندوں (عبدالخالق و معزالدین) کو

انگریزی کیمپ میں روانہ کیا جس کے بعد ادائی رقم نقد اور ممالک مفوض شدنی کے جمع خرچ کی تفصیل میں پندرہ سولہ روز کا توقف ہوا۔ ممالک کے جمع کامل کے صحیح افراد تیار کرنا وقت طلب تھا اس لئے اس میں تاخیر کا امکان بھی تھا لیکن نقد رقم کی ادائی میں جو توقف ہوا اس کے خاص اسباب معلوم ہوتے ہیں پہلے تو یہ کہ عہدنامۂ مذکور[1] میں رقم ادا شدنی جملہ تین کرور تیس لاکھ بتائی گئی اور تفصیل ادائی جو اسی کے ساتھ بتائی گئی ہے اس سے اس کی جملہ میزان صرف تین کرور آتی ہے۔ اور صاحب توزک آصفیہ نے فوری ادائی کی رقم ایک کرور پچاس لاکھ[2] بتائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس رقم کی ادائی میں جو کچھ سونا اور اشرفیاں ٹیپو سلطان نے ادا کیں اس میں نرخ کا اضافہ کر کے مجموعی رقم دو کرور شمار کیا جس کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا تھا یہ ممکن ہے کہ ٹیپو سلطان نرخ میں اضافہ بتا کر زیادہ رقم کی ادائی کا ادّعا کرتے ہوں لیکن عہدنامہ ابتدائی میں رقم کے لکھنے میں غالباً ایچی سن سے تسامح ہو گیا ہے اسی وجہ سے طباعت میں بھی غلطی ہو گئی ہے جس کی اصلاح بعد میں نہ ہوئی اس کو ہم جامع عہدنامجات کا تسامح اس وجہ سے تصور کرتے ہیں کہ خود ریاست میسور کی تاریخ نشان حیدری میں بھی اس رقم کی مقدار تین کرور بتائی گئی ہے اور اسی قدر رقم کے محاصلی مقبوضات کے تفویض کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

---

[1] مجموعہ عہدنامہ جات جلد چہارم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۳۲

[2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۵۴

[3] نشان حیدری صفحہ ۳۶۵

بہرحال عہدنامہ ابتدائی کے بعد ۱۸ر مارچ ۱۷۹۲ء (م ۲۴ر رجب ۱۲۰۶ھ) کو معاہدہ آخر تکمیل پایا جس کی رو سے بقیہ امور کا تصفیہ ہوا اور اسی کی رو سے ان مواضعات کی قرارداد ہوئی جنکو ٹیپو سلطان نے اپنے قبضہ سے علیحدہ کر کے متحدین کے سپرد کیا تھا اور ہر ایک فریق اتحاد کے حصہ میں اس کے حدود کے متصلہ مواضع آئے چنانچہ نظام علیخان کے حصہ میں کڑپہ، تاڑپتری، تارمری، بلاری وغیرہ آئے جن کا مجموعی محاصل تیرہ لاکھ سولہ ہزار چھ سو چھٹھ پگوڈا سالانہ تھا۔

اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سکندر جاہ ۲ر شعبان ۱۲۰۶ھ (م ۲۶ر مارچ ۱۷۹۲ء) کو سرینگ پٹن سے واپس ہوئے اور اسی روز ارل کورنوالس بھی لوٹے راستہ میں کچھ دور ہمراہ رہے سکندر جاہ نے ارل صاحب مذکور و دیگر انگریز عہدہ داران کی دعوت بھی کی۔ اس دوران میں یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان پانگل میں مرض استسقا سے علیل ہو گئے جس کی وجہ سے حضور حیدرآباد واپس ہوئے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی سکندر جاہ و اعظم الامرا منازل جلد جلد طے کرتے ہوئے بندگانعالی کے پہنچنے کے دوسرے ہی روز ۱۲ر رمضان ۱۲۰۶ھ (م ۴ر مئی ۱۷۹۲ء) کو حیدرآباد پہنچے اور فتح کی نذریں پیش کیں۔

جنگ کھڑلہ

کھڑلہ کی جنگ کے اسباب تقریباً دس سال سے نظام علی خان نے پیشوا کو چوتھ اور سردیسمکھی کی رقم ادا نہیں کی تھی پیشوا نے اس کی ادائی کی نسبت توجہ دلانے کی غرض سے ۱۷۹۱ء (م ۱۲۰۶ھ) میں گوبند راؤ کالے اور گوبند راؤ پنگلے کو وکالتہً بھیجا نظام علی خان نے اس مطالبے کے جواب میں اپنے چوتیس مطالبات مرہٹہ ریاست پر قائم کر دیئے۔ جن میں اُن رقوم کی بابت بھی مطالبے تھے جو مرہٹوں نے ناجائز طور پر نظام علی خان کے علاقے سے حاصل کر لی تھیں۔ اور ان کے علاوہ اُن علاقوں کا محاصل بھی تھا جن پر وہ بلا استحقاق قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہیں مطالبات میں اُن نقصانات کا معاوضہ بھی تھا جو اُن کے زیر اثر پنڈاریوں کے حملوں سے نظام علی خان کے مقبوضات میں پہنچے تھے۔ ان مطالبات کے جواب میں نانا فرنویس نے اٹھائیس دلایل کے تحت اپنے مطالبات کا وجوب ثابت کیا جن میں سے بعض کو نظام علی خان نے تسلیم کیا اور بعض کو رد کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ جنگ میسور کے اختتام کے بعد ہی تصفیۂ معاملہ کے لئے کسی شخص کو مقرر کر دیں گے اور غالباً اس موقع پر ان کا خیال تھا کہ وہ اس کے تصفیہ کے لئے انگریزوں کو ثالث بنائیں گے۔

مرہٹوں کے مقابلہ میں انگریزوں کا نظام کی مدد سے انکار ارل کورنوالس نے میسور کی جنگ کے بعد ہی

نظام علیخان اور پیشوا وغیرہ کے ساتھ ایک معاہدہ بنام ٹرپٹی آف گارنٹی (عہدنامہ کفالت) تجویز کر کے اپنی اعلیٰ گورنمنٹ میں پیش کیا جس کی رو سے بوقت ضرورت ہر ایک فریق کی مدد دوسرے کو لازم آتی۔ اس موقع پر گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ کسی[1] جنگ میں جو آئندہ کبھی کسی ریاست سے ہو فوجی امداد کے لئے انگریزی کمپنی سے معاہدہ کرنے کے لئے نظام علی خان نے کوشش کی لیکن ہم ڈف کے اس بیان سے اس وجہ سے متفق نہیں ہیں کہ ۱۱۸۱ھ (م ۱۷۶۸ء) کے معاہدہ کی چھٹی شرط کی رو سے انگریزی کمپنی کے لئے جنگ کے وقت نظام علی خان کی فوجی مدد کرنا لازم تھا کیونکہ اس کی تنسیخ یا تبدیل کسی عہدنامہ مابعد سے نہیں ہوئی تھی

نظام علی خان کے خلاف راجہ سندھیا کی ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی

جب مرہٹہ سرداروں کو یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان انگریزی کمپنی کو ثالث بنانے یا ان سے تائید حاصل کرنے والے ہیں تو اُن میں سے راجہ سندھیہ نے بندگانعالی کے خلاف ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی شروع کی ٹیپو سلطان بہت خوشی سے اور بہت جلد اُن کے ساتھ متفق ہو جاتے لیکن اس وقت اُن کی حالت نازک تھی ایک تو اس وجہ سے کہ حال ہی میں وہ اپنے اخراجات جنگ کو برداشت کرنیکے علاوہ صلح میں بھی ایک معقول رقم ادا کر کے بہت زیر بار ہو گئے تھے اور اپنے ملک کا نصف حصہ کھو چکے تھے اور دوسرے یہ کہ ابھی ان کے لڑکے (جو تعمیل عہدنامہ کے تحت انگریزی کمپنی کے حفظ و امان میں تھے) انگریزوں کے پاس سے واپس نہیں ہوئے تھے۔ ان وجوہ سے ٹیپو سلطان کو مرہٹوں کے ساتھ متفق ہونے میں تامل تھا۔

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد ۲ صفحہ ۲۳۹

نظام علی خان کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ

جب انگریزوں کو اس کا علم ہوا کہ مرہٹہ سردار ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی کر رہے ہیں تو انہوں نے نظام علی خان سے کنارہ کشی کر لی جس سے یہ غرض تھی کہ دکن کے دیسی رؤسا میں سے ٹیپو سلطان تو کمزور ہو چکے تھے اب پیشوا اور نظام علی خان باقی رہے تھے اور دونوں میں باہمی مطالبات کی بنا پر یہ گمان تھا کہ کوئی جنگ ضرور ہوگی جس میں کسی ایک فریق کا دوسرے پر غالب آجانا اور فریق مغلوب کا کمزور ہو جانا اور ہر ایک فریق کا زیر بار ہونا متیقن تھا جس کے بعد کمزور فریق کی حمایت میں معقول طور پر جلب منفعت کی توقع تھی۔ آخر سر جان شور نے بحیثیت گورنر جنرل نظام علی خان اور پیشوا کے معاملات میں مداخلت کرنے سے صراحتاً انکار کر دیا۔ سر جان شور کے جواب صاف سے قبل ہی میر عالم کو نظام علی خان نے سفیر بنا کر پونہ روانہ کیا تھا تاکہ مناسب طریقے سے پیش پا افتادہ معاملہ کا تصفیہ کریں اور اس تصفیہ میں اپنے ثنا سائیوں اور ملاقات کو کام میں لا کر وہاں کے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر مالٹ وغیرہ سے بھی تائید حاصل کریں لیکن شدنی یہ تھی کہ باہمی جنگ ہو جس کے لئے اسباب بھی ایسے ہی پیدا ہو رہے تھے جب سر جان شور کی طرف سے جواب صاف مل گیا تو مرہٹوں کو اپنے مطالبات میں استبداد اور مبادرت کا موقع ملا چنانچہ ان کے وکلاء نے بر سر دربار نظام علی خان سے تصفیۂ مطالبات کا تقاضا کیا جس پر مدار المہام وقت ارسطو جاہ نے بری طرح تند کلامی کی اور وکلاء کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا۔

اب فوج کی فراہمی کی ضرورت تھی انگریزی کمپنی نے اپنی تائید سے تو معذرت کر لی تھی

اس لئے نظام علی خان نے اپنی فرانسیسی تعلیم یافتہ فوج میں (جو ۱۷۸۶ء سے موسیٰ ریموں کی کمان میں تھی) اضافہ کیا۔ یہ فوج جنگ ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پانچ ہزار سپاہیوں پر مع عہدہ داران مشتمل تھی اب اس کی تعداد دس ہزار تک بڑھادی گئی۔ اور حسب بیان گلزار آصفیہ ارسطو جاہ نے معقول رقم کے لالچ پر مہادیو جی سندھیہ[1] کو اپنے ساتھ متحد کرلیا جو اس زمانہ میں شاہجہاں آباد میں مقیم تھے جب بندگانعالی کو یہ اطلاع ملی کہ مہادیو جی سندھیہ اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی خاطر ہندوستان سے دکن آرہے ہیں تو وہ بھی ۲۷ شعبان ۱۲۰۵ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۱ء) کو جنگ کے لئے حیدرآباد سے نکلے اور ۱۱ رمضان ۱۲۰۷ھ (م ۱۲ اپریل ۱۷۹۲ء) کو بیدر پہنچے۔ یہاں یہ اطلاع ملی کہ مہادیو جی سندھیہ کا انتقال ہوگیا جس سے خود بندگانعالی کو اور ان کے ساتھ ارسطو جاہ کو بھی پیش پا افتادہ مہم کی نسبت فکر و تردد لاحق ہوا۔ ارسطو جاہ نے مہادیو جی سندھیہ کے فرزند دولت راؤ سندھیہ کو اس کے باپ کی مراسلت کا اظہار کرکے اپنے ساتھ متحد کرلینا چاہا لیکن نانا پھڑنویس کی تیزی اور چالاکی سے وہ ان کے ساتھ متفق نہ ہوسکا آخر وہاں سے تمام لشکر کے ساتھ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ[2] (م ۴ ڈسمبر ۱۷۹۴ء) کو نکل کر پونہ کی سمت دریائے مانجرا کے کنارے کنارے بڑھنے لگے۔ پیشوا پونہ سے جنوری ۱۷۹۵ء (م رجب ۱۲۰۹ھ) میں نکلے ان کے ساتھ جملہ فوج ایک لاکھ تیس ہزار تھی

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ (۸۴)

[2] صاحب گلزار آصفیہ بیدر سے نکلنے کی تاریخ ۱۳ شعبان ۱۲۰۹ھ بتاتا ہے جو قرین قیاس نہیں ہے۔

مختلف مرہٹہ سرداروں میں سے دولت راؤ سندھیہ کی فوج کا بڑا حصہ باقاعدہ فوج پر مشتمل تھا۔ پنڈاری قزاق علیحدہ تھے جو صرف فریق مقابل کے مقدمہ پر چھاپے مارنے کے لئے معین کئے گئے تھے۔ مرہٹہ سردار جدا جدا رستہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود میں داخل ہونے لگے۔ اور ایک لاکھ دس ہزار سوار معہ ڈیڑھ سو ضرب توپ کے راست نظام علی خان کے مقابلے میں بڑھے۔

جنگ کی تفصیل | صاحب حدیقۃ العالم کا بیان ہے کہ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (م ۱۸ دسمبر ۱۷۹۴ء) کو پنڈاریوں کے سوار سرکار عالی کی فوج سے قریب آگئے اور اطراف میں لوٹ مار مچادی۔ ۱۰ شعبان ۱۲۰۹ھ (م ۲ مارچ ۱۷۹۵ء) کو بندگانعالی کی فوج نے کوہ موہیری کے گھاٹ کو عبور کر کے پائین گھاٹ کی ندی پر قبضہ کرلیا۔ ۱۹ شعبان کو مرہٹہ فوج سے مقابلہ ہوا جس میں مرہٹہ سردار پرسرام بھاؤ زخمی ہوا۔ اور قریب تھا کہ مرہٹہ فوج کے قدم اکھڑ جاتے لیکن عین وقت پر تازہ کمک مرہٹہ فوج کو مل گئی اور نظام علی خان کی حملہ کن فوج کو کمک نہیں پہنچی جس سے سرکار عالی کی افواج کو ہٹ آنا پڑا جس کے بعد مغرب تک مقابلے ہوتے رہے۔ آخر بعد مغرب نظام علی خان معرکہ جنگ سے برخواست کر کے قلعہ کھرلہ[2] میں (جو قریب ہی واقع تھا) اقامت گزیں ہوئے۔ گرانٹ ڈف نے

---

[1] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ (۸۹-۹۰)

[2] یہ احمد نگر کے جنوب مشرق میں ۵۶ میل پر ایک موضع ہے جو عرصہ سے مرہٹہ خاندان نمبالکر کے تصرف میں تھا موضع مذکور کے جنوب مشرق میں اس کا قلعہ واقع ہے جسے نمبالکر ہی کے خاندان میں سے کسی نے ۱۷۴۵ء (م ۱۱۵۸ھ) میں تعمیر کرایا تھا۔

تفصیل جنگ اس طرح بتائی ہے کہ پیشوا کی فوج کوہ موہیری پر اتر آئی جس کے بعد ہری پنت کے فرزند بابا راؤ نے نظام علی خان کی فوج پر اس وقت حملہ کیا جب کہ وہ گھاٹ سے اتر رہی تھی لیکن وہ نقصان اٹھا کر پسپا ہوا جس کی خوشی میں نظام علی خان نے اسی شب دربار کیا اور فتح کی نذریں لیں۔ اس واقعہ کے دوسرے روز جب بندگانعالی کی افواج کھڑلے سے پورندیہ کی طرف بڑھنے لگیں تو اُن کی داہنی طرف سے مرہٹہ فوج نے حملہ کر دیا جس پر نظام علی خان نے اپنے ہاتھی کو روک لیا اور فوراً اسد علی خان کے رسالے کو ریموں کی باقاعدہ سترہ ہزار کی فوج کے ساتھ مرہٹہ افواج پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پرسرام بھاؤ اس فوج کا مقابل ہوا۔ اس موقع پر مرہٹہ فوج کی ترتیب نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھڑلہ

سنہ ۱۲۰۹ھ م سنہ ۱۷۹۵ء

میمنہ	قلب	میسرہ
راگھوجی بھونسلہ	پرسرام بھاؤ پیشوا سوائی مادھوراؤ ہولکر	دولت راؤ سندھیہ

پرسرام بھاؤ مقابلے میں کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ لال خان بلوچی کے تحت پٹھانوں کی ایک ٹکڑی اس پر حملہ آور ہوئی اور بہت سارے مرہٹوں کو کاٹتے ہوئے پرسرام تک

لہ ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد (۲) صفحہ (۲۴۸)

پہنچ گئی۔ اور خود لال خان نے پرسرام بھاؤ کو اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے نیچے کھینچ کر زخمی کر دیا لیکن قبل اس کے کہ اس کا کام تمام کرے بھاؤ کے لڑکے نے آگے بڑھ کر لال خان پر وار کیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد بھی پٹھان جماعت پسپا نہ ہوی بلکہ آگے بڑھی گئی۔ اور اپنی زد و برد سے غنیم کی فوج میں ایک تھلکہ ڈال دیا اس پٹھان جماعت کی کمک پر الف خان نواب کرنول اور صلابت خان فرزند اسمٰعیل خان بنی تھے۔ مرہٹہ فوج بھاگنے لگی اور بابا راؤ پھڑکیہ بھی بھاگنے ہی کو تھا کہ جو بانجشی نے اُسے برا بھلا کہہ کر روکا عین ایسے موقع میں جبکہ نظام علی خان کی فرانسیسی فوج موسیٰ ریموں کے تحت اپنی مقابل فوج سے لڑنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی رگھوجی بھونسلہ نے بان چھوڑے اور ٹھیک اسی وقت مرہٹہ سردار موسیٰ پیروں نے پینتیس ضرب توپ ایک دم داغے جس پر اسد علی خان کا رسالہ منہزم ہو کر لوٹا البتہ موسیٰ ریموں اپنی پیدل فوج کو لیکر مقابلے پر اڑا رہا اس عرصہ میں نظام علی خان کھڑلہ واپس ہو چکے تھے۔ شام تک موسیٰ ریموں اپنی فوج سے مقابلہ کرتا رہا آخر پاس ہی کی ندی کی گزرگاہ میں اپنی فوج کے ساتھ پڑا رہا لیکن کچھ رات گزرنے کے بعد جب مرہٹہ فوج طلایہ کا ادھر گزر ہوا تو اس نے صرف رفع شبہ کے لئے بندوقیں فیر کیں جس پر موسیٰ ریموں کی فوج نے بے ترتیبی سے بندوقیں چھوڑیں جس سے خود اسی فوج میں ایک حواس باختگی پیدا ہو گئی بندوقوں کی تا بڑتوڑ آواز نظام علی خان کے پڑاؤ تک پہنچی تو خیال ہوا کہ مرہٹہ فوج رات میں بڑھی آرہی ہے اس لئے بندگانعالی اپنے مقام سے اٹھ کر قلعہ کھڑلہ میں قیام گزیں ہوئے جب صبح ہوئی تو مرہٹوں نے دیکھا کہ

میدان میں توپ اور بندوق اور سامان وغیرہ ایسا ہی پڑا ہوا ہے جیسا کہ کسی فوج کی ہزیمت میں ہوا کرتا ہے اور جاسوسوں کے ذریعے یہ پرچا لگا کہ خود نظام علی خان بھی قلعہ کھڑالہ میں متحصن ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پاس بہ مشکل تمام فوج کا دسواں حصہ باقی رہا ہے۔ معاً مرہٹہ فوج قلعہ کے قریب تک بڑھ آئی اور گولندازی شروع کر دی جو دو روز تک جاری رہی آخر نظام علی خان کو صلح کی سلسلہ جنبانی کرنی پڑی۔

کھڑلے کی جنگ میں نظام علیخاں کی شکست کا سبب

صاحب گلزار آصفیہ اس شکست کی توجیہہ یہ بیان کرتا ہے کہ ارسطوجاہ کی مخالفت و عداوت میں بعض سرکار عالی کے نمک حرام عہدہ داروں نے تھوڑی سی رقم کے لالچ پر مرہٹہ سرداروں سے ساخت باخت کر لی جس سے نظام علی خان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کی تائید و تصدیق اُس بیان سے بھی ہوتی ہے جو ارسطوجاہ اور نانا پھڑنویس کے مابین ہوا جب کہ ارسطوجاہ تحت صلح نامہ مرہٹوں کے اسیر کی حیثیت سے اس کے پاس پہنچے تھے چنانچہ سب سے پہلے نانا فرنویس نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ

"نواب صاحب۔ ہمارے سات لاکھ روپیوں نے جو کام کیا ہے آپ کے ایک کروڑ روپے نے نہیں کیا۔"

اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ مہادیو جی سندھیہ کو فراہم کرنے میں ارسطوجاہ نے ایک کروڑ روپیہ صرف کیا تھا اور اسی لالچ یا اثر کے تحت وہ اپنے ہم قوموں کے خلاف

لہ گلزار آصفیہ صفحہ (۸۴)

نظام علی خان کے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے ہندوستان سے دکن آرہے تھے اور برخلاف اس کے نانا پھڑنویس نے صرف ساتھ لاکھ روپے کے صرفہ سے عہدہ داران سرکار عالی کو اپنا کرلیا تھا جن کی نمک حرامی سے اس جنگ میں نظام علی خان کو ناکامی ہوئی

صلح نامۂ کھرڑلہ کے شرائط | محاصرے کے تیسرے روز صلح کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور کشن راؤ بلال پنڈت پردھان کے وکیل کی حیثیت سے شرائط صلح لیکر آیا جو حسب ذیل تھے۔

(۱) نظام علی خان اپنے مدار المہام ارسطو جاہ کو مرہٹوں کے حوالے کردیں۔

(۲) وہ تمام حصۂ ملک جو دریائے تاپتی سے لیکر جنوب میں پورندیہ کے حدود تک ہے مرہٹوں کے تفویض کردیں۔

(۳) قلعہ دولت آباد اور وہ علاقہ بھی جس پر سداشیو راؤ بھاؤ نے ۱۷۶۰ء عیسوی (م ۱۱۷۴ھ) میں قبضہ کیا تھا دے دیں۔

(۴) بقایا، چوتھ اور اخراجات جنگ کی بابت جملہ تین کروڑ روپیہ ادا کریں۔

(۵) گنگرتی متصل علاقہ بھونسلہ سے ساڑھے تین لاکھ محاصل کا علاقہ سپرد کردیں

(۶) رگھوجی بھونسلہ کو انتیس لاکھ روپیہ ادا کریں جو نظام علی خان کے ذمہ واجب الادا تھا

(۷) ان تمام شرائط کی ایفاء کے بعد نظام علی خان حسب عملدرآمد قدیم برار کے محاصل کے (نابحد حصہ مقررہ) وصول کرنے کے مقتدر رہیں گے۔

اس صلحنامہ کی تکمیل ۹ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو ہوئی۔ ۱۲ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۲ اپریل ۱۷۹۵ء) کو نظام علیخاں وہاں سے نکلکر، شوال ۱۲۰۹ھ م ۲۷ اپریل ۱۷۹۵ء کو حیدرآباد پہنچے

انگریزی فوج کی برطرفی

انگریزوں سے نظام علی خان کی ناراضی نظام علی خان کھڑلہ کی جنگ میں انگریزوں کے انکار اعانت سے ناراض ہو گئے تھے ان کی ناراضی بجا اس واسطے تھی کہ کمپنی سے اب تک جتنے معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۱۹۵ھ م ۱۷۸۱ء کے عہدنامہ میں بعوض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت مستعد و آمادہ رکھے گی اور جس سال نظام کو ضرورت نہ ہو تو اس سال صرف تین سرکاران (راجمندری، ایلور، مصطفےٰ نگر) کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیشکش دیگی۔ لارڈ کورنوالس نے جو ۱۲۰۲ھ م ۱۷۸۸ء میں بتصریح عہدنامہ مذکور لکھا ہے اس میں بھی اس عہدنامہ کی توثیق کی ہے تنسیخ نہیں کی اور ۱۲۰۴ھ م ۱۷۸۹ء کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی صریحی تنسیخ نہیں ہوئی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض و تصرف میں تھے۔ پس اس عہدنامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہیئے تھا کہ اگر اپنی طرف سے کسی فوجی مدد کا دینا مناسب تصور نہ کرتی تھی تو سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج ہی کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اور اگر اس کو بھی دینا نہیں چاہتی تھی تو اس عہدنامہ کے دفعہ سیوم کے اعتبار سے جو اوراق گزشتہ میں (از صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۵) درج ہے اس کو چاہیئے تھا کہ مرہٹوں اور نظام کے درمیان

دخیل ہوکر بیچ بچاؤ کر دیتی لیکن یہ مداخلت ان کے جدید قرار دادہ اصول کے خلاف تھی اگر اُن پر کاربند نہ ہوتی تو کمپنی کی بدنامی کا ایک سبب نجاتی۔ اسی لئے کمپنی نے اس معاہدہ سے قطع نظر کر کے عدم مداخلت یا غیر جانب داری اختیار کر لی اور نظام علی خان کو جواب صاف دیدیا۔ اور جب کھڑلے کی جنگ میں ان کو شکست ہوگئی تو وہ کمپنی کے نقض عہد سے اور زیادہ پُر دل ہوگئے۔ اور انگریزی فوج کو یرطرف کر کے اپنے پاس سے کمپنی کے علاقہ میں واپس چلے جانے کا حکم صادر فرمایا اور موسیٰ ریموں کے تحت فرانسیسی فوج میں اضافہ کی نسبت احکام دیئے۔ اور اس کی تنخواہ میں ریاست کا ایک مرکزی علاقہ (مید ک) بطور تعہد موسیٰ ریموں کو دیدیا گیا تھا جس کے لئے ایک زمانہ میں موسیٰ بوسی بہت متوقع تھا اس برطرفی اور فرانسیسی فوج میں اضافہ کی اطلاع جب عہدہ داران کمپنی کو ملی تو ان کے رزیڈنٹ ولیم کرک پیاٹرک المخاطب بہ شوکت جنگ نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے۔ ذریعۂ مراسلہ[1] مورخہ ۲۹ ڈسمبر ۱۷۹۵ء (م ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ) میر عالم کو (جو انگریزی رزیڈنٹ اور مدار المہام سرکار عالی کے مابین وکیل تھے) لکھا کہ یہ قیاسات سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان محض خیر خواہی عامۂ رئیسان و فواید عموم خلائق کی بناء پر نزاع و نفاق پھیلا ہوا ہے اس قوم کو اس طرح ترقی و اقتدار دینا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس سے کوتاہ بینوں کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے۔ اسی زمانے میں اس فرانسیسی فوج کے

---

[1] نقل خط کے لئے ملاحظہ ہو "میر عالم" صفحہ (۵۰)

ایک حصہ کو سرکار عالی کی طرف سے کڑپہ اور کھم میں متعین کیا گیا تھا تاکہ اس فوج کے ذریعے ان مخالفین کا سدباب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی پر دست درازی کریں چونکہ یہ تعلقے انگریزی کمپنی کے حدود سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس کا اظہار ان کی یادداشت مورخہ ۱۵ جون ۱۷۹۵ء سے ہوتا ہے جو یہ ہے۔

"یہ کارروائی ناجائز نہیں بھی تو شبہ انگیز ضرور ہے موسیٰ ریموں کی فوج کو وہاں سے واپس بلا لینے کے لئے نظام کو مایل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

یہی نہیں بلکہ کھم میں ایک اور حصہ فوج روانہ کر کے سابقہ متعینہ فوج میں اضافہ کرنے کے لئے کمپنی سے پروانہ راہداری بھی طلب کیا گیا تاکہ نئی پہنچنے والی فوج حدود کمپنی میں سے آسانی کے ساتھ مقام متعینہ پر پہنچ سکے جس کے جواب میں کئی وجوہ کی بناء پر انگریزی ریذیڈنٹ نے اجراء پروانہ سے انکار کر دیا۔

جب انگریزی فوج کی برطرفی کا فرمان بغرض تعمیل میر عالم کے پاس پہنچا تو انہوں نے بہ حیثیت وکیل اس حکم پر نظر ثانی کے لئے معروضہ کیا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی سے ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و صولت قایم ہے اس حکم سے بندگانعالی کا رعب داب ان کے دلوں سے اور ریاست کے دشمنوں سے اٹھ جائے گا اور مہمات و حادثات پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائے گا مگر راجہ شامراج بہادر راجوار سطوجاہ کے

غیاب میں امور دیوانی کے اجراء کے ذمہ دار تھے) نظام علی خان کے صلاح کار تھے اور اس فوج کے مامور رکھنے میں اسراف ظاہر کرتے تھے کہ وہ فوج اپنی ضرورت کے وقت بھی اپنی مرضی کے تحت کام نہ آسکتی تھی چنانچہ حالیہ جنگ کھڑلہ میں اس سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ آخر راجہ صاحب مذکور ہی کی صلاح کے موافق برطرفی کے احکام بحال رہے اور انگریزی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا گیا۔

نظام علی خان کے فرزند اکبر عالیجاہ کا خروج

انگریزی فوج کی برطرفی کے بعد ایک غیر متوقع واقعہ پیش آیا یعنے صاحبزادہ اکبر عالیجاہ[1] نے ۹ ذیحجہ ۱۲۰۹ھ (م ۲۷ جون ۱۷۹۵ء) کو شب عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا۔ اور ایک معقول فوج فراہم کر بیدر کی طرف نکل گئے اور وہاں پہنچ کر قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے ساتھ سد اسیو رڈی، غالب جنگ، سیف جنگ، بدیع الزماں خان ناظم جنگ بھی شریک ہوگئے تھے۔

ان صاحبزادے صاحب کی تادیب کے لئے سدی عبداللہ خان جمعیت جوانان بار کے ساتھ متعین کئے گئے تھے جو اپنی فوج کے ساتھ صاحبزادے صاحب کے عقب میں قافلہ جو تھے۔ سد اسیو رڈی ایک روز بحالت غفلت اس سرکاری فوج پر ٹوٹ پڑا۔ جس سے سرکاری فوج منتشر ہوگئی اور خود سدی عبداللہ خان بھی بری طرح زخمی ہوئے اور ان کے اہل وعیال کو سد اسیو رڈی نے اسیر کرلیا۔ اس کی اطلاع پر نظام علی خان نے بصلاح امتیاز الدولہ ممتاز الامرا عالیجاہ کی والدہ بخشی بیگم صاحبہ کے مہر سے ایک نصیحت نامہ

---

[1] یہ نظام علی خان کے بڑے صاحبزادے ہیں احمد علی خان ان کا نام تھا یہ بخشی بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۱۶۲ھ میں تولد ہوئے تھے ۱۱۸۶ھ میں [illegible] کے صاحبزادی صاحبہ بیگم سے ان کا عقد ہوا جس سے دو لڑکیاں تولد ہوئیں: (۱) عالم آرا بیگم (۲) مہر النساء بیگم

لکھ بھیجا جس میں انہیں لکھا گیا تھا کہ بغاوت سے باز آکر قدمبوسی کے لئے حاضر ہو جاؤ تو نرمل اور برار کی جاگیر سے سرفراز کئے جاؤ گے۔

انگریزی فوج کی مکرر ماموری | اس خط کے مضمون سے مطلع ہو کر میر عالم نے معروضہ کیا کہ عالیجاہ کو جاگیر دینا موجب خلل ہوگا جس سے ان کو رفتہ رفتہ قوت حاصل ہو جائیگی اور امرا اور رعایا ان کی طرف مایل ہو جائیں گے اور زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوی ہوں گی ان کو واپس طلب فرمالیا جائے جس پر ان افواج کو واپس طلب کرنے حکم ہوا جس کی تعمیل میں انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفےٰ نگر) میں بماہ اگسٹ جمع ہو کر میجر رابرٹس کے تحت ۳۱ر اگسٹ ۱۷۹۵ء (م ۱۵ر صفر ۱۲۱۰ھ) کو حیدرآباد پہنچی۔ اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ برخاست فوج انگریزی کے معنے یہی تھے کہ نظام علی خان نے اس حکم سے اس معاہدہ کو منسوخ و کالعدم کر دیا جس کی بناء پر فوج انگریزی متعین و مامور تھی۔ اس کے بعد مکرر اس کی جو تعیناتی ہوی ہے وہ کسی جدید معاہدے کے بغیر ہوی ایسی صورت میں وہ فوج بلا کسی شرط کے بالکلیہ سرکار نظام کے احکام کے تابع ہونی چاہیئے۔ نہ کہ معاہدہ منسوخ کے تابع۔

سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ و عالیجاہ کا سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا | بہرحال یہ انگریزی فوج بھی میر عالم کے زیر اثر عالیجاہ کے مقابلہ پر مامور ہوی۔ قبل ازیں بندگانعالی نے موسیٰ ریموں کو اپنی فراسیسی فوج کے ساتھ اس مہم پر جانے کا حکم دیدیا تھا اور پایگاہ سے بھی سردار الملک گھانسی میاں کو

متعین کر دیا تھا۔ جب ساری سرکاری فوج بیدر کے قریب پہنچی تو باغی افواج نے مقابلہ کیا جس میں ان کو سخت ناکامی ہوی اور باغی فوجیں منہزم ہو کر بھاگ نکلیں۔ صاحبزادے کو جب یہ اطلاع ملی تو شب ہی میں اپنے تن چند ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ بیدر سے نکل کر اورنگ آباد چلے گئے اور راستہ ہی سے صاحبزادے نے پونہ سے استمداد کی لیکن مرہٹوں کے پاس سے جواب نفی پایا جب مدد بھی نہ ملی اور فوج پر فوج مقابلہ پر جمع ہو گئی تو صاحبزادے صاحب خبردار ہوے اور اپنے آپ کو سرکاری افواج کے حوالے کر دیا جنہیں معقول انتظام کے ساتھ واپس لانے لگے لیکن کہتے ہیں کہ بتقاضائے غیرت راستہ میں زہر کھا گئے جس سے ہلاکت واقع ہو گئی

اس مہم کے بعد وسط ماہ شعبان ۱۲۱۰ھ (م اواخر ماہ فبروری ۱۷۹۶ء) میں نظام علیخان ایک شب خلوت مبارک کی چاندنی پر آتشبازی کا تماشہ ملاحظہ کر رہے تھے کہ قریباً آدھی رات کو مزاج بگڑا اور کچھ آثار لقوہ اور فالج ظاہر ہوئے صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ حکیم حمایت اللہ خان[1] نے کوئی دوائے تقویت بشمول گلاب تیار کی تھی جس کو بندگانعالی ان دنوں استعمال فرما رہے تھے حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان آمیزش گلاب والی دوا کو حضور کی طبیعت کے خلاف تصور کرتے تھے لیکن ان کے عرض معروض پر بھی بندگانعالی نے اس دوا کے استعمال کو ترک نہ کیا جس کا اثر ان امراض کی شکل میں ظاہر ہوا اس کے بعد علاج معالجہ ہوتا رہا لیکن سوء پرہیز سے امراض میں کوئی خاطر خواہ افاقہ نہ ہو سکا یہاں تک کہ ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں ارسطوجاہ پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے وہ تمام حصہ ملک بھی

واپس لائے جو کھڑلہ کی جنگ میں مرہٹوں کے قبض و تصرف میں جا چکا تھا اس استرداد کی اصل وجہ پیشوا کی حکومت میں درمیانی مخالفتیں تھیں جس کو تفصیل سے معلوم کرنے کے بعد اس استرداد کے حقیقی اسباب واضح ہو سکیں گے اسی لئے ہم اس تفصیل کو ضروری سمجھتے ہیں اور باب مابعد میں علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

پیشوا سے استرداد ملک

پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال اور ان کی قایم مقامی کے جھگڑے

۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ (م ۲۴ اکتوبر ۱۷۹۵ء) کو پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال ہوگیا چونکہ وہ لاولد فوت ہوئے تھے اس لئے ان کی قایم مقامی کے لئے مرہٹہ سرداروں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اب مستحقین میں سوائی مادھوراؤ کے چچا رگھناتھ راؤ کے تین فرزند تھے سب سے بڑے باجی راؤ ان سے چھوٹے چمناجی اپا اور سب سے چھوٹے امرت راؤ اور یہ تینوں سیومیری کے قلعے میں نظر بند تھے انزہاق روح[1] سے قبل سوائی مادھوراؤ نے اپنی قایم مقامی کے لئے باجی راؤ کو نامزد کیا تھا لیکن تکاجی ہولکر اور نانا فرنویس ان کے خلاف تھے۔ نانا فرنویس یہ چاہتے تھے کہ ایک لڑکا متوفی پیشوا کی بیوہ کا متبنّیٰ ہو اور وہی گدی پر بٹھایا جائے اور اس کے قابل حکمرانی ہونے تک خود آپ معاملات ریاست میں دخیل رہیں صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ جیسے ہی[2] ارسطو جاہ کو سوائی مادھوراؤ کے انتقال کی خبر ملی انہوں نے دولت راؤ سندھیہ کو یہ لکھ بھیجا کہ نانا فرنویس امرت راؤ کو گدی نشین کرنا چاہتے ہیں جو مناسب نہیں ہے باجی راؤ سن تمیز کو پہنچ گئے ہیں اور اجراء امور ریاست کے اہل

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد دوم صفحہ ۲۵۴

[2] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۷

اس لئے وہی گدی پر بیٹھنے کے قابل ہیں جس کے جواب میں سندھیہ نے بھی اس خیال سے اتفاق ظاہر کیا۔

باجی راؤ کو جب نانا فرنویس کے منصوبے کی خبر ہوئی تو انہوں نے بلوبا تانتیہ (مختار سندھیہ) کے ذریعے دولت راؤ سندھیہ کو اس عہد و پیماں کے ساتھ فراہم کیا کہ اپنی گدی نشینی کے لئے اُن کی فوجی تائید میں جو کچھ اخراجات ہوں وہ بھی ادا کریں گے اور اس کے علاوہ چار لاکھ محاصل کا علاقہ بھی سندھیہ کو دیں گے اس معاہدے کی اطلاع نانا فرنویس کو ہوئی تو اس نے اپنی تائید پر پرسرام بھاؤ کو تاسگاؤں سے بلوایا۔ لیکن اس کے آنیکے بعد مباحثہ میں یہی طے پایا کہ باجی راؤ کو گدی نشینی کے حیلے طلب کر کے اپنے عہدہ دار کی نگرانی میں رکھ لیا جائے چنانچہ پرسرام باجی راؤ کو قلعہ سیبوتیری سے لالیا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ ان کی گدی[1] نشینی کے لئے ایک تاریخ مقرر ہوئی اور یہ قرار پایا کہ اس تاریخ وہ پہلے ایک خاص مندر میں جائیں جہاں پوجا وغیرہ سے فارغ ہو کر گدی پر پہنچیں اور جس وقت وہ دیول پہنچیں تو ان کو وہاں سے بالا بالا پانچ ہزار عربوں کی حفاظت میں پھر قلعہ جنیر پہنچا دیا جائے جہاں وہ نظر بند رہیں تاریخ مقررہ تک پرسرام نے باجی راؤ کو اپنا کر لیا اور اُن سے اپنے لئے مختاری ریاست کا وعدہ لیکر نانا فرنویس کے اس منصوبے کو بیان کر دیا اور تجویز یہ بنائی کہ تاریخ مقررہ کو ناسازیٔ مزاج کا عذر کر کے ٹال دیا جائے۔ جب تاریخ مقررہ اسی غیر واقعی عذر پر ٹال دی گئی تو نانا فرنویس کو کچھ شبہ ہو گیا۔

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۶

پیشوا کی قایم مقامی کے جھگڑے میں ارسطوجاہ کی حکمت عملی اور اُن کی مخلصی

اسی دوران میں ایک روز دولت راؤ سندھیہ سیر و شکار کے سلسلے میں ارسطوجاہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اُن سے بھی آملے اور تقریب ملاقات یہ بتائی گئی کہ کسی نے ارسطوجاہ کے گھوڑے "ہمدم" کی تعریف ان سے کردی جس کے دیکھنے بلکہ حاصل کرنے کا شوق ان کو ہوگیا جب اُدھر سے گزرنے لگے تو اس گھوڑے کی خاطر وہ ارسطوجاہ سے جا ملے جنہوں نے بعد ملاقات اپنا گھوڑا معہ ساز و سامان ان کو دیدیا جب نانا فرنویس[1] کو یہ اطلاع ملی کہ راجہ سندھیہ ارسطوجاہ سے آملے تو ان کو تردد ہوا اور وہ فوراً ان کے پاس چلے آئے اور دریافت کرنے لگے کہ کیا باتیں ہوئیں۔ آخر بڑے اصرار اور قسما قسمی کے بعد ارسطوجاہ نے کنایتہً اتنا کہدیا کہ بہرحال آپ کی خیر نہیں ہے بے فکر نہ رہیں۔ اب نانا فرنویس پریشان ہوگئے اور ارسطوجاہ ہی سے صلاح چاہی انہوں نے یہ رائے دی کہ بہتر ہے کہ آپ کانکن چلے جائیں اور جاتے جاتے اپنا سوال جواب پیش کردیں اگر اس کا تصفیہ جس مراد ہوجائے تو فبہا ورنہ اپنی تدبیر آپ کریں اور انگریزوں کو ہموار کرکے یہ دیکھتے رہیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اس کو تسلیم کرکے نانا فرنویس نے ارسطوجاہ سے کہا کہ آپ بھی میرے شریک رہیں اور مجھ سے دور نہ رہیں اس کے بعد اسی شب نانا فرنویس پورندھر چل دیئے اور وہاں سے وائی پورندھر جاتے ہوئے انہوں نے باجی راؤ سے یہ اقرارنامہ حاصل کرلیا کہ وہ ان کے ساتھ متحد و متفق رہیں گے مخالفت نہ کریں گے

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۸

اور جاتے جاتے ارسطوجاہ کو جلد تر اپنے پاس لانے کے لئے ایک مرہٹہ سردار کو دو سو سوار کے ساتھ چھوڑ دیا جس کی اطلاع ارسطوجاہ کی طرف سے راجہ سندھیہ کو دیگئی تو وہ معاً اپنی فوج کے ساتھ ان کے پاس چلے آئے جب دولت راؤ کی فوج کو آتا دیکھا تو نانا پھڑنویس کے متعین کردہ سوار اور سپاہی ارسطوجاہ کے پاس سے فرار ہو گئے۔

نانا پھڑنویس وائی پہنچنے کے بعد بلوبا تاتیہ (مختار دولت راؤ سندھیہ) نے پرسرام بھاؤ کو فراہم کر کے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۷۹۶ء (م ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۱۱ھ) چمناجی اپا کو گدی نشین کر دیا اور پرسرام بھاؤ ان کا مختار و وزیر بنا۔ اس نوبت پر باجی راؤ راجہ سندھیہ کو فراہم کرنے کے لئے ان کے ڈیرے گئے جہاں باتوں باتوں میں دیر ہو گئی وہیں ان کو یہ خبر ملی کہ چمناجی اپا کو پرسرام بھاؤ گدی نشین کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ سے لے گیا جس کے بعد باجی راؤ نے سندھیہ ہی کی حمایت میں رہنے کو پسند کیا اب سندھیہ نے اپنے اخراجات فوج پرسرام سے طلب کئے اس نے یہ وعدہ کیا کہ ارسطوجاہ کو کھڑلہ کے صلح نامہ کے بموجب ادائی رقم کے لئے کہے گا وہ رقم دیدیں تو ان (سندھیہ) کو ادا کر دیجائیگی لیکن ارسطوجاہ نے اس کے مطالبہ پر ادائی رقم کا وعدہ اس شرط سے کیا کہ پہلے ان کو نظر بندی سے مخلصی ملے البتہ وہ ادائی رقم تک پونہ کی سکونت نہ چھوڑیں گے جس کی ان کو اجازت مل گئی اور وہ پونہ کے باہر گھانسی رام کوتوال کے میدان میں جا ٹھہرے اور جب انہوں نے نانا پھڑنویس کے مقابلے میں پرسرام بھاؤ کو مدد دینے کے لئے فوج کے فراہم کرنے کا ذکر کیا تو پرسرام نے خوشی سے ان کو فراہمی فوج کی اجازت دیدی جس پر انہوں نے وہیں پونہ کے ساہوکاروں سے کچھ رقم قرض حاصل کر کے[1]

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۹

ایک معقول فوج تیار کرلی اور مزید فوج کی ضرورت محسوس کر کے غالباً اسی زمانہ میں انہوں نے نظام علی خان کو معروضہ لکھا کہ سرکار عالی کی افواج جلد تر روانہ کی جائیں۔ چنانچہ بندگانعالی نے فوراً عیسیٰ میاں اور سبحان خان کو روانہ فرمادیا اور ان کے بعد فرانسیسی فوج کو موسیٰ پیرو اور موسیٰ ریموں کے تحت بھیجدیا جن کے ساتھ راجہ راورنبھا اور سردار الملک گھانسی میاں اور اسد علی خان بھی تھے۔

اب پرسرام بھاؤ نے نانا پھڑنویس کو اپنی خدمت پر رجوع ہونے کے حیلے سے پونہ طلب کیا لیکن نانا پھڑنویس نے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے آنے سے قبل چند شرائط کی تکمیل منظور ہے جس کے لئے وہ (پرسرام) اپنے فرزند ہری پنت کو ان کے پاس روانہ کردے جسے ہری پنت نانا پھڑنویس کی طرف روانہ ہوا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ بڑی بھاری اور منتخب فوج کے ساتھ آرہا ہے تو ان کو سوءظن ہوا جس کی تائید بابا راؤ پھڑکیہ کے خط سے بھی ہوی جس میں اپنی آپ حفاظت کرنے کے متعلق اس نے لکھا تھا وہ وہاں سے معاً گانکن چلے گئے اور پرتاب گڑھ سے ہوکر مہاڑ جا پہنچے۔ بلّوبانا تیہ ان کے تعاقب میں سندھیہ کی پیادہ پلٹن کو مقرر کر رہا تھا لیکن پرسرام نے نانا پھڑنویس کے خفیہ طرفداروں کے اثر میں آکر اس کو اس امر سے باز رکھا البتہ نانا پھڑنویس کی جاگیرات سندھیہ کو دیدیں اور ان کے مکانات اور دوسری جائداد ضبط کرلی۔

اس کے بعد باجی راؤ کی طرف سے ایک مرہٹہ[1] سلحدار بالاجی کنجر نے ان کی

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد ۲ صفحہ ۲۶۲

گدی نشینی کے لئے نانا پھڑنویس سے ریشہ دوانی شروع کی اور ادھر نانا پھڑنویس بھی مرہٹہ سرداروں کو فراہم کرنے لگے جس میں ان کو کامیابی بھی ہوگئی چنانچہ بابا راؤ پھڑکیہ امیر پایگاہ پیشوا تکا راؤ ہولکر ان کے موید ہوگئے اور بلّو باتاتیہ کے ایک مخالف رایاجی پٹیل[1] کے ذریعے انہوں نے دولت راؤ سندھیہ کو بھی اپنا موید بنالیا اور نظام علی خان کو اپنا طرفدار بنا لینے کے لئے انہوں نے ارسطو جاہ سے سلسلہ جنبانی کی جس پر اس دور اندیش مدار المہام نے کھڑلہ کی جنگ میں دیئے ہوئے ملک اور رقم کے استرداد کا مطالبہ کیا اور اُس کے علاوہ اُن مزید اخراجات کا بھی مطالبہ کیا۔ جو اس نوبت پر نانا پھڑنویس کی طرفداری میں عاید ہوں جس پر نانا پھڑنویس نے ایک عہد نامہ مرتب اور اپنی دستخط سے تکمیل کر کے مہاڑ سے ارسطو جاہ کے پاس بھیجدیا۔ نانا پھڑنویس بحالت موجودہ ایسے عہد نامہ کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایک فقرہ یہ اضافہ کردیا کہ ان شرائط پر مری منت باجی راؤ کے دستخط کرادئے جائیں گے یہی عہد نامہ عہد نامۂ مہاڑ کے نام سے موسوم ہے جس کی نقل ضمیمہ (ج) میں درج ہے۔

---

[1] اس شخص کا نام سکارام گھاٹکے تھا جس کا تعلق کاگل خاندان سے تھا یہ اپنے ایک عزیز ایشونت راؤ گھاٹکے سے لڑکر شکست پایا اور کولاپور سے نکل کر پرسرام بھاؤ کا ملازم ہوگیا جس کے بعد نانا پھڑنویس کے پاس ایک سو سوار کی عہدہ داری پر مامور ہوا جب نانا پھڑنویس پونہ سے نکل گئے تو سندھیہ کی فوج میں ملازم ہوگیا۔ اس کی لڑکی بہت خوبصورت تھی دولت راؤ اس لڑکی سے عقد کرنا چاہتا تھا اور غالباً اسی غرض سے اس نے اپنی فوج میں اس کو مامور کرلیا تھا۔

نانا پھڑنویس کے منصوبوں کی تکمیل اس سازش و تیاری کی اطلاع جب بلوبا کو ہوئی تو اس نے باجی راؤ کے اکثر طرفداروں کو گرفتار کرلیا اور خود اُن کی قیام گاہ کا بھی محاصرہ کرلیا اور اس خفیہ فوج کو بھی نکال دیا جو باجی راؤ نے نانا پھڑنویس کی بھیجی ہوئی رقم سے مہیّا کرلی تھی لیکن یہ برطرف شدہ فوج عالم پراگندگی میں وائی تک پہنچ گئی تھی کہ منّاجی پھڑکے اس سے جاملا اور اس کو پھر جمع کرلیا اور دوسرے سرداروں کے ساتھ یہ حصہ فوج بھی ملنحق ہوگیا اس تمام فوج کی رقمی احتیاج نانا پھڑنویس نے پوری کردی اور اس کو ایما کیا کہ سالپی گھاٹ میں جمی رہے۔ اس طرح وہاں تقریباً دس ہزار فوج جمع کرلی گئی جس کے بعد باجی راؤ کی گدی نشینی کا اعلان کیا گیا۔

بلوبا نے اس تمام کارروائی کو باجی راؤ ہی کی کارسازی پر محمول کیا اور ان کو قید کرکے ہندوستان بھیجدینے کے لئے سکارام گھاٹکے (رایاجی پٹیل) کو مامور کیا۔ باجی راؤ کو معلوم تھا کہ اس کی لڑکی پر دولت راؤ سندھیہ عاشق ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو فراہم کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ گھاٹکے کو اس امر پر راضی کرلیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی سندھیہ سے کردے چند وعدوں کے تحت وہ راضی ہوگیا جس کی اطلاع باجی راؤ نے اپنی حسن کارگزاری کے اظہار کے ساتھ دولت راؤ سندھیہ کو کردی اور سندھیہ کے فراہم ہونے تک (ہندوستان جانے سے رُکنے کے لئے) خود آپ بیمار ہونے کا عذر کرکے نیرا ندی کے کنارے ہی ٹھیرے رہے۔

جب راجہ سندھیہ بھی نانا پھڑنویس کے ہم خیال ہوگئے اور منصوبہ پوری طرح مکمل ہوگیا تو ۲۷ اکتوبر ۱۷۹۶ء (۲۴ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ) کو سندھیہ نے بلوبا کو گرفتار کرلیا

اور ایک حصّہ فوج بمعیت فوج نظام علی خان نارو پنت چکردیو کی رہبری میں پرسرام بھاؤ کو گرفتار کرنے پر مامور ہوا جس کی سن گن پاکر پرسرام بھاؤ چمپا جی کو لیکر سیونیری بھاگا جہاں وہ گرفتار کرلیا گیا صاحب گلزار آصفی نے اس کی گرفتاری میں نظام علی خاں کی فوج کی کارگزاری کی تفصیل یہ بتائی ہے کہ ارسطو جاہ[۱] نے اس مقصد کے لئے اپنی فوج میں سے سبحان خان میراں یار جنگ (عیسیٰ میاں) و موسیٰ پیرو کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ رات کو پرسرام کے گھر کا محاصرہ کرکے اس کو گرفتار کرلیں لیکن وہ محاصرہ سے کچھ ہی قبل اپنے مکان سے نکل بھاگا اور پونہ سے دو کوس پر اپنے لڑکے کے لشکر میں پہنچ گیا جب یہ خبر ملی تو سبحان خان اپنی فوج لیکر آدھی رات کے قریب اس لشکر پر حملہ کردیا لیکن پرسرام کو یہاں سے بھی نکلجانے کا موقع مل گیا اور جب یہ خبر ملی کہ وہ قلعہ جنیر[۲] کی سمت گیا ہے تو سبحان خان نے معاً اس کا تعاقب کیا آخر صبح صبح اس کو قلعہ جنیر کے دروازے پر گرفتار کرلیا اور ارسطو جاہ کے پاس پیش کردیا جنہوں نے اس کو دولت راؤ سندھیہ کے حوالے کردیا۔

عہدنامۂ مہاڑ کی تعمیل | نانا پھڑنویس ۲۵ نومبر ۱۷۹۶ء (م ۲۴ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ) کو مہاڑ سے پونہ واپس ہوکر اپنی خدمات پر مامور ہوئے اور باجی راؤ ۴ دسمبر ۱۷۹۶ء (م ۳ جمادی الثانی ۱۲۱۱ھ) کو گدی نشین ہوئے۔ پرسرام بھاؤ کی جاگیرات اور قلعہ احمد نگر سندھیہ کو دیدیا گیا اور رگھوجی بھونسلہ کے اقرارنامہ کی تعمیل کردی گئی لیکن عہدنامہ مہاڑ کی تعمیل سے باجی راؤ نے انکار کردیا جس پر

---

[۱] گلزار آصفیہ صفحہ (۱۷۱)

[۲] غالباً یہ وہی قلعہ سیونیری ہے جس میں باجی راؤ اور ان کے دونوں بھائی نظربند تھے۔

ارسطوجاہ بگڑے اور بلا حصول رخصت ۱۳ جولائی ۱۷۹۷ء (م ۱۸ محرم ۱۲۱۲ھ) کو حیدرآباد لوٹے۔ ارسطوجاہ پونہ سے نکل کر سید ائیکہ[۱] تک پہنچے تھے کہ نانا پھڑنویس نے اُن کی تالیف قلب کیلئے بیش بہا معتمدین کو تحفہ تحایف کے ساتھ روانہ کیا اور معاہدے کے تصفیہ تک وہیں رُکے رہنے کی تاکید کی چنانچہ وہ ڈیڑھ مہینے تک وہیں ٹھیرے اور اس دوران میں نانا پھڑنویس نے حسب بیان کھارے[۲] بہ اختلاف جزوی باجی راؤ کو عہدنامہ مہاڑ کی تعمیل پر رضامند کرلیا۔ اور اس علاقہ کا سہ ربع حصہ نظام علی خان کو واپس دیا گیا جو صلح نامہ کھڑلہ کی رو سے پیشوا کو ملا تھا اور بیدر کے چوتھ میں سے سہ ربع حصہ بحق نظام علی خان قرار پایا اور دو کرور نقد ادا شدنی رقم میں سے صرف پندرہ لاکھ منہا کرکے دستاویزات پر بقیہ کی بھرپائی کردی گئی۔

نظام علیس رے شنس وت مرہٹاس کے مولف کا خیال ہے کہ عہدنامۂ مہاڑ کی تعمیل محض جنگی دھمکی کے تحت ہوئی ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تمام مرہٹہ سردار اپنے مقام کو واپس ہو رہے تھے اور نظام علی خان کی فوج ارسطوجاہ کے تحت پونہ سے قریب ٹھیری ہوئی تھی اگر اس موقع پر مہاڑ کے عہدنامہ کی تعمیل سے انکار ہی کردیا جاتا تو اس امر کا امکان تھا کہ ارسطوجاہ اعلان جنگ کردیتے جن کا مقابلہ پیشوا کو تنہا کرنا پڑتا اور اُن کی فوج غالباً ان کے مقابلہ کے لئے کافی نہ ہوسکتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نانا پھڑنویس نے جس وقت اس عہدنامہ کی تکمیل کی ہے وہ

---

[۱] کھارے جلد دہم صفحہ ۵۱۵۰

[۲] بموجب حوالۂ نظام علیس رے شنس وت مرہٹاس۔

کسی حیثیت سے اس کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے چنانچہ اس کا فقرہ (۱۲) اس کا شاہد ہے جس میں وہ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ ان فقرات عہد نامہ پر سری منت بالاجی کے تکمیلی دستخط کرا دیں گے اور انہیں کی اس عدم قابلیت کا لحاظ کر کے غالباً ارسطو جاہ نے اس عہد نامہ کے بعد ہی ۲ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ (م ۳ نومبر ۱۷۹۶ء) کو دولت راؤ سندھیہ سے ایک علیحدہ عہد نامہ طے کیا جو ضمیمہ (د) میں درج ہے اور جس کا فقرہ (۲) یہ ہے۔

"بالاجی پنڈت نانا پھڑنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند بدین موجب از طرف مشارالیہ العمل خواہد آمد احیاناً اگر دقتے در آن بظہور رسد از جانب (سندھیہ) شریک صاحب (ارسطو جاہ) گردیدہ موجب قرار عمل کنانیدہ خواہد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی پنڈت پھڑنویس قرار کردہ باشند بداں موجب از جانب نامبردہ العمل خواہد آمد احیاناً اگر دقتے در آن رو دہد صاحب شریک با ما شدہ بموجب قرار از نامبردہ عمل کنانند ذمہ دار این مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود۔"

غالباً یہی معاہدہ نانا پھڑنویس اور باجی راؤ کے منشاء کو زیادہ متاثر کرنے والا تھا اس واسطے کہ عہد نامۂ مہاڑ کی تعمیل نظام علی خان کے حق میں نہیں ہو رہی تھی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ارسطو جاہ کو اسی فقرہ کے تحت سندھیہ سے مدد لینی پڑتی جس کا نتیجہ جنگ ہی ہو سکتا تھا اور ظاہر تھا کہ سندھیہ کی فوج تقریباً تمام ہندوستان میں بہتر اور آزمودہ تھی عجب نہیں جو خود سندھیہ نے اس فقرہ کے نظر کرتے اور نانا پھڑنویس نے اپنے تکمیل کردہ عہد نامہ کے پاس و لحاظ سے اس کی تعمیل کے لئے باجی راؤ کو مجبور کیا ہو۔

نظام علیس رلے شنس کے مولف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدنامۂ مہاڑ کی تعمیل جزاً ہوئی لیکن صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ بموجب اقرار[1] نانا پھڑنویس نے ایک کروڑ روپیہ نقد اور تین کرور روپیہ کی دستاویز اور صوبہ بیدر کے چوتھ کی معافی کی سند اور گذاشت محالات و قلعہ دولت آباد لیکر اور پونہ کے ساہوکاروں سے جو قرض ایک کرور روپیہ حاصل کیا تھا اس کی ادائی نانا پھڑنویس کے ذمہ کرکے ارسطوجاہ حیدرآباد واپس ہوئے۔

عہدنامۂ مہاڑ میں ایک کروڑ روپیہ نقد ادا کرنے یا ارسطوجاہ کے ذمگی قرض کی ادائی کا بار اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہے یہ البتہ ممکن ہے کہ تحت اخراجات جنگ بموجب فقرہ (۸) مندرجۂ معاہدۂ مہاڑ ان کو دس لاکھ روپے دئے گئے ہوں جس پر صاحب گلزار آصفیہ نے ایک صفر کا اضافہ کردیا۔

بہرحال مرہٹوں کی اس خانہ جنگی میں نظام علی خان کا معقول فایدہ ہوا جو ان کے فہمیدہ و مدبر مدارالمہام ارسطوجاہ کی حسن سعی اور حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۷۵

جنگ میسور

سنہ ۱۷۹۹ء
سنہ ۱۲۱۳ھ

اسباب جنگ | ٹیپو سلطان کے لڑکے جو ۱۷۹۲ء (م سنہ ۱۲۰۶ھ) کے صلحنامہ کے تحت بطور یرغمال کمپنی کے زیر نگرانی تھے اوایل ۱۷۹۴ء (م سنہ ۱۲۰۸ھ) میں بہ اعزاز و اکرام واپس کر دئے گئے اس کے بعد سے غالباً ٹیپو سلطان اپنی سلطنت کی وسعت کے خیال میں دور دور کے منصوبے قایم کرنے لگے چنانچہ وہ اپنے قلعہ جات کی ترمیم و تعمیر کی طرف توجہ کرنے کے علاوہ دور دور کی خود مختار سلطنتوں سے مراسلت کرنے لگے ایران کے ایک شاہزادے ان کے پاس آئے شاہ افغانستان سے کوئی مفاہمت ہوئی اور ایک سفیر کو خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی کے پاس روانہ کیا شاہ فرانس (نپولین اعظم) سے بھی ریشہ دوانی کی یہ اعمال اس قابل نہیں تھے کہ وہ جماعت (یا کمپنی) ان کو صرف نظر کر جاتی جو طلب منفعت اور ملک گیری کی خاطر اپنا وطن (انگلستان) چھوڑ ہندوستان میں قسمت آزمائی کے لئے آئی ہو۔ انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے اس کو نظر تعمق سے دیکھ کر قرار یہ دیا کہ ٹیپو سلطان انگریزوں ہی کے خلاف کسی جارحانہ کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسی خیال سے ان کے منصوبوں کے دفع دخل کی

تیاریاں کرنے لگے۔

کمپنی کے کورٹ آف ڈائرکٹرس نے خاص اسی غرض سے لارڈ مارنگٹن (المعروف مارکوئیس ویلزلی) کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنایا جنہوں نے مسایل ہندوستان پر غور کرتے ہوئے مرہٹوں کے مقابلے میں نظام علی خان کو کمک نہ دینے پر اپنے مراسلہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۷۹۸ء موسومہ پریزیڈینٹ بورڈ آف کنٹرول میں بایں الفاظ اظہار خیال کیا ہے۔

"یہ کوئی دور اندیشانہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے آپس میں لڑکر کمزور ہو جائیں درآں حالیکہ ٹیپو سلطان آرام میں ہیں"

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے مطمح نظر صرف ٹیپو سلطان تھے گورنر جنرل موصوف نے اس امر پر بھی توجہ کی کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کو معاہدوں کے ذریعے اپنے قابو میں لایا جائے تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہو کر ان کی قوت میں اضافہ کرنے کا باعث نہ ہو جائیں۔

مارکوئیس ویلزلی بحیثیت گورنر جنرل ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء (۱۲ ذی الحجہ ۱۲۱۲ھ) کو کلکتہ پہنچے یہاں آنے کے تین ہی ہفتے بعد ان کو یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کے دو ایلچی فرانس پہنچے جن کے ذریعے انہوں نے حکومت فرانس سے اتحاد قایم کرنے کی تحریک کی اور اسی سلسلہ میں کچھ فرانسیسی عہدہ داروں کو بھی طلب کیا جس پر وہاں سے تقریباً دو سو سپاہی معہ عہدہ دار ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کئے گئے جو بنگلور کی بندرگاہ پر ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء (۱۰ ذیقعدہ ۱۲۱۲ھ) کو پہنچے[۵۲]

---

[۱] تیموار اینڈ کرسپانڈنس آف مارکوئیس ویلزلی مرتبہ آر۔ آر۔ پیرس جلد اول صفحہ ۱۵۰ [۵۲] حسب مراسلہ لارڈ مارنگٹن مورخہ ۲۰ مارچ ۱۷۹۹ء موسومہ کورٹ آف ڈائرکٹرس۔ [۵۳] ملس ہسٹری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۲۶ء صفحہ ۶۶

انگریز مورخ اس فرانسیسی فوج کے آنے کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان انگریزوں سے سابقہ جنگ کا انتقام لیکر اپنے کھوئے ہوئے علاقہ کو واپس حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ہم کو اس تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ سپاہیوں کی اس قلیل تعداد[1] سے اس سوءظن کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ یا تو انگریزی کمپنی کو نیچا دکھانے کے لئے صرف انہی دو سو سپاہیوں کی کمی تھی یا یہ کہ ٹیپو سلطان کو صرف نہیں دو سو سپاہیوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ ٹیپو سلطان انگریزوں کے موافق نہیں تھے اور عجب نہیں کہ وہ یہ بھی چاہتے ہوں کہ نہ صرف اپنے مقبوضہ حصہ ملک کو انگریزوں سے واپس حاصل کر لیں بلکہ ان کو ہندوستان سے بھی نکال باہر کر دیں لیکن اس نوبت پر ان کے ان اعمال پر یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ شاہ کابل و شاہ ایران سے جو مراسلت ہوئی تھی وہ مرہٹہ ریاست کے مقابلے کے لئے تھی۔ شاہ ترکی سے جو مراسلت ہوئی اس کا امکان محض قومیت کے اعتبار سے تھا یا اس لئے کہ خلیفۃ المسلمین کے پاس سے اپنی شاہی کے لئے سند طلب کریں جس کے بعد سے وہ مستند طور پر اپنی ریاست کے خود مختار بادشاہ کہلائے جا سکیں کیونکہ جو امور کہ مخالفین ٹیپو سلطان ان کو بر اثبات کرنے کے لئے پیش کرتے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ بطور خود بادشاہ یا سلطان کا لقب اختیار کئے ہوئے تھے۔ شاہ فرانس سے جو مراسلت انہوں نے کی اس لئے ہو سکتی تھی کہ اپنی فوج کو زیادہ باقاعدہ بنانے اور اس کو یورپی اصول پر فوجی اور حربی تعلیم دلانے کے سامان مہیا کریں اور

---

[1] اس کی تعداد ٹیپو سلطان نے اپنے اطلاعی خط مورخہ ۳۰ اگست ۱۷۹۸ء موسومہ ریاست فرانس میں صرف ساٹھ سپاہی بتائی ہے اور لارڈ مارنگٹن نے بشمول عہدہ داران دو سو بتائی ہے۔ مس مہٹری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۲۶ء صفحہ ۶۷

اس مخالف انگریز قوم سے اس قسم کی مدد حاصل کرنے میں سہولت اسی صورت میں تھی کہ اس قوم کو یہ جتائیں کہ وہ خود بھی انگریزی قوم کے افراد سے خوش نہیں ہیں۔ بہرحال ٹیپو سلطان کے ان اعمال کو انگریزی کمپنی نے سخت ترین بدگمانی سے دیکھا اور یہ تصفیہ کر لیا کہ جتنا جلد ہو سکے ان کی منصوبوں پر پانی پھیر کر ان کی روز افزوں قوت کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے۔ سب سے پہلے لارڈ صاحب نے مدراس گورنمنٹ کی فوج کو سواحل ملیبار و کورومنڈل پر اُتر آنے کے احکام دیئے اور اپنے اس خیال کی تائید و تکمیل میں جو بورڈ آف کنٹرول کے پریزیڈنٹ کے موسومہ خط میں ظاہر کیا تھا ٹیپو سلطان سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نظام علی خان اور مرہٹہ راجگان و پیشوا کے ساتھ ایک فریدمعاہدہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اس پیش پا افتادہ مہم میں ان دیسی ریاستوں کی فوجی قوت کمپنی کے زیر اثر آجائے اور ان کے خود مختارانہ اقتدارات کمپنی کی صواب دید پر منحصر ہو جائیں۔

عہدنامۂ امدادی کی تکمیل | ۱۷۹۷ء (م ۱۲۱۲ھ) تک حیدرآباد میں ولیم کرک پاٹرک رزیڈنٹ تھے جب وہ کیپ آف گڈ ہوپ چلے گئے تو ان کے بھائی جیمس اچلیس کرک پیاٹرک ان کے قایم مقام ہوئے۔ انہیں کے ذریعے نظام علی خان کے ساتھ ایک عہدنامہ یکم ستمبر ۱۷۹۸ء (م ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ) کو تکمیل پایا جس میں دایمی طور پر انگریزی امدادی فوج کو ملازم رکھنے اور اس فرانسیسی فوج کو جو سرکار عالی میں ملازم تھی برطرف کر دینے کا معاہدہ ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ ان فرانسیسیوں کو جو اس فوج میں ملازم ہوں انگریزی کمپنی کے حوالے کر دیا جائے اور آیندہ کوئی یورپین بلا اطلاع کمپنی مامور و ملازم نہ کیا جائے۔ لفٹنٹ کرنل ولسن کا

بیان ہے کہ اس[1] فرانسیسی فوج کی برطرفی کے لئے نظام علی خان اور ان کے وزیر ارسطو جاہ کو راغب کرنے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑیں ولسن کا یہ بیان خلاف واقعہ نہیں ہے اس واسطے کہ نظام علی خان کے تخیل کے تحت ارسطو جاہ کا مسلک یہ تھا کہ فرانسیسیوں سے خطرے کی صورت میں انگریزی افواج سے مدد لیں اور انگریزی افواج سے خطرے کی صورت میں فرانسیسی فوج سے اور اس فوج کو برطرف کر دینے کی صورت میں اس فایدہ کے حاصل کرنے کا موقع باقی نہیں رہتا بلکہ صرف انگریزی فوج کی رضا جوئی میں رہنا پڑتا جیسا کہ بعد میں فی الحقیقت ہوا لیکن اس وقت نظام علی خان کے مرض فالج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ریاست کے اندرونی حالات اور ان کی قایم مقامی کی کشمکشوں میں (جس کا ذکر آگے آئے گا) ارسطو جاہ اس عہدنامہ کی تکمیل پر مجبور ہوئے اور نظام علی خان سے تکمیلی دستخط حاصل کر لی۔ یہ وہی عہدنامہ ہے جس کی رو سے ریاست آصفیہ تمام خارجی معاملات میں انگریزی کمپنی کے زیر اثر آگئی اور ایک حد تک اپنی حقیقی خود مختاری کھو بیٹھی اور چونکہ یہ خاص اہمیت رکھتا ہے اس کا ترجمہ ہم ضمیمہ ۵ میں درج کرتے ہیں۔

عہدنامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندر جاہ کی تخت نشینی میں استمداد کی شرط اور اس کے اسباب

اس عہدنامہ کے شرایط کے تصفیے کے لئے جو مشکلات انگریزی کمپنی کو درپیش تھیں ان کا اجمالی ذکر مارکوئس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان[2] (۴۷) موسومہ کپتان جے اے کرک پیاٹرک میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو جاہ یہ بخوبی جانتے تھے کہ اس عہدنامہ کے شرایط زیادہ تر کمپنی کے مفید مطلب تھے۔

---

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد ۲ صفحہ ۳۰۹

[2] ڈسپاچیس آف دی مارکوئس ویلزلی مرتبہ آرم مارٹن جلد اول صفحہ ۱۵۸

اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ چند ایسے امور بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں وہ امور یہ ہیں :۔

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے ۔

(۲) ریاست آصفیہ کے اندرونی انتظامات و رفع مناقشات کے لئے انگریزی افواج متعینہ ریاست سے مدد ملا کرے ۔

(۳) حیدرآباد اور پونہ کی ریاستوں میں جو اختلافات واقع ہیں یا آیندہ ہوں ان کے ارتفاع میں انگریزی کمپنی حصہ لے اور مدد دے ۔

ان میں سے مابعد الذکر دو امور ایسے تھے جن کے متعلق انگریزی کمپنی نے قبل ازیں جواب دیدیا تھا کہ اس کو ریاست کے ان امور سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ ان امور میں نظام کی کوئی مدد نہیں کر سکتی جس پر اسطو جاہ کو ضروری معلوم ہوا کہ ان ہر دو مسایل کے متعلق بھی انگریزی کمپنی سے کوئی سمجھوتہ کر لیں ۔ اور امر مقدم الذکر یعنے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق تائید حاصل کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پائی گئی کہ نظام علی خان کی علالت (از مرض فالج) کے دوران میں سکندر جاہ نے جلد بازی کر کے امور ریاست میں بیجا مداخلت[1] کی تھی جو نظام علی خان کو ناگوار گذری اسی بنا پر خود بدولت نے اُن پر نگرانی قایم کر دی تھی سکندر جاہ کی جلد بازی کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ نظام علی خان نے یہ تصفیہ کرایا تھا کہ اپنے ممالک محروسہ کو تین حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک حصہ اپنے فرزندوں میں سے سکندر جاہ

---

[1] فریزر پس اور زیت فل الائی دی نظام صفحہ ۱۹۳

فریدوں جاہ اور جہاندار جاہ کے نامزد کردیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے متعلق سندیں بھی تیار کردی گئی تھیں لیکن امیر بیگاہ اور راجہ شامراج نے اس خیال کے تحت کہ فریدوں جاہ نظام علی خان کے قایم مقام ہوں ان اسناد کو بروئے کار آنے سے روک رکھا۔

فریدوں جاہ ایک حد تک انگریزوں کے مخالف تھے جب اسطوجاہ پونہ سے واپس آکر خدمت مدارالمہامی کا جایزہ حاصل کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ نظام علی خان کے وہ صاحبزادے (سکندر جاہ) جن کے عقد میں وہ اپنی پوتی کو دینا چاہتے تھے اس طرح محروم کئے گئے ہیں تو ان کو اپنی آیندہ توقعات کے منقطع ہوجانے کا یقین ہوگیا اس لئے انہوں نے سکندر جاہ سے خفیہ طور پر مفاہمت کرکے پہلے نظام علی خان سے یہ منظوری حاصل کرلی کہ سرکاری کاغذات پر سکندر جاہ دستخط کیا کریں کیونکہ فالج کا اثر سیدھی جانب پر ہونے کے باعث نظام علی خان اس قابل نہیں رہے تھے کہ سرکاری کاغذات پر کچھ لکھ سکیں یا دستخط کرسکیں اس حکم کے حصول کے ساتھ ساتھ اسطوجاہ نے ان کی تخت نشینی کے لئے انگریزی کمپنی سے تائید حاصل کرنیکی تجویز کی۔ اور اسی تجویز کے تحت مابہ البحث عہدنامہ کی تکمیل کے وقت اس مسئلہ کو بھی پیش کردیا۔ کپتان جے اے کرک پیاٹرک کی اطلاع دہی پر مارکوئس ویلزلی نے ان کو مراسلہ نشان (۳۷) میں یہ لکھا کہ :-

"میرا مصمم ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کیجائے لیکن میں نے اس کو اعظم الامر اسے فی الحال مخفی رکھنے کی جو تم کو ہدایت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار

لہ اورفیت فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۴ ۲ اورفیت فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۶۔

ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے"۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نظام علی خان سکندر جاہ کو تخت نشین کرنا نہیں چاہتے تھے اور اُن کی تخت نشینی کی نسبت جو مفاہمت کہ ارسطو جاہ اور انگریزی کمپنی کے مابین ہو رہی تھی وہ نظام علی خان کے بلا علم و اطلاع تھی۔

ارسطو جاہ کے ان پیش کردہ امور میں سے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق کسی تحریری وثیقہ یا تصفیہ کے بغیر عہد نامہ تکمیل پا گیا اور میسور کی جنگ کے بعد ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد دینے کے لئے آٹھ شرائط پیش کر کے جے اے کرک پیاٹرک کو لکھا کہ

"اگر سکندر جاہ[1] ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم ارسطو جاہ اور میر عالم سے مل کر نظام کے کسی اور لڑکے کو انہیں شرائط کے ساتھ تخت پر بٹھانے کے لئے آمادہ کرو"۔

یہ شرائط سکندر جاہ نے بلا علم و اطلاع نظام علی خان تسلیم کر لئے۔

فرانسیسی فوج کی برطرفی تحت معاہدہ ۱۷۹۸ء و ۱۸۰۰ء

معاہدۂ مذکور کی تکمیل کے ڈیڑھ مہینہ بعد تک بھی فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی عمل میں نہیں آئی جب انگریزی رزیڈنٹ نے اپنی سابقہ فوج میں اضافہ کے لئے مزید انگریزی فوج طلب کر لی تو نظام علی خان کو یہ دھمکی دی کہ اگر فرانسیسی[2] عہدہ داروں کے برطرف کرنے میں اب بھی کوئی پس و پیش ہو تو وہ خود اپنی فوج کو حکم دیدینگے کہ

---

[1] ڈسپاچس آف ویلزلی مرتبہ آرتھر مارٹن جلد اول صفحہ ۱۳۵ مراسلہ نشان (۴۱) مورخہ ۶ نومبر ۱۷۹۹ء

[2] اورنیٹ قل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۹

فرانسیسی فوج کی چھاؤنی پر حملہ کردے اور اس کے ساتھ اپنی انگریزی فوج کو اس چھاؤنی سے قریب تر جا ٹھہرنے کا حکم بھی دیدیا۔ جس کے بعد بندگانعالی نے فرانسیسی عہدہ داروں کو برطرف کرکے اہالیان کمپنی کے سپرد کردینے کا حکم دیا جے، اے، کرک پیاٹرک حکم برطرفی کے حصول کیلئے جس وقت نظام علی خان کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کے مددگار مسٹر مالکم اور ڈاکٹر بوئر بھی تھے حضور نے احکام برطرفی کے ساتھ رزیڈنٹ کو ایک ایک جیغہ سرپیچ اور کنٹھی مروارید سے اور ایک ایک جوڑ دست بند اور بھجبند سے سرفراز کیا اور ان کے ہمراہیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک جیغہ اور سرپیچ عنایت ہوا۔

سرکار عالی کی فرانسیسی فوج میں صرف ایک سو چوبیس فرانسیسی عہدہ دار تھے جن کی برطرفی کے بعد ان کے تحت کی فوج نئے عہدہ داروں کے سپرد کردیگئی اس برطرفی کے لئے جو اہتمام انگریزی کمپنی کے ذریعے ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ برطرف ہونے والے عہدہ دار اگر چاہتے تو اپنی ماتحت فوج کے ذریعے ریاست کی افواج پر حملہ کردیتے۔ بہرحال احکام برطرفی کی تعمیل کی غرض سے کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو پچاس سپاہیوں کی فوج بجواڑے سے حیدرآباد آئی جو یہاں کی سابقہ فوج (متعلقہ بنگالا) سے ملحق ہوگئی۔ اس فوج کے حیدرآباد آجانے کے بعد ہی رزیڈنٹ بہادر نے حملہ کی دھمکی دیکر فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی کے احکام حاصل کئے جس کے بعد اس فوج نے فرانسیسی فوج کی چھاؤنی کا محاصرہ کرلیا اور اس کے سپاہیوں کی دلجوئی کرکے اُن سے وعدہ کیا گیا کہ

ف اس وقت خود بدولت قلعہ محمد نگر میں رونق افروز تھے۔

ان کی پوری پوری تنخواہیں (جو اداطلب تھیں) ادا کر دیجائیں گی۔ اس توقع میں سپاہیوں نے فرانسیسی عہدہ داروں سے انحراف کر لیا جس کے بعد ان میں کا ہر ایک عہدہ دار ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ اس طرح انگریزی فوج نے ان کو اپنی حراست میں لیکر کمپنی کے علاقہ میں روانہ کر دیا

عہدنامہ مذکور کی تکمیل و تعمیل کے دوران میں گورنر جنرل کو یہ اطلاع کہ شاہ فرانس (نپولین اعظم) نے مصر پر حملہ کر دیا ہے جس کے فتح ہو چکنے کی صورت میں اس کا ہندوستان پر حملہ آور ہو جانا قرین عقل بھی تھا اور آسان بھی اس لئے لارڈ مارنگٹن نے ادھر مدراس کی فوج کو حکم دیا کہ میسور کے حدود کی طرف بڑھے اور ادھر بمبئی کی فوج کو احکام بھیجے کہ مریزنگ پٹن کی طرف بڑھ آئے تاکہ مدراس کی انگریزی فوج کی کمک کر سکے اور ایک طرف سے سرکار عالی کی انگریزی افواج بھی طلب کی گئیں۔ عہدنامہ مذکورۃ الصدر میں کوئی ایسی شرط صراحتہً موجود نہیں ہے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر اس فوج سے کام لیا جائے گا یا سرکار نظام کی اور فوج سے مدد حاصل کی جائیگی اور اس مدد کے معاوضہ میں مال غنیمت یا حصۂ ملک جو کچھ ہمدست ہو اس کی تقسیم باہمی کس تناسب سے ہوگی البتہ اس کے فقرہ پنجم میں بالاجمال یہ مذکور ہے کہ

"یہ امدادی فوج ہر وقت اہم خدمات کے لئے آمادہ رہیگی مثلاً حفاظت ذات بندگا نعالی یا ان کے وزرا، اور قایم مقاموں کے لئے باغیوں کی اور ریاست میں فتنہ و فساد مچانے والوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے لیکن اس کو چھوٹے چھوٹے معمولی امور پر یا حصول محاصل کے لئے مثل فوج سلبندی مامور نہ کیا جائے گا"[1]

---

[1] دی ٹریٹی ٹیز مرتبہ سی یو ایچی سن جلد پنجم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۵۔

سابقہ جنگ میسور (۱۷۹۲ء م ۱۲۰۷ھ) کے قبل ایک معاہدہ ۱۷۹۰ء (م ۱۲۰۴ھ) میں ہوا تھا جس میں فوجی امداد اور اس کے معاوضہ میں باہمی تقسیم کا ذکر ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اس عہد نامہ میں تین فریق (نظام علی خان پیشوا اور انگریزی کمپنی) تھے اور اس کی دوسری شرط[1] میں ہر سہ فریق سے نقض معاہدہ کی وجہ سے ٹیپو سلطان پر فوج کشی کرنے کی قرارداد تھی۔ اس عہد نامہ کا اثر اس جنگ (۱۷۹۲ء) کی صلح کے ساتھ ہی باقی نہیں رہا کہ اس نوبت پر اس سے استفادہ کیا جاتا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ٹیپو سلطان کے کچھ اثرات ریاست آصفیہ میں قایم ہو گئے تھے کہ نظام علی خان کے بھانجے امتیاز الدولہ ممتاز الامرا کے ذریعے ٹیپو سلطان ریشہ دوانی کر رہے تھے اور ان کے ایک سفیر موسوم بہ مدینہ صاحب ان کی طرف سے حیدرآباد آتے جاتے تھے اور غالباً یہاں کے امرا میں سے بعض ان کی حمایت میں بھی تھے اس لئے انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس عہد نامہ میں اس آنے والی جنگ میسور کا کوئی ذکر صراحتہً کیا جائے یا اس کے متعلق کوئی شرط مرقوم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ اس عہد نامہ سے سخت مخالفت کی جاتی۔ صرف فوجی اضافہ کی غرض ظاہر کر کے اور فرانسیسی عہدہ داروں کے برطرف کر دینے کی قرارداد پر عہد نامہ ۱۷۹۸ء (م ۱۲۱۳ھ) طے کیا گیا۔ ممکن ہے کہ ارسطو جاہ سے رزیڈنٹ نے بالمشافہ میسور پر فوج کشی کی نسبت کوئی اقرار کیا ہو یا خفیہ طور پر کوئی اور معاہدہ ہوا ہو جس کا کوئی شایع شدہ داخلہ ہمارے حیطۂ علم میں نہیں ہے۔

اس موقع پر طلیعی فوج کے ساتھ اس فوج کی سپہ سالاری کی نسبت مارکوس ویلزلی نے

---

[1] دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۴۴۔

رزیڈنٹ کرک پیاٹرک کو لکھا۔

"کوشش کی جائے کہ اس مہم میں اعظم الامرا (ارسطو جاہ) افواج نظام کے سپہ سالار رہیں اور اگر کسی خاص وجہ سے وہ نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان کو افواج کے ہمراہ مہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جا سکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے (خیال رہے کہ) سپہ سالار ایسا شخص ہونا چاہیئے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ غرض واحد میں دلچسپی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدرآباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے۔"[1]

اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کو اپنی تائید کی نسبت ارسطو جاہ پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس کے ساتھ ویلزلی کو یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ نظام علی خان ان دنوں صحیح المزاج نہیں تھے اس لئے ارسطو جاہ کا ان کی قربت سے دور رہنا نہ خود ان کے مفاد کے مدنظر قرین عقل تھا اور نہ خود کمپنی کے مقاصد کے لحاظ سے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ اس فوج کے سپہ سالار ارسطو جاہ نہوں تو کوئی ایسا شخص ہو جو ان کا ہم خیال ہو اور ریاست کے امرا میں سے نہ امیر پائیگاہ ہی انگریزی کمپنی کے طرفدار تھے اور نہ راجہ شامراج و ممتاز الامرا۔ ویلزلی کے جملہ آخر سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چونکہ دربار میں ان صفات کا آدمی ملنا مشکل تھا جن کا انہوں نے

---

[1] ڈسپاچیس آف آریم مارٹن جلد اول صفحہ ۳۳۳ مراسلہ مورخہ ۹ نومبر ۱۷۹۸ء۔

ذکر کیا ہے اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ متجانب ریاست کوئی انگریزی سردار ہی اس خدمت کے لئے نامزد کر دیا جائے لیکن اس کو پسند نہ کیا گیا آخر کار نظام علی خان کی منظوری سے ارسطو جاہ نے میر عالم کو سپہ سالاری پر مامور کر دیا اور ان کے ہمراہ ہادی الدولہ بہرام جنگ، حیدر نواز جنگ اور ابو تراب خان کو مہم پر جانے کا حکم ہوا۔ یہ فوج دریائے کرشنا کے کنارے پہنچ کر رک گئی اس کے متعلق ویلزلی نے اپنے ایک مراسلہ کے ذریعے جے اے کرک پیاٹرک کو یہ اطلاع دی کہ

"مجھے کپتان وایٹ[1] کا ایک خط ملا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ نظام کی انفنٹری نے (چھ ہزار کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے میر عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔"

اس سے پایا جاتا ہے کہ یا تو فوج کو ٹیپو سلطان پر حملہ کی غرض سے نکلنے کی اطلاع اس مقام پر ملی اس لئے اس نے ان کے مقابلہ سے انحراف کر دیا یا یہ کہ دریائے کرشنا کی طغیانی کی وجہ سے اس نے اس کے پار ہونے سے انکار کر دیا بہر حال اس کو آمادہ کیا گیا اور یہ فوج جب دریائے کرشنا پار ہو چکی تو فروری ۱۷۹۹ء (۲۱ رمضان ۱۲۱۳ھ) میں کرنل آرتھر ویلزلی کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ اور میر عالم کی نگرانی فوج بے قاعدہ پر قائم رہی حملہ یا پیش قدمی میں ان کے احکام یا مشورے کو کوئی دخل نہ رہا۔

---

[1] ڈسپاچس آف آف ویلزلی مرتبہ آرتھر مارٹن جلد اول صفحہ ۴۱۵ مراسلہ نشان (۱۳۷) مورخہ ۲۱ جنوری ۱۷۹۹ء

وجہ تحریک اور اعلان جنگ | انگریزی افواج کی پیش قدمی کے بعد غالباً وجہ تحریک جنگ پیدا کرنے کے لئے مارکوئس ویلزلی نے ٹیپو سلطان کو مطالبات[1] ذیل میں متواتر چند خطوط لکھے۔

(۱) نووارد فرانسیسیوں کو انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۲) انگریزی کمپنی کا وکیل (رزیڈنٹ) دارالریاست سرینگ پٹن میں رکھا جائے

(۳) بنادر مقبوضہ (مثلاً گوڑیال بندر منگلور وغیرہ) بغرض تجارت انگریزی کمپنی کے تفویض کر دیئے جائیں۔

یہاں ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ یہ مطالبات کس حد تک بجا تھے بہرحال ان کا جواب ٹیپو سلطان نے گورنر جنرل کے حسب دلخواہ نہ دیا اسی بناء پر میسور پر فوج کشی کا اعلان کر دیا گیا۔

حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان | صاحب نشان حیدری کے بیان کے موافق اس موقع پر ٹیپو سلطان کے ملک میں کچھ ایسی سازشیں ہو گئی تھیں کہ بعض ملازم عہدہ دار و امرا در پردہ خود ان کے مخالف ہو گئے اور احکام کی عدم تعمیل اور ٹال مٹول سے غنیم کو اپنے حسب منشا حملہ آور ہونے میں کامیابی کا موقع دیتے تھے چنانچہ ان کا دیوان میر صادق، سپہ سالار قمر الدین خان وغیرہ اسی زمرہ میں تھے اور ٹیپو سلطان کو ان کے حقیقی خیر خواہوں سے بدظن کرا کے اُن سے دور کر رہے تھے تاکہ وہ ان کا ساتھ نہ دے سکیں۔

مدراس کی انگریزی فوج جب جنرل ہارس کے تحت میسور کی طرف بڑھی تو ٹیپو سلطان نے

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۳۸۳

پورنیا[1] کو ان کی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ جو اپنی فوج کو انگریزوں کی مدافعت سے باز رکھ کر اس کے آگے پیچھے لگا رہا تاکہ یہ ظاہر ہو کہ قابو کی تلاش میں ہے اور اس کی فوج نے کسی مقام پر کہیں حملہ بھی کر دیا تو حملہ آوروں پر زجر و توبیخ کر دی جس سے پھر اس کی فوج نے حملہ کا قصد ہی نہ کیا جب ٹیپو سلطان کو انگریزی فوج کے بڑھے آنے کی اطلاع ملی تو وہ بذات خود چین پٹن تک آ گئے لیکن عین اسی موقع پر انگریزی جنرل اپنا رُخ پھیر کر دوسری سمت چل نکلا ٹیپو سلطان نے یہ خبر پا کر وہی رُخ اختیار کیا آخر مڑولی (عرف نگلشن آباد) میں غنیم کو جا لیا۔ اس مقابلہ میں قمرالدین خان نمکحرامی کر کے اپنی ہی فوج پر ٹوٹ پڑا جس سے ٹیپو سلطان کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اسی دوران میں یہ خبر ملی کہ کورگ کے راستہ سے بمبئی کی انگریزی فوج سرینگ پٹن کی طرف آ رہی ہے اس اطلاع کے ساتھ ہی ٹیپو سلطان کچھ فوج جنرل ہاریس کی مدافعت پر چھوڑ کر آپ کورگ کی طرف متوجہ ہوئے جہاں ٹیپو سلطان کے بعض سرداروں نے میجر اسٹوارٹ کا مقابلہ کر کے اس کو راستہ سے ہٹا دیا جس کے بعد وہ کالی کوٹ کی طرف نکل گیا اور ٹیپو سلطان سرینگ پٹن لوٹے اس اثنا میں جنرل ہاریس سرینگ پٹن کے قریب آ گئے تھے ایک سمت خود اُن کی فوج تھی دوسری طرف سرکار نظام کی امدادی باقاعدہ انگریزی فوج اور بے قاعدہ ریاست کی فوج[2] اور تیسری جانب بمبئی کی فوج ان ہر سہ افواج نے سرینگ پٹن کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کر دی ٹیپو سلطان کے بعض نمک حرام عہدہ داروں کی وجہ انگریزی افواج ایک شکستہ فصیل کی

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۳۸۳ [2] صاحب نشان حیدری نے ریاست حیدرآباد کی فوج کی تفصیل یہ بتائی ہے کرنل رابرٹ کے تحت چار ہزار سپاہ مدراس و دو ہزار سپاہ بنگالہ، میر عالم کے تحت آٹھ ہزار سوار، روشن رائے کے تحت چھ ہزار جن میں ہار

راہ سے قلعہ میں در آئیں اور دروازوں پر قبضہ کر لیا جس کے بعد ٹیپو سلطان بذات خود نکل آئے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے ۴ مئی ۱۷۹۹ء (۲۹ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ) کو شہید ہو گئے۔ سرینگ پٹن پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

یہاں ہم یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ واقعات سے کوئی امر ایسا نہیں پایا جاتا جس سے یہ یقین کیا جا سکے کہ انگریزی کمپنی یا ان کے حلیف نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جاہ کا یہ خیال یا یہ منصوبہ تھا کہ ٹیپو سلطان کو شہید کر دیں اور اس کے بعد تمام ملک میسور کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ خود ٹیپو سلطان کے نمک حرام عہدہ دار یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے سلطنت منتزع ہو جائے اور وہ اس جنگ میں کام آ جائیں چنانچہ قلعہ سرینگ پٹن پر قبضہ ہونے تک بھی ان کو صحیح خبریں نہیں پہنچائی جاتی رہیں اور مقابلے سے پہلو تہی کرتے رہے اور نہ اس عالم پریشانی میں ٹیپو سلطان کے صلاح کاروں نے کوئی صحیح مشورہ ان کو دیا۔ جب محاصرہ کی صورت دگرگوں ہوتی نظر آئی تو ٹیپو سلطان نے اپنے فرانسیسی سردار موسیٰ سیپو کو طلب کر کے مشورہ کیا جس پر اس نے رائے دی کہ شب میں ایک حصہ فوج کے ساتھ معہ خزانہ وہ قلعہ سے نکل کر چیتل درگ چلے جائیں اور قلعہ سرینگ پٹن خود (موسیٰ سیپو) اس کے سپرد کر دیں۔ یہ ممکن تھا کہ ٹیپو سلطان اس مشورے پر عمل کر کے قلعہ چیتل درگ میں پناہ گزیں ہو جاتے یا ان شرائط کو (گو وہ کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں) قبول کر لیتے جو انگریزوں نے ان کی تحریک صلح پر پیش کئے تھے لیکن انہوں نے نہ ان شرائط کو قبول کیا اور نہ موسیٰ سیپو کے مشورے پر کاربند ہوئے بلکہ پھر اپنے دیوان میر صادق اور پورنیا سے مشورہ کیا جنہوں نے اس

فرانسیسی سردار کی رائے کا تخطیہ اس طرح کیا کہ

"فرانسیسی[1] اور انگریز دونوں ایک ہیں سگ زرد برادر شغال حضرت یقین فرمالیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کے سپرد کیا یہ انگریزوں کے تفویض کر دیں گے۔"

اس کے بعد بدر الزماں نے اس پر اور مستزاد کیا کہ

"قبلہ عالم[2]! جیسے ہی حضرت کا مع خواتین و خزانہ و شہزادگان قلعہ چھوڑ کر باہر تشریف لیجانا معلوم ہوگا سب جانثاروں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی اور شیرازہ جمعیت قائم نہ رہے گا"

جس پر ٹیپو سلطان فسخ عزیمت کر کے خزانہ و جواہرات کے صندوق وغیرہ جیسے کے ویسے رکھا دیئے اور راضی برضائے مولیٰ ہو بیٹھے۔

---

[1] سلطنت خداداد صفحہ ۲۴۹ [2] سلطنت خداداد صفحہ ۲۵۰۔

تقسیم ملک میسور

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد ملک میسور اور ٹیپو سلطان کی مال و دولت پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد اس کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہوا۔ اس نوبت پر فریقین معاہدہ صرف دو (نظام علی خان اور انگریزی کمپنی) تھے جن میں اس تمام ملک و مال کی تقسیم ہونی چاہئے تھی لیکن ویلزلی یہ چاہتے تھے کہ اس کی تقسیم میں اپنی آئندہ صلاح فلاح کو پیش نظر رکھ کر اس کو اس قسم سے تقسیم کریں کہ نظام علی خان کا رقبۂ حکومت بھی بہت زیادہ ہونے نہ پائے اور اس جنگ میں ٹیپو سلطان کے جس عہدہ دار (میر قمرالدین خان) نے انگریزوں کی طرفداری کی ہے اس کو بھی کوئی حصہ دیا جائے۔ اور مرہٹوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے اگرچہ وہ اس جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لئے تھے جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اس قوم کو بھی اس طرح اپنا ممنون احسان کر کے ہموار کر لیا جائے اور سابق راجہ میسور کی بیوہ کے لڑکے کو تخت سلطنت پر متمکن کر دیا جائے تاکہ ایک تو اس طرح نیا بنایا ہوا راجہ ان کا شریک و حلیف رہے اور دوسرے یہ کہ اس نئے راجہ کو متمکن کرنے کی صورت میں بیوہ رانی سے اس معاہدہ کی تعمیل میں معقول جلب منفعت ہو جو انگریزی کمپنی نے ذریعۂ ترمل راؤ (نایب رانی میسور) ۲۷ ستمبر ۱۷۸۲ء (م ۱۹ شوال ۱۱۹۶ھ) کو بمقام تنجاور کیا تھا۔ یہ سب امور ایسے تھے کہ لارڈ صاحب مذکور

فرد فرید اس کو طے کرتے تو اس کا امکان تھا کہ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جاہ کے دل میں سوءظنی اور مخالفت پیدا ہو جاتی۔ اسی بناء پر انہوں نے تقسیم ملک و مال کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی جس کے ارکان جنرل ہارسیں، کرنل آرتھر ویلزلی[1] ہنری ویلزلی[2] (لارڈ کولی) لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم، اور مزو مقرر ہوئے۔ اور ریاست آصفیہ کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے ارسطو جاہ سے یہ منظوری حاصل کرلی کہ لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک نمایندۂ ریاست رہیں۔ اس کمیٹی کے مامور ہونے کے بعد مختلف اجلاس ہوئے جس میں تقسیم ملک و مال کے مسایل پیش ہوتے رہے اور جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً میر عالم اور جے اے کرک پیاٹرک (رزیڈنٹ) کے ذریعے ارسطو جاہ و نظام علی خان کو ہوتی رہی۔

تقسیم میں ملک کے علاوہ مال غنیمت بھی تھا جس میں نقد و جواہر کے علاوہ اجناس و جانور بھی تھے۔ مسایل تقسیم پر ارسطو جاہ نے منجانب نظام علی خان جو اختلاف کیا ہے ان کے خط موسومہ میر عالم سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے ضمیمہ **و** میں بجنسہٖ درج کیا ہے۔

تقسیم مال کی نسبت ارسطو جاہ کو اطلاع دیگئی تھی کہ غنیمت میں صرف ایک لاکھ ہون کا مال سپاہ سرکار کے حصہ میں آتا ہے جس پر وہ تعجب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

---

[1] یہ مارکوئس ویلزلی کے دوسرے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ ولنگٹن سے مخاطب ہوئے۔

[2] یہ مارکوئس ویلزلی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ کولی سے مخاطب ہوئے۔

"گورنر جنرل بہادر نے تو یہ لکھا تھا کہ توشک خانہ و آلات حرب و ضرب کے علاوہ کرور ہا روپیہ کا مال تھا جس میں بندگانِ عالی مساوی کے شریک ہیں اگر یہ کہا جائے کہ سرکار عالی کی جمعیت کم ہے اور کمپنی کی زیادہ اسی تناسب سے تقسیم ہوگی تو کہا جائے کہ اس صورت میں شراکت مساویانہ باقی نہیں رہیگی جس کی قرارداد ہوئی ہے اور اس سے کمپنی کی بدنامی ہوگی ہرگز اس حصہ کو قبول نہ کیا جائے اور اہل کمپنی یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ غنیمت سپاہیوں کا حق ہے تو ان سے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ٹیپو سلطان کے متعلقین و فرزندان نصف ملک اور خزانہ کے طلبگار ہیں تو ان کو کیوں دیا جاتا ہے اس واسطے کہ قلعہ یورش کے ذریعے فتح ہوا ہے اور فرانسیسیوں کے مثل وہ بھی اسیروں میں داخل ہیں انہیں صرف بقدر پرورش قوت لایموت دینا مناسب اور واجب ہے بقیہ حصہ مساوی ہو اور سرکار عالی اور کمپنی انگریزی اپنے اپنے حصہ میں مختار رہے چاہے اپنے سپاہیوں کو دے یا نہ دے۔"

ملک کی تقسیم میں پہلے یہ قرارداد ہوئی کہ اس کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک ٹیپو سلطان کے پسماندوں اور فرزندوں پر تقسیم ہوگا اور باقی دو شرکاء تقسیم کرلیں گے لیکن چونکہ کمیٹی کے مطمح نظر یہ تھا کہ انگریزی کمپنی نظام علی خان، پیشوا اور ٹیپو سلطان کے وہ عہدہ دار جو اس جنگ میں انگریزی کمپنی کے طرفدار رہے ہوں اس سے مستفید ہوں اور ان کے علاوہ ریاست میسور پر سابق راجہ کی اولاد سے کسی کو متمکن کرکے اس سے بھی تحت معاہدہ جلب منفعت کرے اس لئے وہ قرارداد کالعدم کردی گئی اور

جب ان مسایل کو پیش کر کے ارسطو جاہ کو یہ اطلاع دیگئی کہ اس طرح ملک تقسیم ہو جائے تو سات لاکھ ہون سالانہ محاصل کا علاقہ سرکار عالی کے حصہ میں آئیگا جس میں سے دو لاکھ ہون سالانہ کا علاقہ ٹیپو سلطان کے سپہ سالار میر قمرالدین خان کی جاگیر میں دیا جائے تو ان کے حصہ میں صرف پانچ لاکھ ہون کا علاقہ بچ رہے گا اس علم کے بعد ارسطو جاہ نے میر عالم کو لکھا کہ

"حالیہ جنگ کے دوران میں ٹیپو سلطان نے جب مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی تو ان کے پاس جنرل ہاریس نے یہ شرط پیش کی تھی کہ دو کرور روپیہ نقد اور نصف ملک دیدیا جائے اگر اسی پر صلح ہو جاتی تو یقیناً بند گانعالی اس میں سے نصف حصہ پاتے جب ان شرایط پر صلح نہیں ہوی اور ملک حسب مراد بالکلیہ فتح اور شرکا، کے قبضہ میں آگیا ہے تو اس کی تقسیم میں جو کچھ شرکا، کو ملے وہ اس حصہ سے زیادہ ہی ملنا چاہیئے جو ان شرایط کے تحت مل سکتا تھا نہ کہ اس سے کم"۔

کمیٹی نے ارسطو جاہ کی اس حجت پر کوئی لحاظ نہ کیا اور انہیں امور کے تحت تقسیم کی قرارداد کرلی جو ان کے پیش نظر تھے۔ اس کے بعد تفویض و تعین مواضعات کا مسئلہ تھا بس میں منجملہ دیگر مواضع کے ارسطو جاہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ چیتل درگ نظام علی خان کے حصہ میں آئے لیکن مارکوئس ویلزلی کو اس سے بھی اختلاف ہوا اور قرار یہ دیا کہ وہ کمپنی کے سی ساختہ پرداختہ شخص کے تابع رہے چنانچہ انہوں نے مراسلہ مورخہ ۵ جون ۱۷۹۹ء کے ذریعہ لفٹننٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک (رکن کمیٹی تقسیم) کو لکھا کہ

"چیتیل[1] درگ اور بیدنور وغیرہ راجہ میسور کے قبضہ میں دیئے جائیں گے اور بلحاظ اس کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے زیر حکم رہیں گے لیکن میں اس امر پر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتیل درگ نظام کے قبضہ میں دیا جائے یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہوگا اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ ایسا خیال میر عالم[2] کا ہو تو ان کے دل سے نکال دو۔"

چیتیل درگ کا قلعہ نہایت مستحکم اور شاندار تھا اور حدود ممالک سرکار عالی سے قریب ہونے کے باعث ارسطو جاہ اس کو ممالک محروسہ میں داخل کرنا چاہتے تھے اگر وہ سرکار عالی کے تفویض کیا جاتا تو ممالک محروسہ اور نئے راجہ میسور کے حدود باہم ملجاتے تھے جس کو انگریزی کمپنی مناسب تصور نہیں کرتی تھی اور سوائے اس کے کمپنی کا مقصد غالباً یہ بھی تھا کہ اس موقع پر اس معاہدہ سے بھی فایدہ اٹھایا جائے جو رانی میسو کے ساتھ ۲ ستمبر ۱۷۸۲ء کو نسبت تخت نشینی راجہ اس کے نابالغ کے ذریعے ہوا تھا اور جس کا آخری فقرہ یہ تھا:

"نظام[3] اور مرہٹوں کو اس حصہ ملک کے سوائے جو وراثتہً ان کے قبضے میں رہا ہو اور کوئی خطہ نہ دیا جائے۔"

اسی لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مزید قطعہ نظام علی خان کے قبض و تصرف میں جائے اگر ایسا ہو جاتا تو کمپنی کو اس معاہدے کے تحت کسی مطالبہ کا قانونی حق

---

[1] ڈسپاچیز آف ویلزلی مرتبہ آرمیم مارٹن جلد ۲ صفحہ ۲۵ [2] میر عالم اس معاملہ میں صرف ایک سفیر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ [3] دی ٹریٹیز سنیڈ اینگیجمنٹس سن طبع ۱۹۲۹ء جلد نہم صفحہ ۲۲۸

باقی نہیں رہتا۔ ان امور متنازعہ پر حسب منشاء ارسطو جاہ میر عالم نے کمیٹی تقسیم میں اور مستقیم الدولہ[1] نے رزیڈنٹ (جے اے کرک پیاٹرک) سے استمداد کیا جس کی اطلاع پر مارکویس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۷۹۹ء لکھا کہ

"باوجود برٹش گورنمنٹ اور میرے حسن سلوک کے میر عالم نے ہم دونوں (یعنے ویلزلی اور کرک پیاٹرک) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے (جو انہوں نے اعظم الامرا کو سرنگاپٹم سے لکھے ہیں) ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میر عالم کی اس روش کی سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں کہ وہ سرنگاپٹم کی تقسیم غنیمت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی عاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاربس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں ان کے اس ناواجبی ادّعا سے انحراف کئے جانے پر یہ بے چینی واقع ہوئی یہ طرز عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آیندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔"

اس سے یہ ظاہر ہے کہ لارڈ صاحب نے میر عالم کو ریاست میں اور خود رئیس کے پاس بدنام کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مال غنیمت سے اپنے لئے کسی حصہ کے طلبگار تھے جس کے نہ ملنے پر وہ یہ اعتراضات پیدا کر رہے ہیں۔ ارسطو جاہ کا محولہ خط دیکھا جائے تو

---

[1] میر عالم جب جہم میسور پر روانہ ہوئے تو ان کی جگہ مستقیم الدولہ ارسطو جاہ اور رزیڈنٹ کے مابین وکیل مقرر ہوئے تھے

معلوم ہوگا کہ ان اعتراضات میں میر عالم کی ذاتی رائے کو بہت کم دخل تھا جو کچھ انہوں نے عمل کیا صرف امتثال امر میں بموجب ہدایت کیا ہے۔

اس کے بعد اسی خط میں ویلزلی نے نظام علیخان اور ارسطو جاہ کے اعمال پر بھی تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اس میں ان فوائد و برکات کا ذکر کیا ہے جو نظام علی خان اور ان کی ریاست کو انگریزی اتحاد سے حاصل ہوئے تھے تاکہ ان سب کے اظہار کے ساتھ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جاہ تقسیم کے مسئلہ پر زیادہ گہری نظر ڈالکر کسی غلطی فہمی میں نہ پڑیں یا مخالف نہ ہو جائیں چنانچہ مارکوئس ویلزلی لکھتے ہیں۔

"نظام اور اعظم الامرا کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں ہیں اس سے زیادہ سبک اور خارج از عقل کوئی امر نہیں پایا جو انہوں نے ہماری اور نظام کی فوج سے اس کی بہادری اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا بہ اعتبار تعداد اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمپنی کے مماثل نظام کا حصہ قرار دینے میں بڑی ناانصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجہ استفادہ سے محروم رہیگی۔ نظام کے رسالے کو (جو بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے انتظام کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ انعام پائے اس کے سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ نظام کے رسالے کی بابت میر عالم کے ساتھ ایک تصفیہ ہوا تھا آیا میر عالم نے نظام کی پیدل فوج کو ان کے رقمی انعامی حصص سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے

دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو دھبہ لگانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہز ہائنس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچیگا میں اپنے اس خط کو نظام اور اعظم الامرا اور مستقیم الدولہ کے رویہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاعوں میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور ریاست حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میر عالم کے قریبی رشتہ دار[1] ہیں اس لئے ان کے مربّی اور قرابت دار کی (مطالبۂ انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جرأت کا در پردہ باعث ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل اعظم الامرا سے مشورہ ہو چکا تھا یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارات کا اظہار کروگے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دئے ہیں یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دیگئی برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ اقتدار کے نظر کرتے بالکل مہمل اور فضول ہے۔

سرینگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو قعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے ان مکمل اقتدارات میں ذرا بھی مداخلت نہ کرینگے جو انہوں نے فتح میسور میں اپنے فوائد کی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو اُن کی شوخ کلامی پر جو انہوں نے برٹش گورنمنٹ کی نسبت کی ہے مبیّنہ طریقہ پر تنبیہ کریں

---

[1] میر عالم کی علاتی بہن مستقیم الدولہ سے منسوب تھیں۔

اور اگر مزید سختی کی ضرورت ہو تو اُن کو ان کے پنشن[1] (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو اسی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انہوں نے اپنے نوکروں کو ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر اعظم الامرا کو ان فوایدو برکات سے آگاہ کرانا نامناسب نہ ہوگا جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کیے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیسی) کی بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے مرکز میں اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ ان کے دشمن مرہٹوں کی مداخلت انگریزی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا نہایت ناممکن التسخیر دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ عاید کیے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس دشمن کے عوض ایک ایسی قوت (یعنے نیا راجہ میسور) قایم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد ہے اور جس سے ان کی ریاست کو بالکلیہ اطمینان ہے (اس کے علاوہ انہوں (نظام) نے ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محاصل اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجا لائے فی الجملہ انہوں (نظام) نے ایک پست حالت سے اپنے ملک میں اور بیرونجات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذی وقعت مرتبہ پایا یہ سب برٹش طاقت کے ساتھ اتحاد کے نتایج ہیں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انہوں نے

---

[1] معلوم یہ ہوتا ہے کہ انگریزی سے مستقیم الدولہ کو بھی کوئی الاونس یا ہوار مقرر تھا۔

حاصل کئے یہ بھی کوئی عاقبت اندیشی ہے کہ مال غنیمت پر نہر ہائی نس کی عدم دست رسی (جو برٹش گورنمنٹ سے اس بنا پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کیجائے جنہوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اتنے فوائد حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے ہو۔

یہ خط اس وقت لکھا گیا ہے جب کہ کمپنی نے اپنے حسب منشا تقسیم ملک و مال کر کے اسی کے تحت طے نامہ مورخہ ۲۲ جون ۱۷۹۹ء (م ۷ محرم ۱۲۱۴ھ) کی تکمیل کرلی جس کی رو سے (ان تمام منہائیوں کے بعد جن کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے) پانچ لاکھ سینتیس ہزار تین سو تیئیس پگوڈا پونے دو فنم کا علاقہ نظام علی خان کے حصہ میں آیا۔ اور اس علاقہ میں سے بھی دو ثلث حصہ نظام کو ملا جو پیشوا کے لئے رکھا گیا تھا اس لئے کہ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

تقسیم ملک و مال کی جو کمیٹی قایم ہوئی تھی اس کی برخواست کے بعد میر عالم مدراس میں مدعو کئے گئے جہاں ۸ ربیع الثانی ۱۲۱۴ھ (م ۹ ستمبر ۱۷۹۹ء) کو بڑا بھاری جشن فتح منایا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو کر ۲ جمادی الاول ۱۲۱۴ھ (م ۲ اکتوبر ۱۷۹۹ء) کو معہ افواج امدادی حیدرآباد پہنچے۔ اس فوج کی چھاؤنی کے لئے بلدہ حیدرآباد کی شمالی سمت میں حسین ساگر کے پرے ایک مقام تجویز کیا گیا یہی مقام بعہد سکندر جاہ اچھی طرح آباد ہو گیا تو انہیں کے نام پر اس کا نام سکندرآباد رکھا گیا۔

اسی زمانہ میں سکندر جاہ کی شادی ارسطو جاہ کی پوتی جہاں پرور بیگم سے بمقام

بیدر ہوی۔ اس تقریب سے فراغت پانے کے بعد نظام علی خان انتظام ممالک مفتوحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور میر عالم کو اس کے بندوبست اور حصول عمل دخل کے لئے روانہ فرمایا۔ ان کے تحت مہاراجہ چندولال وغیرہ بھی مامور کئے گئے۔

اسی تنظیم کے دوران میں نظام علی خان نے اس حصہ ملک کو اپنے صاحبزادے سلیمان جاہ اور اسطوجاہ کی جاگیر میں دیگر اس کی اطلاع لارڈ صاحب کو کردی لیکن اسی زمانے میں انگریزی کمپنی کے مدنظر ایک ایسے طے نامہ کی تکمیل تھی جس کی رو سے سرکار نظام کی انگریزی امدادی فوج میں دو پلٹن اور ایک رجمنٹ کا اضافہ کیا جائے اور اس کی تنخواہ میں حالیہ مفتوحہ ملک اور سابقہ حاصل کردہ علاقہ (جو ۱۷۹۲ء م ۱۲۰۵ھ کی جنگ میسور میں بحصہ نظام آیا تھا) حاصل کرلیا جائے۔ اور جب اس تجویز کی بموجب انگریزی رزیڈنٹ جے۔ اے۔ کرک پیاٹرک نے نظام علی خان سے طے نامہ امدادی بابتہ ۱۸۰۰ء ۲۲ سر جمادی الاول ۱۲۱۵ھ (م ۱۲ اکتوبر ۱۸۰۰ء) کو تکمیل کرالیا تو لارڈ صاحب نے ذریعہ مراسلہ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۰۰ء (م ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۱۵ھ) لکھا۔

"چونکہ اس خط میں[1] سرفرازی جاگیر کی اطلاع دیگئی ہے اس سے حدود مواضع و نام مقامات کا تعین نہیں ہوتا ہے اس لئے ان کی صراحت فرمائی جائے"۔ جس سے یہی پایا جاتا ہے کہ اس کے جواب میں جن جن مواضع کا نام لکھا جاتا ان کی نسبت یہی عذر کیا جاتا کہ وہ اس طے نامہ کی رو سے افواج امدادی کی تنخواہ میں دوانا تفویض کردئے گئے ہیں

---

[1] اصل خط اور اس کی مسکلہ فرد کی نقل یہ ہے:۔ "آنچہ ملک و تعلقات درہم ٹیپو سلطان بحصہ سرکار دولت مدار آید

اسی سنہ میں اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ محمد وفادار خان کا باغ انگریزی رزیڈنٹ کی سکونت کے لئے مختص کر کے اس میں ایک محل تعمیر کرایا گیا جس کا صرفہ سرکار عالی پر عاید ہوا صاحب حدیقۃ العالم نے اس کا خرچ جملہ دو لاکھ روپے بتایا ہے اب تک بھی اس کے ضروری مصارف وغیرہ کی پابجائی تا حد علم حکومت سرکار عالی سے ہوتی ہے۔

میر عالم کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں

اس بندوبست اور عمل دخل کے اختتام پر مارکوئیس ویلزلی کے اس مراسلہ[1] کا اثر ظاہر ہوا جو انہوں نے رزیڈنٹ کرک پیاٹرک کے نام لکھا تھا اور جس میں انہوں نے میر عالم کی نسبت خیال ظاہر کیا تھا کہ "وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے"۔ چنانچہ وہ نظر بند[2] کر دیئے گئے اور ان کی خدمت وکالت ارسطو جاہ نے اپنی خدمت دیوانی میں ضم کر دی۔

خدمت وکالت کے انضمام کے بعد سے رزیڈنٹ اور مدار المہام کے مابین کوئی توسل قایم نہ رہا۔ جو کچھ مراسلت یا حکم احکام ہوتے بالراست طے پاتے۔

عہد نامۂ امدادی کی تکمیل سے قطع نظر بھی کر لیجائے تو سکندر جاہ کی تخت نشینی میں لارڈ صاحب سے استمداد کی تحریک پہلی اور انضمام وکالت دوسری غلطی تھی جس سے ارسطو جاہ نے ریاست کی خود مختاری کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تفصیل ذیل عنایت فرمودہ شد:۔

برخوردار سعادت آثار اقبال یار وکامگار زامدار رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر — فرزند ارجمند سعادت واقبال نشان وخجستہ خصال مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ارسطو جاہ نواب مشتاق

[1] مراسلہ نشان ۲۲۳ مورخہ ۳۰ جون ۱۷۹۹ء — دو حصے

[2] تفصیل مطلوب ہو تو ملاحظہ ہو "میر عالم" — یک حصہ

انتقالِ نظام علی خان

نظام علی خان کا انتقال اور ان کا مدفن | میسور کی جنگ کے اختتام کے بعد انگریزی کمپنی کی توجہ مرہٹہ ریاستوں پر منعطف ہوی اور اس کوشش میں رہی کہ ان کو بھی اپنے زیر اثر کر لے چنانچہ ۱۸۰۱ء (م ۱۲۱۵ھ) کے بعد سے ۱۸۰۳ء (م ۱۲۱۸ھ) تک وہ اسی تگ و دو میں لگی رہی اور چونکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود مرہٹہ ریاستوں کے حدود سے متصل تھے اس لئے مرہٹوں کے مقابل کی جنگ میں نظام علی خان کی امداد ضروری تھی اور اس کے علاوہ عہدنامہ جات کی رو سے بھی بصورت جنگ کمپنی کی مدد کرنا ان پر لازم تھا لیکن اس وقت تک ان کے ایام حیات ختم ہو گئے اور انہوں نے سابقہ مرض (فالج) کے سلسلہ میں ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ (م ۶ اگست ۱۸۰۳ء) کی صبح عالم جاودانی کی سیر فرمائی اور ریاست کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ اور مدار المہام ارسطو جاہ کے ید قدرت میں چھوڑا۔

انزہاق روح کے ساتھ ہی ارسطو جاہ کی تحریک پر رزیڈنٹ نے حضوری ڈیوڑہی پر اور ہر ایک صاحبزادے کے محل پر ایک ایک سرکردۂ ولایتی معہ دو دو سو جوانان بار کے متعین کر دیا جس سے تخت نشینی میں کوئی فتنہ و فساد ہونے نہ پایا۔

نظام علی خان کی نعش صحن مکہ مسجد میں ان کی والدہ کی بائیں جانب سپرد خاک کی گئی۔ ان کے اور ان کے بعد کے انتقال کئے ہوئے رؤسا کی قبروں پر ایک معمولی سائبان تھا چند سال قبل ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان خلد اللہ ملکہٗ نے ان تمام قبور پر ایک سنگ سبت عمارت تعمیر کروائی ہے جس کے دیکھنے سے گذشتہ بادشاہوں کی عظمت و وقار کا تصور ذہن میں آجاتا ہے قبر پر شاہ تجلی کے مشہور شاگرد نثیر محمد خان ایمان کا یہ قطعہ کندہ کر کے لگایا گیا ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام — خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زین مصرع عجیب دو تاریخ را بخوان — مستوجب بہشت۔ با خلاص فاتحہ

ازواج و اولاد نظام علی خان

صاحب نگارستان آصفی نظام علی خان کے صرف چار محلات ۱۲۱۸ھ ۱۲۱۸ھ کا نام بتا کر یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سی ازواج تھیں صاحب گلزار آصفیہ و تورک آصفیہ و شجرۂ آصفیہ نے ایک ایک مزید نام بتایا ہے ان مورخین کے اعتبار سے جملہ سات محلات معلوم ہوتے ہیں لیکن ہماری تلاش میں فی الجملہ نو محلات دریافت ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) زیب النسا بیگم (۲) بخشی بیگم (۳) تہنیت النسا بیگم (۴) عنایت النسا بیگم (۵) فضل النسا بیگم (۶) سلطانی بیگم (۷) جانی بیگم (۸) کریم النسا خانم۔ (۹) بہرور بانو بیگم۔ بقول صاحب شجرۂ آصفیہ زیب النسا بیگم معروف بہ برہان پوری بیگم کے بطن سے جہاندار جاہ تھے دوسری بیوی بخشی بیگم کے بطن سے میر احمد علی خان عالیجاہ تھے

جو خروج کرنے کے بعد ۱۲۱۰ھ (م ۱۷۹۵ء) میں انتقال کر گئے تیسری بیوی تہنیت النسا بیگم سے دو صاحبزادے تولد ہوئے ایک میر اکبر علی خان سکندر جاہ دوسرے میر تیمور علی خان اکبر جاہ چوتھی بیوی عنایت النسا بیگم سے دو فرزند (میر سبحان علی خان فریدوں جاہ و میر محمد علیخان[1] جمشید جاہ) اور دو لڑکیاں (بشیر النسا بیگم و ریاض النسا بیگم) ہوئے تھے بہرور بانو بیگم سے میر جہانگیر علی خان سلیمان جاہ اور روشن آرا خانم کے بطن سے میر جہاندار علی خان کیوان جاہ تھے ان کے علاوہ جو صاحبزادیاں تھیں ان کے متعلق یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کس کس کے بطن سے تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں :-

دیگر صاحبزادیاں :- (۱) فخر النسا بیگم (۲) جہاں آرا بیگم (۳) ساجدہ بیگم (۴) امیر النسا بیگم (۵) سلیمہ بانو بیگم (۶) نقشبندی بیگم (۷) قمر النسا بیگم (۸) کابلی بیگم (۹) جمدۃ النسا بیگم (۱۰) فرحت النسا بیگم (۱۱) نور جہاں بیگم (۱۲) امامی بیگم صاحب شجرۂ آصفیہ نے دو نام مزید بتائے ہیں ایک بدری بیگم دوسرے بہجت بیگم۔

عمارات | بلدۂ حیدرآباد کو پایۂ تخت قرار دینے کے بعد اپنی رہائش کی خاطر نظام علیخان نے کئی محل تعمیر کرائے۔ چہار بنگلہ (جو عرف عام میں چومحلہ کے نام سے مشہور ہے) گلشن محل مہابت محل۔ موخر الذکر ہر دو محل اب اس نام سے موسوم و معروف نہیں ہیں زمانۂ مابعد میں یا تو ان کے نام بدل دیئے گئے ہیں یا ان کو منہدم کر کے ان کی جگہ کسی اور نام کے محل تعمیر ہوئے

[1] صاحب نگارستان آصفی نے ان کا نام میر انتظام علی لکھا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے میر محمد شید علی۔

نوازش محل[1] نام کا بھی ایک محل تعمیر ہوا تھا جو نظام علی خان کے قدیم خانساماں نوازش علی کے زیر اہتمام تکمیل پایا اور اسی مناسبت سے اس کا نام نوازش محل رکھا گیا انہیں نوازش علی کے زیر نگرانی بادشاہی عاشور خانہ کی ترمیم بھی ۱۲۷۰ھ میں ہوئی تھی روشن بنگلہ اور بیچ محلہ بھی نظام علی خان ہی کی تعمیرات کردہ عمارات میں ہے کہا جاتا ہے کہ یہ اس چوبینہ سے تعمیر ہوئے ہیں جو نرمل کے ابراہیم باغ کی عمارتوں کو منہدم کر کے حیدرآباد لایا گیا تھا۔ اس کے متعلق صاحب تذکرۂ نرمل کا بیان ہے کہ ابراہیم بیگ[2] خان دھونسہ کے فرزند احتشام جنگ جب ایلچپور پر مامور ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے ایک مکان کی تیاری شروع کی اس شہر میں ایک مکان موسوم بہ سبز بنگلہ تھا جس کو آصف جاہ اول نے تعمیر کرایا تھا احتشام جنگ نے اس محل کو منہدم کر کے اس کے ملبہ اور چوبینہ سے اپنا محل تیار کیا جب یہ اطلاع نظام علی خان کو ہوئی تو وہ بہت غضب آلود ہوئے۔ اسطوجاہ نے ان کے رفع غضب کے لئے یہ صورت انتقام پیش کی کہ احتشام جنگ کے والد کی بنا کردہ عمارات جو ابراہیم باغ میں واقع ہیں منہدم کر کے ان کا چوبینہ بلدہ طلب کر لیا جائے اور اس سے یہاں مکانات و محل تیار کرائے جائیں چنانچہ حسبہ الحکام جاری ہوئے اور تعمیل ہوئی۔ روشن بنگلہ اور غنی محل غنی یار خان داروغہ عمارات کی زیر نگرانی تیار ہوئے تھے۔ اسی پر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ بیچ محلہ بھی انہیں کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔

تمت دور دوم

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۹۳

[2] تذکرۂ نرمل صفحہ ۹۷۔

ضمیمهٔ (الف)

شجرهٔ نظام علیخان

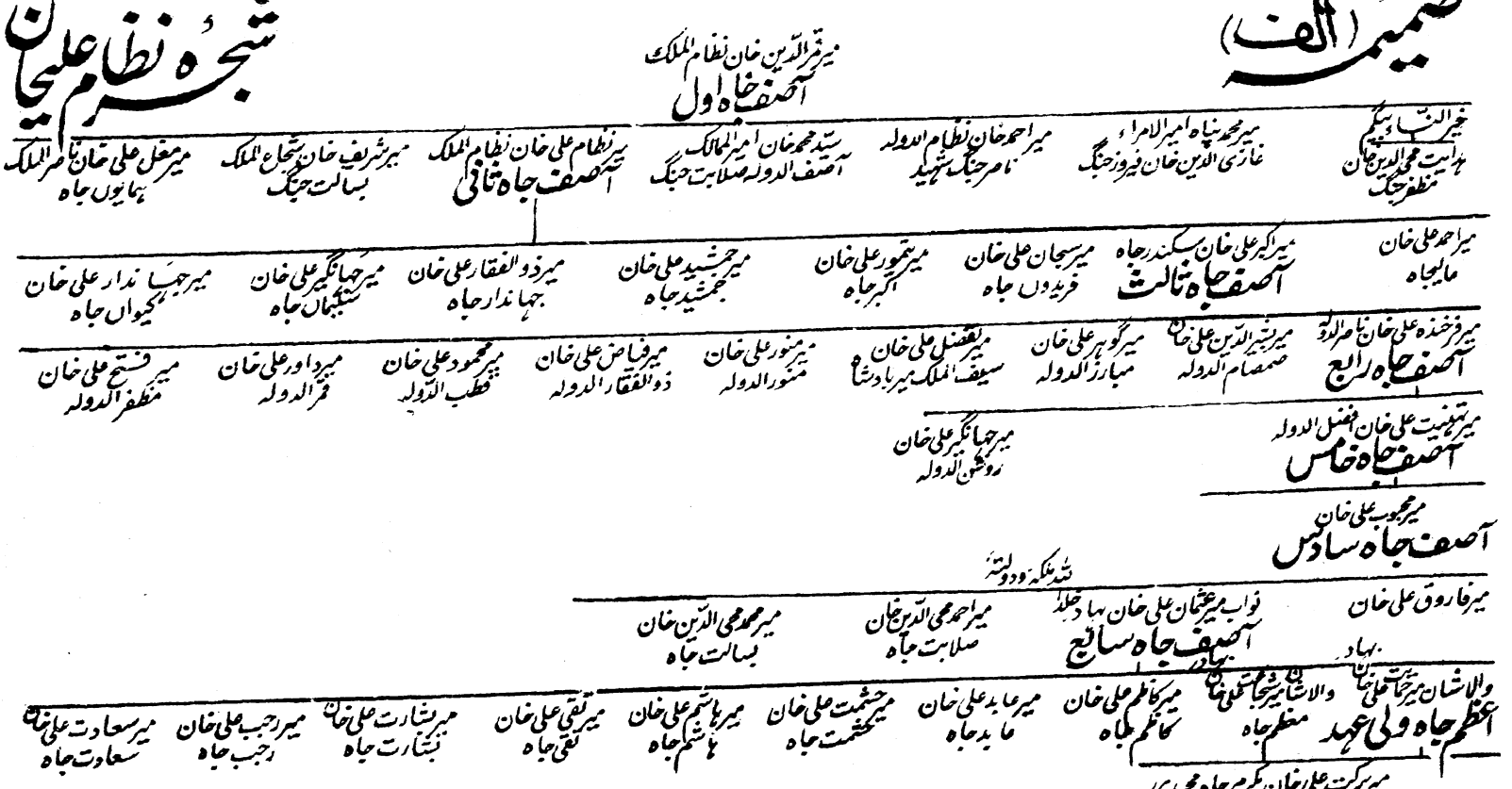

ضمیمہ (ب)

عہدنامہ ایت گیر سنہ ۱۱۹۸ھ

اول اینکہ بتجویز طرفین آنچہ مصلحت قرار یافت بعد قرار یافتن آن مصلحت نفع و نقصان
ندیدہ آن مصلحت را بہ انجام باید رسانید و بعد شروع شدن آن مصلحت اگر در دل راؤ پنڈت
پردھان آید کہ این مصلحت را دار مدار کردہ فیصل باید نمود و در خاطر حضرت بندگانعالی آید کہ این
مصلحت را دار مدار نکردہ بانصرام باید رسانید لازم کہ پنڈت پردھان بلا اندیشہ متفق مشورہ
بندگانعالی بودہ مصلحت مذکور را بانجام رسانند۔ علی ہذا القیاس ماہین مصلحت در دل حضرت
بندگانعالی آید کہ این مصلحت را دار مدار کردہ فیصل باید نمود و بدل راؤ پنڈت پردھان آید کہ
دار مدار نکردہ این مصلحت بانصرام باید رسانید لازم کہ بندگانعالی بلا اندیشہ متفق مشورہ پنڈت
پردھان بودہ مصلحت مذکور را بانجام باید رسانید و اگر بصلاح طرفین آید کہ این مصلحت را
بدار مدار فیصل باید کرد آن وقت مضایقہ نیست بمشورہ طرفین ہر چہ قرار باید موافق آن دار
مدار باید کرد۔

دویم انکہ در خاطر بندگانعالی آمد کہ فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت راؤ پنڈت پردھان
آن مصلحت نیامد و بندگانعالی بحد شدند کہ این مصلحت قرار می دہم باید کرد لازم کہ پنڈت پردھان
قبول نمودہ در مصلحت قرار دادہ بندگانعالی شریک باشند علی ہذا القیاس در خاطر راؤ پنڈت
پردھان آمد کہ فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت بندگانعالی آن مصلحت نیامد راؤ پنڈت پردھان

بحد رشد ند که مصلحت که قرار می دہم باید کرد لازم که بندگانعالی قبول فرموده در مصلحت قرار داده
راؤ پنڈت پردھان شریک باشند۔

سیوم آنکه وقتے که باتفاق طرفین مہم کرناٹک قرار یافت آنچه ملک وقلاع وگڈھی ہا و
کھنڈنی مال وامتعه وغیره بدست آید از انجمله محالات پنجاه وسه لک وہشتاد وسه ہزار روپیه
جمع کامل بابت عمل مادھوراؤ متوفی که پیشکش آن پانزده لک روپیه حیدر علی خان قبول نموده
بود آن تعلقه بطرف راؤ پنڈت پردھان باشد در آن حصۂ سرکار بندگانعالی نیست وتعلقه
کڑپه وغیره بابت عبدالحلیم خان وغیره اقرباء واز تعلقه کرنول وغیره جاگیر رستم خان بہادر
وغیره پسر واقرباء وآنچه در تعلقه ادونی وغیره از سنه ۱۱۸۲ف که در تصرف حیدر علی خان بوده ودرین ولا
فتح علی خان قابض ومتصرف است در سرکار بندگانعالی باشد در آن حصۂ راؤ پنڈت پردھان
نیست سوائے این ہرچه بدست آید نصفا نصف حصه نمایند ویکے حصۂ ملک نوشته اندازده
یکے بردارد ودر حصه ملکے که در سرکار بندگانعالی خواہد آمد راؤ پنڈت پردھان را در آن از وجه
چوتھ وغیره بابت ہائے شراکت نیست مگر آنچه وجه چوتھ ومقطعه تعلقۂ ادھونی وکرنول در سرکار
راؤ پنڈت پردھان می رسید جاری باشد۔

چہارم آنکه در دولت حضرت بندگانعالی یا بر دولت راؤ پنڈت پردھان اگر مخالفے
نظر بد کرده عزم کند چه بندگانعالی وچه راؤ پنڈت پردھان سود وزیان ندیده باجمعیت آمده
شریک یکدیگر شوند وبر تنبیه مخالف سرگرم باشند ہرگاه باہم نوشته برسد بے درنگ ہمان وقت
یکے شریک دیگرے بر دولت ہر که مخالف نموده رشد موافق مصلحت آن شخص سردار دیگر

متفق باشد واز صواب دید او مخالفت نورزد۔

پنجم آنکہ اگر بر دولت بندگانعالی وراؤ پنڈت پردھان یک دفعہ مخالف ہا عزم نمایند بمشورت بندگانعالی وراؤ پنڈت پردھان دفعیہ وتنبیہ او باید کرد وبپاس دولت خود متحرک سلسلہ علیحدہ علیحدہ نباید شد وہر چہ کردن باشد بتجویز طرفین باید کرد۔

دفعہ ششم آنکہ قرار مدار عملداری جزئیات مثل چوتھ وسردیسمکھی وغیرہ فیما بین بعمل آمدہ است موافق آن کما یشد اران راؤ پنڈت پردھان وعمال وجاگیرداران سرکار بندگانعالی باہم قایم باشند احیانا از کسے زیادتی سوائے اقرار بعمل آید فیما بین ہر دو سرکار موافق قرار از نوشت خواند تصفیہ نمایند بنا بر جزئیات خلل در کلیات نباید وکلیات موافق قرار قایم باشد

ہفتم اینکہ در دولت حضرت بندگانعالی یا در دولت راؤ پنڈت پردھان اگر کار کمک فوج رو دہد از جانبین کمک بعمل می آمدہ باشد۔

ہشتم آنکہ از طرفین تدبیر بر ہمی دولت یکے دیگرے نکند واگر سررشتہ بر ہمی دولت یکے بدست دیگرے بیاید آن سررشتہ را بر ہم سازد وگفتہ کسے درین امر مسموع نباشد و وازین مراتب ہمدیگر اطلاع می شدہ باشد۔

نہم آنکہ ہر مشورت کہ مقرر کردن باشد بنا بر آن بر نوشت وخواند خطوط است تفصیل آن از طرفین نوشتہ شود وحوالہ آن بر خطوط وکلا درمیان نباشد واگر حوالہ خط کسے باشد مسودۂ آن خط بصاد وہمدیگر پیش او باشد واصل آن پیش ہمدیگر نماید۔

دہم آنکہ بتجویز طرفین مصلحتے قرار یافت واز طرفین متوجہ آن مصلحت شدند اتفاقا مخالف بیگر

بر ملک حضرت بندگانعالی با راؤ پنڈت پردھان نمودار شود بمشورت ہمدیگر ورزند و از مصلحتے کہ بروقایم شدند نمودہ تنبیہ مخالفے کہ بر ملک یکے رو آوردہ باشد از طرفین باید کرد۔

یازدہم اینکہ از سرداران ہر دو دولت راج کاران طرفین نباید داشت فقط دوستے اگر نماید مضایقہ ندارد۔

دوازدہم آنکہ بخاطر راؤ پنڈت پردھان رسید کہ فلان مصلحت باید کرد آن مصلحت بخاطر بندگانعالی نرسیدہ دیگر مصلحت اگر بر خاطر حضرت گوارا شد اگر ازین جہت کشش بمیان آمد از طرفین ہمچنین کشش باہم نباشد و بر ہر مصلحتے کہ نفع و نیک باشد آن مصلحت را باید کرد۔

سیزدہم آنکہ ہفت لک روپیہ بابت مقطعہ راج مندری وغیرہ بابت سرکار بندگانعالی بطرف انگریز است بندگانعالی بگیرند و پانزدہ لک روپیہ پیشکش راؤ پنڈت پردھان کہ بطرف فتح علی خان است راؤ پنڈت پردھان بگیرند تہ نامہ بندگانعالی و راؤ پنڈت پردھان با انگریز است احیاناً از طرف انگریز بر خلاف تہ نامہ عمل آید و ہم بر آنہا از طرفین کردن لازم شود سرکار مصطفےٰ انگرو ویلور و سیکاکل و راج مندری چہار سرکار بلا شرکت در سرکار بندگانعالی و تعلقہ تنجاور بلا شرکت بطرف راؤ پنڈت پردھان باشد تتمہ آنچہ مال ملک وغیرہ و قلاع و گڈھی ہا نصفا نصف باید گرفت۔

دفعہ چہاردہم آنکہ از طرفین سوائے صلاح و امداد فوج ہر کس کہ مکان یا ستوستان این طرف تنگ بھدراچلم حضرت بندگانعالی یا راؤ پنڈت پردھان ہر کس کہ تسخیر نمایند اگر در تعلق بندگانعالی باشد خود قابض و متصرف شوند و وجہہ چوتھ معہ تابینی و ساہوترہ و سردیسکھی موافق معمول

واجبی بالمقطعه هرچه جاری باشد براؤ پنڈت پردهان می داده باشند واگر در تعلق راؤ پنڈت پردهان باشد در قبضه خود دارند و وجه پیشکش سرکار بندگانعالی آنچه واجبی باشد راؤ پنڈت پردهان به بندگانعالی می داده باشند واگر آن طرف دریائے تنگ بهدر ابے امداد فوج یا از فوج یک کس یا هر دو فوج بهر طورے که تسخیر شود یا بدست آید حصهٔ آن باهم نصفا نصف می گرفته باشند وراؤ پنڈت پردهان بعد گرفتن نصف حصه برائے چوتهه وغیره مزاحمت نرسانند۔

پانزدهم اینکه برادران واقربا وغیره چه از سرکار بندگانعالی یا راؤ پنڈت پردهان بطرف هرکس که خواهد آمد آنهارا اجانب ندانند داد و بلکه دستگیر نموده می فرستاده باشند درین ماده قصور از طرفین نشود۔

شانزدهم آنکه از طرفین هریک مصلحت که قرار یابد بعد شروع آن اگر از هر دو دولت بر دولت یکے مخالف دیگر وارد شود مصلحت اول را بهر طور دار مدار نموده تنبیه مخالف واز و باتفاق طرفین بعمل باید آورد اگر درین مصلحت چیزے نقصان از نقدی یا از ملک بشود هر دو طرف بعنوان بالمناصفه۔

هفدهم آنکه در عزم از انگریز و فتح علی خان آنچه ملک وغیره به تسخیر خواهد آمد قرار تقسیم آن در دفعه سیوم وسیزدهم نوشته شده مگر هرچه از زاج کاری دولت ورعیت یا بعنوان دیگر ملک مال وغیره بدست طرفین آید موافق قرار دفعه سیوم وسیزدهم نصفا نصف بلا تفاوت باهم می گرفته باشند۔

ضمیمہ (ج)

عہدنامہ جہاڑ از بالاجی پنڈت

یادداشت قرارنامہ بالاجی جنارد ھن باسرکار حضرت بندگانعالی نظام علی خانی بہادر
بہ استصواب اعظم الامرا بہادر سما سبع تسعین[1] ماۃ الف سنہ ۱۲۰۶ فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۱ ہجری در دولت
سری منت پنڈت پردھان تخلل کمال رومنو من (نانا پھڑنویس بالاجی پنڈت)۔
بکوکن وجہار رقم انجام دولت بہتر نسبت بہ تجویز حضرت (نظام علی خان) اینکہ در آنچہ
دولت محفوظ ماند آن نمایند این چنین در دل آمدہ معرفت اعظم الامرا بہادر قرار یافت اگر از
دولت خواہ فہمیدہ غیر فہمیدہ قصورے شدہ باشد آن از دل حضرت فراموش شود
واز طرفین تا امروز آنچہ شد شد آیندہ از دل صاف عمل خواہد نمود و اعظم الامرا بہادر
مدار المہام سرکار حضرت اندو من دولت خواہ کار پرداز سرکار سری منت ہر دو باہم
از یک مصلحت و یک تجویز عمل نمایند و چیزے کہ ہر دو دولت را رونق و بہتری باشد
آن موجب تجویز و مصلحت ہمدیگر از طرفین بعمل آمدہ و درین تفاوتے ہرگز نیاید در آنچہ محافظت
دولت سری منت و در حق خیر خواہ بہتر باشد از طرف حضرت و اعظم الامرا بعمل آید و آنچہ

---

[1] معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس سنہ (۱۷۹۶ء) کے عربی الفاظ مرہٹہ سرداروں کے ذہن نشین ہو گئے تھے اور وہ تقریباً
ہر ایک سنہ کے بیان کرنے سے پہلے انہیں الفاظ کو دہراتے تھے یہ ممکن ہے کہ وہ ان الفاظ کو سنہ کا مرادف سمجھتے ہوں

برائے دولت حضرت نیک وبحق اعظم الامرا بہتر باشد آن از طرف سری منت وخیرخواہ اعمل خواہد آمد درین تفاوت کنندہ راقسم وسوگند دین وایمان خود است ۔

۲ سندھیہ سردار معتبر سرکار سری منت است وکاروباری مشارالیہ بالاجی انت وغیرہ غیرویہ نمودہ پرسرام راجمندر را در مصلحت خود گرفتہ سری منت باجی راؤ صاحب را مقید داشتہ اند بنابر آں فوج وبار وغیرہ جنگی سرانجام سرکار حضرت وحضرات وغیرہ فوج سرکار سری منت وسینا صاحب صوبہ رگھوجی بھونسلہ باہم متفق شدہ باجی راؤ صاحب وچماجی اپا صاحب رایکجا نمایند بنابریں ہرچہ محنت ومشقت خواہد افتاد جمعیت سرکار حضرت نماید واعظم الامرا بہادر از جمعیت پانزدہ ہزار سوار وپانزدہ ہزار باروا تواپ وغیرہ سرانجام جنگی باخیرخواہ شریک باشند ۔ کمپنی انگریز بہادر شریک مصلحت نیز خواہ خواہند شد ۔ واگر شریک نشدند تاہم ایشان برخلاف مصلحت این جانب نخواہند شد دوستدار مضبوطی این مراتب نمودہ است ۔

۳ ملک وغیرہ معہ قلعہ دولت آباد جملہ عوض از سرکار حضرت کہ بر مقام کھرہ (کھڑلہ) قرار دادن آن شدہ بود آں جملہ ملک وقلعہ ودست آویز عوض نقد واپس دادہ خواہد شد وسابق در مقام یادگیر (ایت گیر) کہ تہنامہ فیمابین سرکارین شدہ بود آن بحال و برقرار است ملک گذاشت کردہ آنچہ باقی بر آن محالات است تقاضائے آن ہم نخواہد شد دوانی بیر وغیرہ چہارم توقفہ صوبہ بیدر وغیرہ جملہ عوض سوراج در قرار کھرہ آمدہ آں دستاویزہا واپس دادن قرار یافت آن واپس دادہ خواہد شد تا ۱۲۰۴ سنہ

عوض سوراج معہ دوانی بیر وغیرہ بموجب معمول حضرت بدہند۔

۴ فیما بین سرکار حضرت و رگھوجی بھونسلہ سینا صاحب صوبہ تہ نامہ است بدآن موجب برطبق تجویز حضرت و اینجانب بعد بندوبست دولت سری منت بندوبست وفیصلہ آں کردہ خواہد شد۔

۵ در دہلی واشنا وغیرہ محال قدیم نواب بودند درین ولا محال مذکور معرفت مہدجی سندھیہ گذاشت شدند و نیز چنین قرار یودہ کہ یک محال آیندہ گذاشتہ آید برطبق آں راو سندھیہ راگفتہ محالات حضرت بطرف حضرت اجرا خواہد کنانید۔

۶ ہردو سرکار تا امروز از سوال وجواب جزئیات سنواتی آنچہ خواہد بود از آں ہردو سرکار دست بردار شوند از آیندہ عمل سوراج در تمام می دادہ باشند در محالات و تھانہ جات وغیرہ بموجب معمول باشد۔

۷ بقایا یا بابت عمل کہ اجرا است آں وتھانہ معمولی باید داد۔ سوال وجواب سنواتی را از طرفین درخواست ننمایند و آیندہ موافق تہ نامہ براہ راست باشند از ابتدا مرضی حضرت چنین است کہ سوراج صوبہ بیدر واگذاشت کنند چون بر ہر دولت مدنظر حضرت مساوی است و باجی راؤ صاحب خاوند خیر خواہ بقسمیہ قرار می کند کہ این مقدمہ وطنی است باجی راؤ صاحب را ہموار نمودہ گذاشت کنانیدہ خواہم داد۔

۸ قرار صدر مخصوص بذات مبارک حضرت و بدین موجب بھونسلہ جلد بیاید و شریک شود و صاحب و این جانب آں را نوشتہ بطلبند بدین موجب صاحب می گویند کہ

برائے خرچ مبادلہ بیست لک روپیہ بدہندہ لک روپیہ خواہیم داد۔ بروقت خواہد رسید واگر نرسید بمرور بگیرند دستگردان دادہ خواہد شد۔

۹ فوج ٹیپو نمود نشود بندوبست این از انگریز واز آن طرف باید کرد۔ فوج نمودار نخواہد شد واگر شود پس صاحب واین جانب وکمپنی انگریز بہادر باہم موجب قرار پٹن بندوبست خواہیم نمود

۱۰ عوض مردم فتوریان ومفتریان سرکار حضرت اگر در تعلقہ سرکار سری منت باشد مدعائے خود را ثابت باید نمود اگر مدعا بہ اثبات رسد بنا بر دادن عوض بمردمان نسبت سرکار خود تاکید کردہ خواہد شد۔

۱۱ آنچہ صدر مرقوم گشتہ بر آن دستخط سری منت کنانیدہ دادہ خواہد شد۔

۱۲ نواب واین جانب ہر دو دولت باہم بحساب دامن وچولی اند اگر طرفین را کسے ہرچند بفہماید در دل نباید آورد اگر بیاید ہمان وقت تصفیۂ آن می کردہ باشند واگر مخالفتے بر دولتے ازین دولت ہا برپا شود پس ہر دو متفق شدہ دفعیہ مخالف نمایند واظہار تکلیف خود نکنند۔

۱۳ برطبق قلم بند شدن بصفائے دلی طرفین عمل نمایند واز طرفین غرض خود را دخل ندہند

۱۴ بموجب صدر طرفین رویہ اختیار کنند۔

جملہ قلم در شمار چہاردہ بدین موجب پنجم ماہ ربیع الآخر السوین ماست سینہ[1] سبعہ تسعین

---

[1] یہ الفاظ سترہ بھی بے معنی سے ہیں۔

ضمیمہ (د)

تہہ نامۂ سندھیہ

یادداشت قرارنامہ بانواب اعظم الامرا بہادر نسبت سرکار نواب آصف جاہ نظام علی خان بہادر ازطرف مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ عالیجاہ بہادر بہ استصواب رایاجی پٹیل وکشناجی سیٹھی حضرہ سابع تسعین مأۃ الف سنہ ۱۲۰۶ فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۱ ہجری شاک یک ہزار وہفت صد وہیجدہ نرنام سنونت سرقلم بندی تفصیل وار۔

ازکنولاس باشی مہاراجہ مادھوراؤ سندھیہ وآن صاحب دوستی وبرادری وقرارمدار آنہا بود ہمان ازطرف ما ازآن صاحب بحال وبرقرار۔ سرکار این جانب وسرکار نواب صاحب واحد امورات ہردو سرکار متحد دانستہ درآنچہ کہ نیک است ازطرفین بعمل خواہد آمد دریں ہیچ بارہ جدائی نماندہ است ہریک امور بصلاح ومصلحت طرفین می شدہ باشد۔

شری منت راجیسری باجی راؤ رگھناتھ صاحب رابردولت قایم کنند وبالاجی پنڈت نانا پھڑنویس رابطور سابق برکاروبار قایم سازند بدین نمط فیمابین این جانب وصاحب تذکرہ بمیان آمدہ قرارشد برطبق آن صاحب واین جانب یک دل شدہ

آن را در عمل آرند در آن تفاوت نشود و باجی راؤ صاحب و اپا صاحب و امرت راؤ صاحب
را یک جا کرده باید داد و مردم کوتہ اندیشان را بنا بر خلش رخنہ نماند بدین سان صاحب
و این جانب نمایند۔

۳ بالاجی پنڈت نانا پھڑنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند
بدین موجب از طرف مشارٌ الیہ بعمل خواہد آمد احیاناً اگر وقتے در آن بظہور رسد این جانب
شریک صاحب گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواہد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی
پنڈت پھڑنویس قرار کردہ باشند بدان موجب از جانب نامبردہ بعمل خواہد آمد احیاناً اگر
وقتے در آن رود ہد صاحب شریک باماشدہ بموجب قرار از نامبردہ عمل کنانند ذمہ دار
این مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود۔

۴ راجہ شیری بالاجی جنار دھن پھڑنویس را از طرف پرسرام راچمندر وغیرہ و بالاجی
اننت پاگاہ نویس وغیرہ اندیشہ ہست در نوعے کہ اندیشہ مشارٌ الیہ از نامبردہ ہا رفع
شود ہمین از طرف صاحب و این جانب بعمل آید و در چیزے کہ از بالاجی پنڈت ترقی
دوستی و اتحاد شود از طرف صاحب و این جانب بظہور رسد و از طرف مشارٌ الیہ نیز
ہم چنان بعمل خواہد آمد۔

۵ سری منت باجی راؤ رگھناتھ صاحب و بالاجی جنار دھن این ہا را آوردہ
قایم نمایند و خود بحیدر آباد روند و این جانب بجام گاؤن برود پس برائے طلبیدن
مشارٌ الیہا جلدی شود بالاجی پنڈت را خاطر جمع نمودہ بنا بر طلب مشارٌ الیہ از ین جانب

وصاحب روانگی معتبران لشتنابی مع خطوط دل جمعی شود۔

بموجب مرقومہ مالصدر قرار پنج قلم این جانب بذات از سرکار نواب وازآن صاحب نمودہ است آن مدام بحال خواہد ماند درین از گفتۂ کسے کاروبارے یعنے در قرار مذبور قصور شدنی نیست۔

ترقی وزیادتی دوستی روز بروز شود اگر کسے از قلم بندی صدر تفاوت نماید درمیانگی آن دین وایمان خود یعنے قرآن ونان وبیل وبھنڈارا است۔

بتاریخ دویم جمادی الاول کاتک سدہ مقام مانجری نزدیک پونا بدین موجب قرار۔

ضمیمہ (ھ)

عہد نامۂ امدادی

سنہ ۱۷۹۸ء
سنہ ۱۲۱۳ھ

از آنجاکہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے بہ اعتبار اس اتحاد کے جو ان کے اور انگریزی کمپنی کے مابین قایم ہے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کی ملازمت میں ایک دستہ فوج انگریزی کمپنی کا اضافہ کیا جائے لارل آف مارنگٹن گورنر جنرل بہادر نے اس پر لحاظ کرکے اور حالیہ معاملات اور ٹیپو سلطان کے مخالفانہ طرز عمل کے اعتبار سے (جو انہوں نے جزیرۂ فرانس کو اپنے ایلچی روانہ کرکے اور ایک باہمی معاہدہ اس گورنمنٹ سے بمقابلہ انگریزی قوم طے کرنے کی تجویز کے ساتھ ایک دستہ فرانسیسی فوج کا اس سے حاصل کرکے کیا ہے) یہ ضروری خیال کیا ہے کہ ایسی صورت اختیار کی جائے جو متحدین کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور اسی بنا پر بمقابلۂ ٹیپو سلطان مدافعانہ شرکت و اتحاد قرار پایا اور اس غرض کے لئے گورنر جنرل مذکور نے کیپٹن جیمس اچلیس کرک پیاٹرک منصرم رزیڈنٹ دربار نظام کو یہ اختیار دیا ہے کہ منجانب آنریبل یونائٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی ہز ہائی نس کی خدمات کے لئے انہیں کے اخراجات سے آنریبل کمپنی کی طرف سے ایک دستہ فوج کے مستقل اضافہ کی نسبت نظام الملک آصف جاہ بہادر سے

بشرائط ذیل معاہدہ طے کریں جو اس وقت صورت عمل میں آئے گا جب کہ یہ معاہدہ گورنر جنرل کی دستخط ہو کر واپس آجائے۔

۱ لارڈ کورنوالس کے خط مورخہ ۷ جولائی ۱۷۸۹ء موسومہ ہز ہائی نس دی نظام کا مضمون حمائل عہد نامہ تا بحد معاہدہ نسبت قیام فوج بسرکار نظام علی الحالہ واجب العمل و برقرار رہے گا۔ یعنے نئی امدادی فوج کے احکام انہیں شرائط کے تابع رہیں گے جو موجودہ فوج سے متعلق ہیں تاوقتیکہ پیشوا ان میں کسی تبدیلی پر رضامند ہوں اور ہز ہائی نس اس کو پسند کریں۔

۲ حسب قواعد مجریہ کمپنی نئی امدادی فوج بالکلیہ یا جزاً کمپنی کی گورنمنٹ کے ضروریات کے تحت برخواست ہو سکے گی بشرطیکہ اس کی اس تعداد میں کمی نہ ہو جس کا ہز ہائی نس کے پاس رہنا مشروط ہے۔

۳ نئی امدادی فوج کی تنخواہ اس روز سے ریاست کے ذمہ ہوگی جس روز کہ وہ ان کے حدود میں داخل ہو جائے یہ جملہ فوج چھ ہزار سپاہی معہ بندوق پر مشتمل ہوگی۔ اور ان کے ساتھ متناسب تعداد توپوں کی ہوگی جو یوروپیوں کے تحت ہوگی اور جن کی مجموعی تنخواہ دو لاکھ ایک ہزار چار سو پچیس روپے ماہانہ ہوگی اور جس کی ماہ بماہ باقاعدہ ادائی کے لئے اطمینان بخش طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس امدادی فوج کے اخراجات معہ ضروریات لازمہ کے سالانہ چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو روپے ہوں گے اور یہ رقم سالانہ چار مساوی قسطوں میں ادا ہوگی یعنے انگریزی ہر تین مہینوں کے ختم پر

چھ لاکھ چار ہزار دو سو پچہتر روپے نقد خزانۂ ہز ہائی نس سے بلا ردّ و کد ادا کئے جائیں گے۔ اگر یہ اقساط زیر باقی رہ جائیں تو اس کی رقم اس پیشکش میں مجرا ہو گی جو منجانب کمپنی ہز ہائی نس کو بابت سرکاران شمالی واجب الادا ہوا حیاناً ان اقساط کی ادائی میں تعویق ہو تو اس صورت میں ایسے اضلاع کی تفویض عمل میں آئے گی جن کا حقیقی محاصل رقم مذکور کے برابر ہو۔

۴ فوج امدادی کی جملہ اشیاء مایحتاج و غلہ کا محصول سابر اسی طرح ادا ہو گا جس طرح کہ سابقہ دستۂ فوج کا ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک خاص مقام اس فوج کے قیام کے لئے مختص کیا جائے گا جہاں وہ اس وقت تک رہیگی جب تک کہ اس کے عملی خدمات درکار ہوں اور جب ریاست کی کسی مہم پر اس کو مامور کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک معتبر ملازم ریاست مقرر ہوا کرے گا اور اس فوج کے کماندار اور دیگر عہدہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک مرعی رکھا جائے گا جو ہر دو ریاستوں کے اعزاز و مرتبہ کے لحاظ سے مناسب ہو۔

۵ مذکورہ فوج امدادی ہر وقت اہم امور میں ادائے خدمات کے لئے تیار رہیگی۔ ایسے اہم امور مثلاً یہ ہوں گے۔ ہز ہائی نس کی ذات یا نسلاً بعد نسلٍ ان کے ورثاء یا قایم مقاموں کی حفاظت، اور باغیوں اور برپا کنندگان فتنہ و فساد کی تنبیہ لیکن اس کو معمولی امور میں مثل سہ بندی مامور نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو وصول محاصل میں لگایا جائے گا۔

۶ امدادی فوج کے حیدرآباد پہنچتے ہی فرانسیسی ملازمین وعہدہ دار نہرہائی نس کی ملازمت سے برطرف کردئے جائیں گے اور وہ فوج بھی (جو اُن فرانسیسی عہدہ داروں کے تحت ملازم ہے) برطرف کردی جائیگی تاکہ اس سابقہ فرانسیسی فوج کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور نہرہائی نس بذات خود اور اپنے ورثاء اور قایم مقاموں کی جانب سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ پھر کسی فرانسیسی کو اپنی یا اپنے کسی سردار یا تابع کی ملازمت میں نہ رکھیں گے اور نہ رکھنے دیں گے اور نہ کسی فرانسیسی کو اپنے ممالک محروسہ میں رہنے دیں گے اور نہ کسی یوروپین کو اپنی ملازمت میں رکھیں گے اور نہ بلا علم و رضامندی کمپنی اپنے ملک میں رہنے دیں گے۔

۷ تمام فرانسیسی اور وہ سپاہی جو کمپنی کی ملازمت سے نکل کر اس فرانسیسی فوج میں ریاست کی کسی اور فوج میں شریک ہوگئے ہوں گرفتار کرکے برٹش رزیڈنٹ کے تفویض کردئے جائیں گے اور مذکورہ قسم کے کسی شخص کو آیندہ نہرہائی نس کے ممالک میں پناہ گزیں ہونے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ ہر ایسا شخص بلا تعویق گرفتار اور حوالۂ رزیڈنٹ کردیا جائے گا اور اسی طرح کمپنی کے علاقہ میں بھی کسی کو پناہ نہیں دیجائیگی اور نہرہائی نس کی ملازمت سے نکل بھاگے ہوئے سپاہی بھی بلا تعویق گرفتار اور سپرد کروئے جائیں گے۔

۸ از آنجاکہ حسب فقرہ (۶) نہرہائی نس نے حزم و احتیاط اور بعض برائیوں کے ارتفاع کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو اور نیز ان کی مرتب کردہ فوج کو اپنی ملازمت سے

علیحدہ کرنے کا اور ان کی جگہ بشرایط وقیود متذکرہ خط ارل کورنوالس موسومہ نہر ہائی نس
دی نظام آنریبل کمپنی کی فوج کے قایم کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے اس لئے یہ قرار پایا کہ
بنظر باہمی فواید پیشوا و نہر ہائی نس اور بہ اعتبار رفاہ رعایائے ہر ایک کمپنی کی گورنمنٹ
برضامندی و منظوری ہر دو (نظام و پیشوا) اپنی مساعی جمیلہ اس امر کی نسبت عمل میں
لائیگی کہ اس نئے معاہدے میں ایک ایسا فقرہ داخل کیا جائے جو ہر ایک کو دوسرے سے
مطمئن کردے اگر پیشوا ایسے نیک مشورے سے جو دونوں ریاستوں کے حق میں مفید ہو
متفق نہ ہوں اور اختلافات ان دونوں ریاستوں (یعنے ریاستہائے آصف جاہ بہادر
راؤ پنڈت پردھان میں پیدا ہوں تو انگریزی گورنمنٹ اقرار کرتی ہے کہ خود مداخلت
کرکے حق و صداقت و انصاف کے ساتھ آپس میں صفائی و اتحاد کرادیگی نواب آصف جاہ
بہادر یہ اقرار کرتے ہیں کہ راؤ پنڈت پردھان کی سرکار کے خلاف کوئی زیادتی نہ کریں گے
اور یہ کہ بصورت اختلافات انگریزی گورنمنٹ کی اصلاح اور ان کے حق و صداقت و انصاف
کو بلا ردّ و کد تسلیم کرلیں گے۔

۹ سابقہ معاہدات مابین انگریز و ریاست نواب آصف جاہ اور پیشوا برقرار رہیں گے اگر
اس کے بعد راؤ پنڈت پردھان اسی قسم کے معاہدۂ امدادی میں کمپنی کے ساتھ شریک
ہونے کی خواہش ظاہر کریں تو آصف جاہ بطیب خاطر اظہار رضامندی کریں گے۔

۱۰ یہ اضافۂ امداد کا معاہدہ جو دس شرایط پر مشتمل ہے آج کے دن کیاپٹن کرک پیاٹرک
اور نواب آصف جاہ بہادر کے مابین طے پاکر کیاپٹن کرک پیاٹرک نے اس کی ایک انگریزی

اور فارسی کی کاپی اپنی دستخط و مہر سے نواب صاحب کو دی جنہوں نے اپنی طرف سے بھی ایک ایسی ہی کاپی باقاعدہ تکمیل کر کے کیاپٹن کرک پیاٹرک کو دی کیاپٹن کرک پیاٹرک اقرار کرتے ہیں کہ اس معاہدے کی گورنر جنرل کی مصدقہ کاپی پچاس روز کی مدت میں حاصل کر کے ہز ہائی نس کو دیں گے۔ جس کے بعد کیاپٹن کرک پیاٹرک کی دی ہوئی کاپی واپس کر دی جائیگی۔ اس اثنا میں مجوزہ فوج کو طلب کرنے کے لئے لکھنے میں تاخیر نہ کیجائیگی

حیدرآباد میں بتاریخ یکم ستمبر ۱۷۹۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ ہجری دستخط و مہر ہوئی۔

جے۔ اے کرک پیاٹرک

متصرم رزیڈنٹ

ضمیمہ (و)

رقعۂ ارسطو جاہ موسوم بہ میر عالم

میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف سلامت

دو قطعہ مکتوب بہجت اسلوب یکے مرقوم شب بست و نہم ذی حجہ سنہ ۱۲۱۳ ہجری متضمن کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت مدار محنت و تردد ہا بعمل آوردند و تردداست صبح و شام و آوردن مفخر الدولہ و برادر لارڈ بہادر میر دوران بہادر را ہمراہ خود از چیپن پٹن بسریرنگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معزبہ میر دوران بہادر کہ بعد ملاقات لارڈ بہادر روانہ خواہد شد و نوشتن آن جلیل المناقب بہ راجہ روشن رائے بہادر مشاورہ جنرل ہاریس بہادر وغیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیردار و پائگاہ وغیرہ خود نگاہداشتہ تمتہ سواران را رخصت حضور پرنور نمایند و باجمعیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ از راہ گورم کنڈہ روانہ قلعۂ گتی شود و اینکہ این لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ این فوج انگریزی مثل فوج سابق پیشتر کہ ہمیشہ با حیدر علی خان مقابلہ می شد گاہے از پنج یا ہفت پلٹن زیادہ نبود و الحال شصت پلٹن معہ سیزدہ پلٹن سرکار درین مہم حاضر بود و علاوہ این فوج و ساز و سر انجام عزم بلند لارڈ بہادر بتحریر نمی گنجد کیفیت آن مفصل لوقت

ملاقات ظاہر خواہند نمود و بعمل آمدن این تہ نامۂ جدید در عجب وقت و دولت راؤ
بے اندیشہ کہ ثانی اثنین ٹیپو سلطان توان گفت یقیناً دولت خود را برباد می دہد و دولت
باجی راؤ اگر درین صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی پنڈت و سخن شنوی این جانب کہ از حالات
بنیاد آن گذاشتن شرط است بالمرّہ برباد نشود البتہ ضعیف و بے رونق کالمعدوم
خواہد شد و سوالے کہ از راجہ رگھوجی بھونسلہ بعمل آمدہ البتہ حشمت جنگ بہادر ظاہر نمودہ
باشند یعنے شراکت و یکدلی راجہ مذکور با سرکار دولتمدار و کمپنی انگریز بہادر اگر راجۂ مذکور
بصاف دلی اقبال این معنی نماید و آیندہ بر جادۂ دولت خواہی ثابت قدم بماند محفوظ
خواہد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی کند نتیجہ خوب نخواہد دید و درین
باب این جانب ہم آنچہ مناسب باشد براجۂ مذکور خواہند نوشت کہ فی الحقیقت این
سوال مبنی بر سلسلہ جنبانی این جانب است کہ پیشتر مکرر درین باب گفتہ بودند باید
کہ رگھوجی ممنون و مرہون این جانب باشد و روبراہ نمودن جواب و سوال تقسیم غنیمت
کہ ہر روز تکرار ہا می شود و اگر درین مادہ چیزے از حشمت جنگ بہادر ہم نویسانیدہ شود
بہتر است معہ نقل خط مثنیٰ مرقومہ بستم شہر شوال و ثانی محررۂ شب پنجم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ
مشعر بر این کہ بعد پنج شش روز باز ناسخ و منسوخ بعمل آمدہ یعنے دریافت موقوفی آمدن
لارڈ بہادر بموجب ممانعت ڈاکٹران و شروع شدن سوال جواب ہا با مفخر الدولہ
بہادر و بمیان آوردن مذکور گورم کنڈہ و رسانیدن بہادر مغز روز دویم خریطۂ
لارڈ بہادر معہ نقل عنایت نامہ موسومۂ بہادر موصوف و گفتن اینکہ الحال این مقدمہ

بعرض حضور برسید و درجہ پذیرائی یافت دیر و درنگ درین کار مناسب نیست
و نوشتن روز دویم دو مرتبہ شقہ بانقول آن لہذا بطوری کہ تعلقہ مذکور بجاگیر خان مسطور
مقرر نمودہ شدہ از نقل سند موضوح می گردد و اینکہ لارڈ بہادر انظر بدرستی کلیات
و آن عظیم الاوصاف را مطمح نظر عنایت سرکار دولتمدار و میر قمر الدین خان بہادر سردار
نامی و برخلاف اہل تپن معاملہ فہم و داشتن حلقہ بندگی حضور در گوش و غاشیہ اطاعت
بردوش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف بمفخر الدولہ بہادر بتاریخ غرۂ محرم کہ اگر انفصال
معاملات درین جا می تواند شد پس وجہ توقف چہ خواہد بود اگر درین جا نمی تواند شد
روانگی مناسب تا کے بہ انتظار می توان نشست و جواب دادن بہادر معرکہ در دو
روز جواب این معنی منقح گفتہ می شود یعنے نقشۂ معاملات ہمین جا قرار دادہ خواہد شد
یا ملاقات با لارڈ ضرور خواہد گردید و رسیدن خطوط لارڈ بہادر باقرار داد نقشہ بنام بہادر
مغفور خلاصہ اینکہ جنرل ہاریس بہادر و کرنل کلوس بہادر خود و مفخر الدولہ و کیپٹن مالکم بہادر
را مختار معاملات ساختہ و نقشہ معاملات قرار دادہ فرستادہ اند انشاء اللہ تعالیٰ
از امروز کہ از تاریخ چہارم شہر محرم است شروع سوال جواب خواہد شد و راجۂ
روشن رائے بہادر بعد رسیدن خط آن جمیل المناقب کہ برائے روانگی پنج شش ہزار سوار
بہ حضور پر نور نوشتہ بودند در جواب نوشتند کہ مردم سپاہ برائے روانگی حضور یک ماہہ
پیشگی می خواہند و زر در خزانہ نیست کہ بہ آن ہا دادہ روانہ نمودہ شود و در جواب نوشتن
آن عظیم الاوصاف کہ باربردار باید فرستاد تا بہ لشکر رسیدہ بندوبست روانگی افواج نمودہ

بانہ بہ پتن معاودت کردہ آید راجہ معز بعد رسیدن این خطہ دوسہ کوچ متواتر نمودند انشاء اللہ
تعالی عنقریب از راہ گورم کنڈہ بہ تعلقہ گنتی می رسند۔ روانہ نمودن چہارصد جوان بار تعلقہ
میر دوران بہادر بایک کمپانی پلٹن برائے تھانہ قلعہ گورم کنڈہ و مقرر نمودن قلعہ داری قلعہ مذکور
بطریق ضبطی بنام سعید حسین خان و برائے تعلقداری آنجا کہ براجہ روشن رائے بہادر نوشتہ
بودند و راجہ معز محمد امین خان بہادر عرب را مقرر کردند الحال کہ تعلقہ مذکور بنام میر قمرالدین خان
قرار یافتہ احتیاج بتجویز تعلقدار نماند مگر تجویز تعلقدار گنتی ضرور و صورت اجازت بنام ناگن گوڑا
کہ بہ نسبت دیگران مالگذار و کفایت شعار است مقرر خواہند نمود و اطلاع نقشہ تقسیم ملک آنچہ
مسموع شدہ باید دید کہ این نقشہ ہم قایم می ماند یا تغییر و تبدیل می شود و گفتن آن عظیم الاوصاف
در مذکورات بداہل کونسل کہ اگر سپہ ٹیپو را برپا نمودن متضمن مصلحت دولت ہا و نیک نامی ہر دو
سرکار است و خواہ مخواہ بعمل می آید درین صورت بقرار نوکری در ہر دو سرکار کہ اگر در سرکار
دولت مدار مہم عمدہ رو دہد با تمام جمعیت ہمراہ رکاب با ہمراہ جمعیت سرکار حاضر باید شد
و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقہ نباید گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنبیہ زمینداران مفسد
روبکار گردد و جمعیت برطبق حکم فرستادہ ہمراہ تعلقداران سرکار بہ تنبیہ اشرار پردازند و در سرکار
کمپنی نیز ہمین دستور چنانچہ مفخرالدولہ بہادر و مشیران دیگر جواب دادند کہ بندوبست این معنی
بعمل خواہد آمد و کیفیت گرفتن قریب شش لک روپیہ بطریق دستگردان از جنرل ہاریس بہادر
بدوازدہم ذی حجہ و رسانیدن براجہ روشن رائے بہادر و تتمہ چہار لک روپیہ بعد رسیدن
خزانہ کہ قریب بہ کوٹہ رسیدہ است و ببدرقہ دو پلٹن متعاقب می رسد براجہ مسطور

رسانیده می شود و کوچ کردن جنرل هاریس بهادر بسمت چتپل درگ مع نقل سند و اقرارنامه
میر قمرالدین خان بتاریخ شانزدهم محرم بکجا وصول آورده مسرور خیریت ها و مطلع مضامین مندرجه
ساخت و هم از خطوط موسومه مستقیم الدوله بهادر کیفیت مرقومه مشروحاً بوضوح انجامید چون
قابل ملاحظه و عرض حضور پرنور نبود لهذا شمه از آن معروض داشته نشد اگرچه کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
هنوز ناسخ منسوخ و چیزے قرار نگرفته و بدون گرفتن قرار چه قسم این معنی را یقینی تصور باید نمود برین هم
یک لمحه گوئه موجب نوشته سامی چیزے ازین قرین صدق توان نمود پس هیچ نیست چرا که
آن عظیم الاوصاف فواید نامه جدید مطمح نظر دارند و نوشته اند به این نقشه درین معامله رو بکار بر عکس
تصور می نماید و مراد صاحب را چه قسم سرخروئی از خداوند نعمت خود خواهد گشت و هم در چشمان که
ناتوان بین اندود در هر خریطه موسومه گورنر جنرل بهادر همین مندرج است که به استصلاح و استطلاع
و اتفاق بپوایند آن عظیم الاوصاف که از نقیر و قطمیر مکنونات و مرکوزات و از سر سر از خفی و جلی
حضور پرنور واقف و آگاه اند بعمل آید و گورنر جنرل بهادر بکرر قلمی نموده اند که سرسبزی و بهتری سود
و بهبود رونق سرکار دولت مدار را بعینه بمنزله سود و بهبود سرکار کمپنی بهادر منصور دارند جوابش
مکرر همین درج گردیده که بمشاوره و استصلاح و استحسان آن جلیل المناقب موافق ارقام خود
بعمل خواهند آورد چنانچه نقول خرایط و در جواب آن با مترشدات مکنونات و مرکوزات سرکار
سابق براین به آن عظیم الاوصاف و هم حسب الاستدعا بجشمت جنگ بهادر اطلاع داده شد
که ذهن نشین گورنر جنرل بهادر نمایند و حالا باز مکرر قلمی می گردد اگرچه صاحبان کونسل پیش خود
بموجب مرکوزات و مکنونات حضور که قانون روسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد

بعمل آرند یعنے ضابطہ روسائے عمدہ در روداد چنین امورات ہمین است کہ بسیماندہ ہارا
طورے بفراغ معیشت لیکن نوعے کہ آیندہ قابوئے فتنہ پیرائی نماندمی دارند چنانچہ در معاملۂ
روبکار ہم منظور والا ہمین است کہ خویش و اقربائے مخصوصہ ٹیپو سلطان مرحوم را در ذیل
دو کس کہ عمدۂ آن ہا باشد داشتہ یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار کمپنی انگریز
بہادر جائے بفراغ معیشت نگاہدارند و بہ تجربہ و دریافت اوضاع و اطوار آیندہ اگر قابل
ترقی باشند ترقی خواہند یافت و منظور ازین ہمین کہ آیندہ زمانۂ حادث مثل وزیر علی خان
و غلام محمد خان روہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نماند بہتر والا آن جلیل المناقب دست از استحسان
و مترشدات حضور پر نور نداشتہ جواب صاف بہ اہل کونسل و مفخر الدولہ بہادر بدہند کہ صاحبان
بفضل الٰہی دانا اند و حکم سرکار بہ استصلاح و استطلاع و استحسان و صوابدید و اتفاق و اشتراک
و در آنچہ سود و بہبود و سرسبزی و بہتری و رونق و صلاح دولت باشد بعمل آید صادر گردیدہ
است درین تحریف نمی تواند شد و در احکام ہمین معنی برمی آید اگر اہل کونسل بگویند کہ گورنر
جنرل بہادر درین معاملہ مختار اند جواب شافی ہمین باید داد کہ نظر بر اتحاد و خیری گورنر جنرل بہادر
آن ہم بہ اتفاق و اشتراک و صوابدید و استصلاح این جانب کہ در آن مفید حال و آیندۂ سرکار
باشد نہ کہ بر خلاف آن تجویز شود چہ قسم بعمل می توان آورد و ملاقات من بالارڈ بہادر ہر جا کہ
باشد ضرور و روانہ پیش لارڈ بہادر باید شد و این ہمہ مراتبات را ذہن نشین باید نمود در
صورت اصلاح و استحسان خود نظم و نسق و حصۂ مساوات چہ در غنیمت و چہ در ملک مع حصہ
سپاہ خود کہ موافق قانون خود کار پردازان سرکار دولتمدار مختار اند بعمل باید آورد و اگر در آن ہم

این معنی اصلاح وصورت پذیر نگردد همین باید گفت که تا این مدت نیک نامی کمپنی مشهور آفاق
در تمامی رؤسائے ہند بود تا انیکه خرایط چنین مضمونات حاضر و موجود برعکس آن تصور می شود
پس صاحب ہر چه خواسته باشند بکنند و آن عظیم الاوصاف رخصت شده باید آمد و یقین
خاطر است که مواخذهٔ این معنی البته اہل ولایت باز پرس خواہند نمود بلکه در اظہار ہم این معنی
بعمل آید اولی است چنانچه همین مراتبات به حشمت جنگ بہادر ہم از طرف خود گفته فرستاده
شده که زبان زد خاص و عام چنین است و ہم روز دویم به منشی جی زیاده از آن گفته شد که
همین مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشته می رود که اگر پیش از اطلاع مراتب پوست
کنده احیاناً بخیال مختاری خود برعکس نوشته جات و اظہارات چشم پوشی نموده که دور از قیاس
و فہمیدگی کونسلان است بعمل آرند مناط اعتبار نخواہد بود چنانچه مراتب مذکور را حشمت جنگ
بہادر به گورنر جنرل بہادر و مفخر الدوله بہادر زیاده ازین مفصل نوشته اند و گفته فرستادند که
انشاء الله تعالی موافق مرکوز و مکنون خاطر اقدس گورنر جنرل بہادر تا بمقدور بعمل خواہند آورد
و نیز در مقدمه گورم کنڈه که از مکنونات سرکار چیزے کم و زیاده شده است تعجب می نماید
چرا که گورنر جنرل بہادر در خریطه حضور پرنور و این جانب صاف نوشته اند که موافق مرکوزات
و مکنونات سرکار بعمل می آید چنانچه گورنر جنرل بہادر در خریطهٔ حضور پرنور نوشته اند که بلحاظ مراتب
مجوزهٔ سرکار بعمل خواہد آمد و بمن صاف ترقیم نموده اند بلکه بقید رسم ہائے تعلقات که مرکوز دل
سرکار بود نوشته اند ازین معنی بسیار تعجب رو نمود چرا که خریطهٔ جنرل بہادر در حضور پرنور ارسال
داشته اند در ان مندرج است که خود میر صاحب و جنرل ہاریس بہادر ارقام نموده اند که

مقدمہ جاگیر خان مشار الیہ را لحاظ مراتب مجوزہ و مرقوم آن والا قدر در اسرع از منہ انفصال
سازند و در خریطۂ آن عظیم الاوصاف کہ نقل آن برائے ملاحظہ ترسیل داشتہ اند در آن مرقوم
است کہ بہ تجویز بہترین نقشہ انفصال آن بذریعہ تصفیہ درخواست میر قمر الدین خان را در اسرع
از منہ پردازند چنانچہ البتہ در مضمون ہر دو خریطہ بدو طور متصور می شود چنانچہ ہمیں قسم بہ
حشمت جنگ بہادر گفتہ فرستادہ شد بہادر موصوف ہم متحیر و متعجب اند کہ با وجود اطلاع
دادن من مرکوزات سرکار و رسیدن جواب از پیش گورنر جنرل بہادر بہ تفصیل تعلقات یعنی
قلعہ معہ قصبہ و سہ تعلقہ یعنی کمار کالوہ و رائچوتی حسب الاستدعا در سرکار ماندہ تتمہ بجاگیر
میر قمر الدین خان قرار می یابد کہ چنین بظہور رسیدہ پس قصور صاحبان سریرنگ پٹن می نماید
این معنی ہم نوشتہ می رود و یقین خاطر این جانب است کہ پسران و پسماندگان
ٹیپو سلطان را تا مقدور موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظہار میر صاحب خواہند کرد
و نصف ملک ہرگز بر آں ہا نخواہند داشت اغلب کہ پیش ہم سابق براین در کونسل مذکوری
شدہ بود کہ تمامی ملک را سہ حصہ نمودہ یک حصہ بر آں ہا می دارند حالا آن ہم نماندہ است
پس وقتیکہ نظم و نسق درست نشود تقرر چنین شہرت کہ بخیال ہر کس ہر آنچہ می رسد بگوید مناط
اعتبار نمی تواں فرمود و یقین تصور دارند کہ گورنر جنرل بہادر بصوابدید و رضامندی میر صاحب
چنان بعمل خواہند آورد کہ سرخروئی این جانب و میر صاحب در حضور پر نور زیادہ از منقوش
خاطر خواہد گردید یقین تصور داشتہ ہیچ تاملے درین باب بخاطر راہ یاب نفرمایند۔

از دریافت ارقام شریف کہ ملک ہفت لک ہون بحصۂ سرکار اید در آں دو لک ہون

بابته گورم کنڈه جاگیر میر قمرالدین خان منهار رفته باقی ماند پنج لک هون اگر ملکے که در آن
وقت اظهار زیاده محاصل زبان زد بوده باشد قریب ده لک هون خواهد بود بنظر غور تامل
نمایند که بعد اخراجات قلعجات وعمالان ومتصدیان وسه بندی محال وغیره چه قدر در
سرکار باقی خواهد ماند که در آن توقع نگاهداشتن این پلاٹن ها واین رجمنٹ ترپ سواران
نموده آید از وقتیکه این خبر دریافت گردید در تاملات عمیق متحیر چه قسم عهده برائی اخراجات
وکدام رو بصاحب واین جانب در حضور خواهد ماند ملحوظ این مراتب زیاده ازین جانب
به آن عظیم الاوصاف مطمح نظر است باز هم برائے اطلاع شمه از آن قلمی گردید چرا که پیش از
مفتوح شدن قلعه جنرل هارپس بهادر نسبت فرستادن پیام به ٹیپو سلطان زبانی کیپٹن مالکم
بهادر برین معنی که در صورت دادن دو کرور روپیه ونصف ملک صلح نموده آید از آن
عظیم الاوصاف مشاوره نموده بودند وآن جلیل المناقب نظر برفواید دولتین تجویز یورش
ومورچال جواب دادند بفضل الٰهی حسب دلخواه قلعه مفتوح گردید باید که زیاده از آن فواید
حاصل شود نه اینکه برعکس آن اظهار از آن طرف گردد دیگر اینکه آنچه آنها می خواهند که بجدو
کد تمام لک هون بهوپے از مال غنیمت بحصهٔ سپاه سرکار مع آن عظیم الاوصاف ومیر دوران
بهادر وغیره تجویز می کنند در آن ارادهٔ آن جلیل المناقب این است که نصف راجواهر
که بکفایت بدست می آید ونصف نقد بگیرند تعجب هزار تعجب رو نمود غنایم معه خزانه وغیره
که مکرر گورنر جنرل بهادر کرورها سیوائے توشکخانه وآلات حرب وضرب محفوظ است
نوشته اند پس در همه چیز حصه مساوی باشد موافق قرار ومدار واگر بگویند که جمعیت ما

زیادہ است وجمعیت سرکار کم بقدر آں می دہم ہمیں باید گفت کہ پس شراکت مساوی کجا ماند
وخلاف نوشت وخواند بعمل می آید پس چہ قدر بدنامی طرف کمپنی عاید حال تواند شد زنہار
زنہار اقبال گرفتن مبلغ مذکور نخواہند نمود قطع نظر ازین دوستی ہاشماتت دیگراں تصور باید
کرد ودیگر اینکہ اہل کمپنی می گویند کہ روئیہ سپاہ ما این است کہ غنیمت حق سپاہ است پس
پسران ٹیپو سلطان ووابستگان آنہا را کہ نصف ملک وخزانہ وغیرہ می خواہند کہ بر آن ہا تجویز
بحالی دارند چرا نمی گویند کہ این حق ماست از یورش قلعہ را مفتوح کردیم وآنہا داخل اسیران کہ
حکم فرانسیسان دارند مگر بقدر قوت لایموت آنہا بقدر مناسب تجویز باید نمود وتتمہ در ہمہ چیز
حصہ مساوی شود در آن در حصہ سپاہ خود اہل کمپنی مختار اند وبدستور در حصہ سپاہ سرکار پردازان
سرکار دولتمدار موافق قانون خود مجیز اند چنانچہ این مراتب ہم بہ منشی جی وحشمت جنگ بہادر اطلاع
دادہ شد آنہا ذمہ گرفتہ اند کہ ہمیں مراتب بہ گورنر جنرل بہادر نوشتہ شدہ است ازین معنی
مطمئن خاطر باشند کہ ہمیں قسم بعمل خواہد آمد واین مراتب را ذمہ خود گرفتہ اند کہ حصہ سپاہ بسرکار
حوالہ آن عظیم الاوصاف خواہد گردید آیندہ کارپردازان سرکار مجیز اند واز تعداد خزانہ وجواہر و
اثاثہ وآلات حرب وضرب وغیرہ نقد وجنس گوپرکاہے باشد خود واقف گشتند وبسرکار
اطلاع ندادند این کدام نیک طینتی ونیک نامی وحق پرستی است در عالم شراکت کہ حصہ
مساوی در ہمہ چیز باید آمد شریک نہ کردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دوربینان متصور نمی گردد
واینکہ مفخر الدولہ بہادر اظہار می کنند کہ امر جزوی وکلی این ہم سپرد ولارڈ بہادر است جواب
باید داد کہ تاہم بودن آن ہم بہ استصلاح وصوابدید آن عظیم الاوصاف ونظر بر عالم یگانگت و

دریافت مضمون خرایطہ گورنر جنرل بہادر باز ہم از سرکار بدین مضمون در ہمہ خرایط درج گردید
کہ در ہمہ چیز بصواب دید و استحسان آن عظیم الاوصاف بعمل آمد چنانچہ حشمت جنگ بہادر قایل این
معنی اند مفخر الدولہ را ہم ہمیں مراتب پوست کندہ جواب باید داد کہ در آن جا زیادہ ازین
مراتب بہ حشمت جنگ بہادر ابلاغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند و نیز بہ این جانب حکم رسید
لہذا اظہار نمودہ می شود و در صورتے کہ در ہمہ باب استحسان خاطر آں جلیل المناقب باشد
اولی والا ہیچ وجہ من الوجوہ قبول نباید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی این جانب بالاجی پنڈت مرقوم خامہ وداد بود دریافت
گردید ترقیم این معنی کہ از قبیل الہام متصور گشت پیش ازین بہ بالاجی پنڈت نویسانیدہ شدہ بود
کہ قیام و استقلال خود باعث رونق دولت باجی راؤ از چشم داشت بندگانعالی و دوستی این
جانب متصور دارند پس سرکار بندگانعالی نظر بصلاح و فلاح دوستی بہ اہل کمپنی نوشت و خواند
فرمودہ اند بدون اطلاع کمپنی انگریز بہادر در ہیچ باب بکشادہ پیشانی چیزے نمی تواں نمود و
این قسم تا کے پس بہتر آنست کہ مفید دولت وابستہ موافقت بہ اہل کمپنی نمودہ بندوبست
مقدمات خانگی وغیرہ خود بعمل آوردن اولی است کہ باعث آسایش و رفاہ خلایق و اتحاد
سرکارین گردد چنانچہ درین روزہا بالاجی پنڈت از شیشادری پنڈت نویسانیدند نظر بر صلاح
سرکار دولتمدار از چندے چنین مراتب ذہن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچہ چیزے رو براہ
آوردہ ام و چیزے می آرم درین روزہا کہ کرنیل پالمر بہادر را اپاجی راؤ بہ تقریب شادی چمنا
اپا برادر خود باز یافت نمودند وقت برخاست گفتند کہ بعضے مراتب بہ بالاجی پنڈت

گفته شده است خواهند دریافت چنانچه بوے اظهار پنڈت مذکور ازین برمی آید به خشمت جنگ
ازین معنی آگهی داده شده بود منشی جی هم اظهار کردند که از اخبار ما هم چنین بدریافت می رسد
که روبراه وته نامه جدید مطابق سرکار شاید بعمل خواهند آورد و سوالے که اهل کمپنی از رگهوجی
بهونسله نموده انداز اظهار خشمت جنگ بهادر مجملی معلوم گردید آنچه قرار گیرد به استرضائے
حضور پرنور خواهد شد چنانچه از سابق سلسله جنبانی این معنی به اهل کمپنی بود و درین ماده به
رگهوجی نوشته شده بود حالا باز خشمت جنگ بهادر درخواست دارند که یک احکام بنام
رگهوجی متضمن استرضائے حضوری خواهند نوشته داده اطلاع آن عظیم الاوصاف نموده خواهد
شد پیش از دو سه روز خط پسر راجچندر پنڈت متوفی رسیده خلاصه مضمون اینکه بعد عشرهٔ
محرم الحرام آنچه سوال جواب کمپنی قرار می گیرد دریافته حاضر حضوری شوم - چون مستقیم الدوله
بهادر از قبیل ذکر از طرف خود به خشمت جنگ بهادر و منشی جی بمیان آورده بودند روز دویم
که برادر منشی جی میرامان الله پیش بهادر مذکور آمده اظهار کردند و روبروئے ایشان قلمبند شده
است نقل آن با نقل خریطه گورنر جنرل بهادر با زبانخنیا طاً ترسیل داشته شد موضوح
می گردد غرض آنچه سوال جواب خاطرخواه باشد زیاده از اطلاع اینجا در همه باب
بعمل خواهند آورد -

در باب تجویز تعلقداری گنی بنام ناگن گوڑا که مناسب ترقیم نموده اند به راجه روشن رائے
نوشته سپرد مشار الیه باید نمود بعد ازین بعرض حضور پرنور رسانیده خواهد شد -

تجویز جاگیر میر قمر الدین خان مناسب وقت و مضمون سند و مچلکه بسیار مستحسن از مکتوبات

ومرکوزات حضور کہ دوسہ تعلقہ متعلقہ گورم کنڈہ بود تفویض خان مذکور گردیدہ کیفیت تکرار آن از نوشتہ حشمت جنگ بہادر از مفخر الدولہ خواہند دریافت کہ قصبۂ کمارو کالوہ ورائچوتی درسرکار می باید۔

ہمواره از ترقیم خیریت مسروری نمودہ باشند زیادہ چہ بقلم آید والسلام بمیر دوران بہادر سلام۔

اشاریہ

نظام علی خان

حصّۂ اوّل

الف

آزاد (غلام علی آزاد بلگرامی) ہنگامہ میں ۴۲، ۴۳، ذی اثر ہستی ۱۰۲ -

آسیر کا قلعہ ۹۰ -

آشٹی ۸ فٹ نوٹ -

آصف الدّولہ (غازی الدّین خان فیروز جنگ میر محمد پناہ) فرزند آصف جاہ اول ۳، کو اطلاع ۱۶، کی ہلاکی ۳۲، ۳۳، ۷۲

آصف الدّولہ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) منزوی ۹۸

آصف جاہ اول (میر قمر الدین خان نظام الملک) کے جد اعلیٰ ۱، کا خطاب ۱، کی شخصیت ۲، کی اولاد ۳، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ، کی زوجہ ۵، کی مصروفیت ۶، کا انتقال ۷، کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کی دکن میں آمد ۹، کی قایم مقامی ۱۴، کے فرزند ۱۶، کے عہد میں ۸ فٹ نوٹ، دکن آنا، ۶۵ فٹ نوٹ، کے مساجزادے ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۷

آصف جاہ ثانی (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علیخاں) فرزند آصف جاہ اول ۳، کے مولف کا بیان ۹۷، کی کوشش ۹۸، کی توجیہ ۹۹، بمدرس ۳۰

آصف جاہ سابع (نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہٗ) ۲ -

آکولہ، ۶۶،

آناگندی، ۹۳،

آنبہ جوگائی ۸۸،

ابراہیم خان گاردی (بہر جنگ) ۱۰، ۳۷، کی طلبی ۳۸، مقدمتہ الجیش ۴۴، کو حکم ۴۵، بوسی کا عہدہ ۴۷، فرانسیسی فوج میں ۴۸، کو مامور کرنا ۶۳، کو طرفدار بنالیا ۷۰، کی حرص ۸۲، کا کام جنگ میں ۸۵، مزاحم ۸۸ -

ابراہیم علی خان (برادر زادہ و داماد شوکت جنگ) ۳۱ -

ابوالخیر خان (موسّس امراپایگاہ) دھاروالوہ پر ۶۵ فٹ نوٹ -

اجنٹہ کا گھاٹ ۶۴ -

احمد خان (جمعدار) ۸۲ -

احمد خان (میر نظام الدولہ ناصر جنگ شہید) فرزند آصف جاہ اول ۳۔

احمد شاہ ابدالی، ۸۵، کا خطرہ ۹۱، کی فتح ۹۶، احمد نگر کے قلعدار ۸۴، پر پیش قدمی ۸۵، کی سمت ۹۴،

اخلاص خان سعد اللہ خانی ۴۔

ادھونی ۲۷، کو چلانا جانا ۸۰، سے طلبی ۹۲، کو روانگی ۹۳۔

اسد الدولہ (عبد الرحمن ذوالفقار خان حیدر جنگ) ۲۵ فٹ نوٹ۔

اسد جنگ (میر نظام علیخان نظام الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳۔

اسلم خان، صوبہ دار ۶۵

امتیاز الدولہ کی شادی ۴ فٹ نوٹ

امیر الممالک (آصف الدولہ سید محمد خان صلابت جنگ ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳، قلعہ بیدر میں ۹۸، کا تغیر ۱۰۰

امین الدین احمد ۶۶۔

انگول ۴۷۔

انند راؤ (زمیندار وزیگاپٹم) کا مخالف ۷۵، کو خط ۷۶، سے عدم محاسبہ ۷۸، بڑا زمیندار ۷۹،

انور خان (محمد قطب الدولہ) ۶۴، کو قید ۶۵۔

انور نامہ، ۱۲، کا بیان ۱۵۔

اودگیر کا قلعہ ۸۴، پہنچنا ۸۵۔

اورمی (مورخ) کا بیان ۲۴، ۳۱، کا قیاس ۴۱، ۴۳، ۴۸، ۴۹، کا خیال ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۸۔

اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) ۱۰، مرکز حکومت ۱۶، سے نکلنا ۱۹، میں غازی الدین خان ۲۰، میں عمدہ بیگم ۲۱، سے نکلنا ۲۳، ۳۷، فٹ نوٹ، میں صلابت جنگ ۴۰، کی طرف پیش قدمی ۴۰، میں بوسی کا نہ رہنا ۴۱، کو برار سے ۴۲، کے مغرب میں ۴۷، سے قریب ۵۲، کی حکومت ۵۴، کی قریب ۵۵، میں قیام ۶۲، سے قافلہ ۶۳، سے نکلنا ۶۴، سے طلبی ۶۶، میں نظام علیخان ۶۸، میں سکونت ۶۹، آنا ۷۰، سے کوچ ۷۱، کا محاصرہ ۹۴، مرکز حکومت ۱۰۳، میں فوجی خدمات ۱۰۴۔

اوسہ، ۸۵، کے قلعہ میں ۸۷۔

ایلچپور کا صوبہ ۹، ۳۷۔

ایلگندل، میں ۹۲۔

ب

بادشاہ بیگم، دختر آصف جاہ اول ۴، کے شوہر ۴ فٹ نوٹ۔

باسم ۶۶۔

بالاجی راؤ پیشوا ۲۴، کو نقصان ۲۴، کے پاس صلابت جنگ ۲۵، کے مفاد ۲۶، کا کلام ۲۷، کا وکیل ۲۸، کے ساتھ اتحاد ۳۰، کا ملازم ۳۷ فٹ نوٹ، کی پیش قدمی ۴۰، کی فوج ۴۱، ۴۵، درخواست صلح ۴۶، کے پاس بوسی ۴۸، قریب اورنگ آباد ۵۴، لاجواب ۵۵، سے طلب مدد ۵۶، کو مراسلت ۶۶، کے پاس سے

واپسی ۶۷، کے پاس ۸۲، کے بھائی ۹۲، کا انتقال ۹۴۔

بالکنڈہ ۸۴، برجنگ (ابراہیم خان گاردی) ۳۰ فٹ نوٹ۔

بجواڑہ، میں فوج ۶۷، سے آگے ۷۰، سے کمک پہنچانا ۷۹۔

بختاور بیگم دختر سالابت جنگ ۴ فٹ نوٹ۔

برار، ۸ فٹ نوٹ، کو روانگی ۲۰، کی صوبہ داری ۲۷، کو روانگی ۳۱، کی تاراجی ۳۸، سے اورنگ آباد ۴۲، کی حکومت ۵۱، سے تبادلہ ۵۲، کی نظامت ۶۵ فٹ نوٹ، میں روک ۶۶، کے صوبہ دار ۱۰۴۔

برہان پور کو روانگی ۸، ۶۲، ۲۴، کی نظامت ۶۵ سے نکل کر ۶۸، کی طرف تعاقب میں ۷۰، کی سمت تین دن تک ۷۱، صلح میں ۹۰، ۹۱۔

برہان پوری بیگم (زیب النسا بیگم) محل نظام علیخان ۹۶

بڑھ گاؤں ۸۴۔

بسالت جنگ (میر محمد شریف خان شجاع الملک شجاع الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳، کی دختر ۴ فٹ نوٹ، کے ساتھ ۲۲، کا ملازم ۲۵ فٹ نوٹ، صوبہ داری بیجاپور ۲۷، ذی اقتدار ۳۷، صلابت جنگ کے ہمراہ ۸۰، کو لیکر ۴۲، کی جاگیر ۴۴، کے تحت سرکاری فوج ۴۷، حصول جہر میں ۴۹، پر فیر ۵۰، کو جہر کی واپسی ۵۱، کی علیحدگی ۵۷، امور ریاست میں ۷۸، کان فلان کی استدعا پر ۸۵، صلابت جنگ کے ہمراہ ۸۰، کی طلبی ۹۲، کی روانگی ۹۳، کی ماموری ۱۰۲۔

بستر ۵۰ فٹ نوٹ۔

بسنت رائے پیشکا ۱۸۔

بکٹ (جارج) گورنر مدراس ۳۱، ۳۲، کا معزولنہ۔

بکلانہ، کی فوجداری ۶۵ فٹ نوٹ۔

بلخ ۲۵ فٹ نوٹ۔

بلونت راؤ ۴۵۔

بنگالہ کے ناظم ۳۳۔

بوسی (موسی، عمدۃ الملک) کی خواہش ۱۱، ۱۳، کا پروپاگنڈا ۱۵، کے شرائط صلح ۲۴، کا ملازم ۲۵ فٹ نوٹ، کی علیحدگی پر ۲۶، کو اشتعال سے باز رکھنا ۲۷، کی درخواست ۲۷، کو سرکاران شمالی کی تفویض ۲۸، کو صلابت جنگ کا خط ۲۹، ریاست کے مفاد میں ۳۰، کا پہلا حملہ ۳۱، کی طلبی ۳۲، ۳۳، سے صلح ۳۴، کی دیوانی ۳۵، کو اطلاع ۳۶، کو نیچا دکھانے ۳۶، کی قوت توڑنے ۳۸، کی عدول حکمی ۳۹، کی غلطی ۴۰، کا اورنگ آباد میں نہ رہنا ۴۱، مچھلی پٹن ۴۷، کا قبول کرنا ۴۸، کی ملاقات نظام علیخان سے ۴۹، کا پلاٹ ۵۲، کا قبضہ قلعہ پر ۵۲، ۵۳، کے ہاتھ گرفتار ۵۴، کا جواب ۵۵، سے رشتہ دفاع ۵۶،

کے منصوبے ۵۷، کے دیوان کا قتل ۵۸،
کے جوان بار ۶۰، کو قتل کی اطلاع ۶۱، ۶۲،
کا ابراہیم خان کو مامور کرنا ۶۳، کی تحریک
۶۶، کا تصور ۷۰، کی خدمات ۷۱، کی خلاف
۷۲، کا قطع تعلق ۷۳، کا حیدرآباد سے نکلنا ۷۴،
کی طلبی ۸۰، کی فوج کا عہدہ دار ۸۳، پر عنایات
۱۰۲، کی عدم متابعت ۱۰۳، کی خواہش ۱۰۴،
کی خاطر ۱۰۵۔

بہادر خان (محمد) کی مامور ی ۶۵۔

بہادر دل خان، ناظم ۹۳۔

بہادر گڈھ ۸۴۔

بھالکی ۱۰ فٹ نوٹ۔

بہاؤ راؤ (اسد اشیو راؤ بھاؤ) ۹۱۔

بہروز خان ۸ فٹ نوٹ۔

بھوپال میں مرہٹے ۷، ۸۔

بھونسلہ (جانوجی بھونسلہ) ۶۷۔

بھونگیر ۷۹۔

بیجاپور ۸ فٹ نوٹ، ۷، ۲۷۔

بیدر (محمد آباد) کی صوبہ داری ۲۷، پر قبضہ کرنے
۴۷، کے قلعدار ۹۳، سے نذرانہ ۹۶، کے
قلعہ میں منزوی ۹۷، کو واپسی ۹۸، پہنچکر
۹۹، میں آصف جاہ ۱۰۰۔

بیگلر بیگی خان قلعدار ۶۵ فٹ نوٹ

بیگم بازار ۴۰۔

پ

پاتھری، ۸ فٹ نوٹ۔

پالوپچہ ۳۷۔

پانڈیچری (چھوپچری) ۱۰، میں خواجہ قلندر ۲۵
فٹ نوٹ، میں طلبی ۳۲، کا عہدنامہ ۳۲ فٹ نوٹ،
کا رخ ۸۰۔

پانی پت کی جنگ، ۲ فٹ نوٹ۔

پدا پور پر شکست ۷۵۔

پرتاب ونت (راجہ ونھل داس) کا وار ۵۹
کے ذریعے ۹۰، کو حکم ۹۴۔

پراسرام پنڈت وکیل ۲۲، کی خواہش ۲۸

پنج محال ۹۶۔

پورنا ۶۷۔

پونا ۲۳، ۸۵، کی سمت میں ۸۷، کا ارادہ ۸۸،
کو روانگی ۹۳، پہنچ گئے ۹۵، تباہ ۹۶۔

پھوپچری (پانڈیچری) ۱۹، ۳۲، ۳۳، کے گورنر
کا حکم ۳۷۔

پھولمری ۶۴۔

پیپری ۵۔

پیشوا (بالاجی راؤ) طرفدار غازی الدین خان ۱۹
سے بغاوت ۲۲، کا تاثر ۸۷، کا بھائی ۸۷،
کا انتقال ۹۴، سے مل جانا ۹۵، کو متفق
کرلینا ۱۰۲۔

ت

تاپتی ۶۶

تاریخ خورشید جاہی، ۴ فٹ نوٹ۔

تاریخ ریاست حیدرآباد دکن ۶۰۔
تاریخ مظفر ۶۲، ۶۵، ۸۱، ۸۸، صلح کے باب میں ۹۰، انزوا کے مسئلہ میں ۹۸، کا بیان ۹۹
تاریخ نظامی ۵، ۴۶۔
ترچناپلی ۲۴۔
ترک آباد ۹۵۔
تلاوت جنگ ۴ فٹ نوٹ۔
تنگبھدرا ۲۶۔
توران ۶۵ فٹ نوٹ۔
توزک آصفیہ ۱۰، ۱۲، ۲۷، ۴۱، سندکھیڑ کی جنگ کے متعلق ۴۶، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۸، ۵۹، ۶۱، نظام علیخان کی روانگی پر ۶۲، ۸۵، جنگ اودگیر کے متعلق ۸۷، ۸۸ فٹ نوٹ، ۸۹، ۹۰، کا تعجب ۹۶، کا مصنف ۹۹۔
توزک والاجاہی کا بیان ۲۰، میں خط ۳۲، ۵۹، بوسی کی علیحدگی پر ۷۶۔
تیغ جنگ، جنگ اودگیر میں ۸۵۔

ٹ

ٹانڈوپچہ ۸۸۔
ٹوکہ، ۹۴۔
ٹیپو سلطان سے مراسلت ۴ فٹ نوٹ ۸۳۔

ج

جادوراؤ ۴۶۔
جارج بکٹ ۳۱، ۳۲ کا معروضہ۔
جانسٹن سفیر ۷۶۔
جانوجی (بھونسلہ) ۳۸، پر غلبہ ۴۱، کو اطلاع ۶۶ کی شرف زمین بوسی ۶۷، کی مدد ۶۸۔
جانوجی (تنبالکر) کو حکم ۹۴، کی عرض ۹۵، کے ذریعے شرائط ۹۶۔
جعفر علی خان ۲۸، سپہ سالار ۶۱۔
جلگاؤں، ۶۵ فٹ نوٹ۔
جمال الدین حسین خان ۴ فٹ نوٹ ۱۔

چ

چارمحل، ۳۱، کا محاصرہ ۳۴۔
چاندہ (دیوگڈھ) ۳۷، ۳۸، ۶۷، کی مہم ۶۸۔
چنگل ٹھانہ میں مقام ۶۳۔
چمارکنڈ، پر معرکہ ۹۴۔
چنداصاحب (حسین دوست خان) ۹۔
چندرسین، کا بیٹا ۱، فٹ نوٹ، ۹۵۔

ح

حامداللہ خان (مبارز الملک) وکیل مطلق ۹۱۔
حدیقۃ العالم ۶، ۸۴، ۹۰، ۹۸، ۹۹۔
حسین دوست خان (چنداصاحب) ۹، ۱۹۔
حشمت جنگ کو سرفرازی ۶۵۔
حضرت بندہ نواز گیسو دراز رح ۹۳۔
حفیظ الدین احمد، نام نظام علیخان ۵۔
حفیظ اللہ (حافظ محمد) ۶۴۔
حیات خان، کا بیان ۶۰۔
حیدرآباد کو صلابت جنگ کا آنا ۱۹، کے صوبدار ۲۸، کے نایب ۳۱، میں مصالحت ۳۷،

کی صوبہ داری ۵۱ جانے کی تیاری ۵۲،
میں خواجہ قلی خان ۶۵ فٹ نوٹ، میں صاحب جنگ
۶۷، ۶۸، پہنچنے سے قبل ۶۹، کے اندرونی
معاملات ۷۳، پہنچنا ۷۴، سے قریب ۸۰،
کو جانا ۸۱، پہنچکر انتظامات ۸۴، کو واپسی ۹۲۔
حیدر جنگ (عبدالرحمن ذوالفقار خان اسدالدولہ)
کا ہوا خواہ ۲۵، کے ذریعے ۳۱، کی چال ۳۵
بوسی کے ساتھ ۳۷، کو خلش ۳۹، کی ملاقات
۴۷، کا سوءظن ۴۸، کے ذریعے ۴۹، کی سازش
۵۰، نے قید کرلیا ۵۲، کی ماموری ۵۴، کا
دخل ۵۷، نظام علیخان کے دربار میں ۵۸،
کا غصہ ۵۹، کے قتل کے بعد ۶۰، کے قتل
کی اطلاع بوسی کو ۶۱، کے قتل کا انتقام ۶۲،
کے قتل کے ساتھ ہی ۶۳، ۷۰، کے قتل سے
۷۱، کی خواہش ۱۰۴، کو قتل کرنا ۱۰۵۔
حیدر یار خان (منیر الملک شیر جنگ) دیوان دکن
۴۷، سفیر صلح ۸۹، ۹۱۔

خ

خان بہادر صاحبہ، دختر آصف جاہ اول ۴۔
خاندیس ۶۴، کی ایک سرکار ۶۵ فٹ نوٹ،
صلح میں ۹۰۔
خجستہ بانو بیگم۔ دختر آصف جاہ اول ۴،
۴ فٹ نوٹ۔
خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے نذرانہ ۹۶۔
خداتردی بیگ ۶۔
خزانۂ عامرہ ۹۸، ۹۹۔
خلد آباد ۵۸
خواجہ قلی خان موزوں (ذوالفقار الدولہ فاتح جنگ)
کی لڑکی ۶۵۔
خواجہ باباخان، ۴، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ۔
خواجہ قلندر بخاری ۲۵، فٹ نوٹ۔
خوشحال بیگ اوستاد نظام علی خان ۶۔
خیر النساء بیگم دختر آصف جاہ اول ۳، ۴ فٹ نوٹ۔

د

داستان نظام علیخان ۶۴۔
دتویا، ۴۵۔
دربار آصف، ۴ فٹ نوٹ۔
درگاہ قلی خان (مؤتمن الملک سالار جنگ) ۹۴۔
دکن ۷، میں آصف جاہ ۹، کی نظامت ۳۳،
میں فرانسیسیوں کی آبادی، ۸۰، میں انتظام
۸۰، کی صوبہ داری ۹۸، ۱۰۰، پر قبضہ کرنے
۱۰۱، پر قابض و متصرف ۱۰۵۔
دلیر جنگ ۸۴۔
دولت آباد ۴۲، کے قلعہ میں پناہ ۴۳، کے
قلعہ کا تصفیہ ۵۱، کے قلعہ پر قبضہ ۵۲، کی
قلعہ داری پر ۵۳، کے قلعداری کو ۵۴، کے
قلعہ کا حصول ۵۵، کا قلعہ ۵۶، ۹۰، ۹۱
میں پناہ ۹۴۔
دھار کا قلعدار ۶۵ فٹ نوٹ۔
دھارور ۸۵، کی طرف کوچ ۸۷، پہنچنے کا ارادہ ۸۸،

پہنچکر ۸۹، میں ۹۴ -
دیوگڈھ (چاندہ) ۳۸ -

ڈ

ڈوپلے ۹، کو حکم ۲۱، ۲۵ فٹ نوٹ، کی واپسی ۲۸، کا تبادلہ ۲۹، کی اطلاع ۳۶ -
ڈی وولٹن فرانسیسی ڈاکٹر ۲۱ -

ذ

ذوالفقار الدولہ (قایم جنگ خواجہ قلی خان) ۶۵ فٹ نوٹ -
ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ ۸۱ -
ذوالفقار خان (حیدر جنگ اسد الدولہ) ۲۵ فٹ نوٹ -

ر

راجمندری ۴۷ -
راجیندر ۱۰، مہاکلی سے اورنگ آباد ۴۵، کا پڑاؤ ۵۹، کے لشکر میں ۶۲، کے پاس فادار خان ۶۳، کا اغوا کرنا ۹۵، کی سرکشی ۹۶ -
رائے پور ۴۷، میں حملہ ۷۵، پر قبضہ ۷۶، میں نظام علیخان ۹۱ -
رتن چند (راجہ کالکا داس) ۹۱، کی نظربندی ۹۲ -
رکن الدولہ (لشکر خان) کی علیحدگی ۲۰، ذی اثر ہستی ۱۰۲ -
رگناتھ داس (ملاحظہ ہو رگھناتھ داس)
رگھناتھ داس ۱۳، کو توقع ۱۵، کی دیوانی ۲۲، کا تسلیم کر لینا ۱۰۳ -
رگھناتھ راؤ کی لوٹ ۹۲، ولی ۹۲ -

ز

زبردست خان کاوار ۵۹ -
زیب النسا بیگم محل نظام علی خان ۶۶ -

س

ساسوڑ ۴۵ -
سانڈرس ۳۲ فٹ نوٹ کو خطوط ۳۶، ۴۷ -
سادنور ۱۰، کی جنگ ۲۲، ۲۳، کا محاصرہ ۲۴، ۳۰، کی صلح ۳۱، کی جنگ میں کوشش ۳۹ -
سبحانی طوایف ۶۵ -
سداسیو راؤ بھاؤ ۸۴، پیشوا کا مختار ۸۷ -
سدی عنبر خان ۴۷ -
سراج الدولہ، ناظم بنگالہ ۳۲ -
سرکاران شمالی میں شکست ۲۵ فٹ نوٹ -
میں انگریز ۲۷، ۲۸، فوج کی تنخواہ میں ۳۴ کا موقع ۵۴، کی حفاظت ۷۴، کے زمیندار ۵۰ فٹ نوٹ، میں یورپی تفریق ۶۰ فٹ نوٹ سے اثر زایل ہونا ۷۶، میں عدم اعانت ۷۹، کی طرف توجہ ۸۰، کا انتظام ۹۱ -
سعد اللہ خان ۱ -
سلطانجی تمبالکر ۹۵، کی غرض ۹۵، کے ذریعے شرایط ۹۶ -
سمرقند ۱ -
سندکھیڑ ۳۷ فٹ نوٹ ۴۵، ۴۷، کی جنگ کی وجہ سے افواج ۶۳، کی جنگ کا آغاز ۱۰۴، ۱۰۵،

سوریا پیٹھ ۸۰ -
سوریا راؤ کی سرکشی ۸۴ -
سہراب جنگ (اعظم الامراء ارسطو جاہ مشیر الملک معین الدولہ غلام سید خاں) ۴۴، کی حیدر جنگ سے گفتگو ۵۸، کا وار ۵۹، سفیر ۶۶، کی واپسی ۶۷، کی رائے ۶۸، کی رائے ۶۸، کی روانگی ۸۴، جنگ اودگیر میں ۸۵، صلح میں ۹۰ -
سیادت خاں، قلعدار ۹۳ -
سید حسین، پیرزادے ۵ -
سید سلیمان ۵ -
سید محمد خان (امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ وظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، کی تخت نشینی ۱۴ -
سیف الدولہ کو حکم ۹۴ -
سیکاکول، کا حساب ۴۷، کے زمیندار ۵۷ -

ش

شاہ تجلی، صاحب توزک آصفیہ ۹۹ -
شاہجہاں ۱۰ -
شاہ عالم ۱۰۰ -
شاہ محمود ۴۲ -
شاہنواز خاں (صمصام الملک صمصام الدولہ میر عبدالرزاق) ۲۲، کی خواہش ۲۳، کی کوشش ۲۴، باعث برطرفی فرانسیسیاں ۲۷، مخالف فرانسیسیاں ۲۸، کے خیال کی توجیہ ۲۹، کا احوال ۳۰، کے دوست ۳۱، کا اتفاق ۳۴، ۳۵، کا منصوبہ ۳۶، مدار المہام ۳۷، کی سعی ۳۹، کی چال ۴۱، پر ہنگامہ ۴۲ کا اندیشہ ۴۳، کے بعد سے ۴۴، کے ذریعے ۴۷، کی غرض ۴۸، پر نگرانی ۴۹، کی سازش ۵۰، کا تصفیہ ۵۱، کی نظربندی ۵۲، کا طرفداری ۵۳، کی جنبہ داری ۵۴، کا فعل ۵۵، کا قتل ۶۱ و ۶۲ و ۶۴ و کی حویلی ۸۱، کے عہد دیوانی میں ۸۴، کے بیٹے ۹۳، ذی اثر ہستی ۱۰۲، کا عندیہ ۱۰۳، کا طرفدار ۱۰۴، قید ۱۰۵ -
شجاع الدولہ (شجاع الملک بسالت جنگ میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اوّل ۳ -
شجاع الملک (شجاع الدولہ بسالت جنگ میر محمد شریف خان) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، ۴۳ -
شمس الدین ۶۴ -
شوکت جنگ (معین خان) دیوان خانگی ۷۴، کی شہادت ۸۸ -
شہاب الدین فرزند عابد خان ۱ -
شہسوار جنگ کا وار ۵۹ -
شیخ محمد جعفر، استاد نظام علی خان ۶ -
شیخ محمد جمیل، استاد نظام علی خان ۶ -
شیخ محمد جنید، ۸ فٹ نوٹ -
شیخ جنید بغدادیؒ، ۸ فٹ نوٹ -
شیخ علی خان، اتالیق نظام علی خان ۸،

شیر جنگ (منیر الملک حیدر یار خان) کی رائے ۱۴، دیوان دکن ۴۷، سفیر صلح ۸۹، ۹۰، ۹۱، کا استعفاء ۹۳۔

ص

صدر الدین خاں، کو سرفرازی ۶۵۔

صف شکن خاں (مجاہد جنگ) ۶۸۔

صلابت جنگ (امیر الممالک آصف الدولہ سید محمد خاں ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، کا عہد ۸ فٹ نوٹ، معرکہ میں ۱۱، ۱۳ کی تخت نشینی ۱۴، کے بڑے بھائی ۱۵، کی طرفداری ۱۶، ۱۸، کو غازی الدین خاں کی آمد کی اطلاع ۱۹، کی والدہ ۲۰، کی مخالف ۲۱، کے مخالف ۲۲، کے زیر حکومت ۲۳، کی فرانسیسی فوج ۲۴، کو صلح پر رضامند کرنا ۲۴، کا عہدنامہ ۲۵ فٹ نوٹ، کو اطلاع ۲۵، پر مستولی ۲۶، سے پیشوا کا اظہار ۲۷، کی ملازمت میں فرانسیسی فوج ۲۸، سے مراسلت ۲۹، ۳۰، کے ساتھ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، کا یقین ۳۶، کے بھائی ۳۷، کے عہد میں فرانسیسی ۳۹، سے مطالبہ ۴۰، کے خلاف منصوبہ ۴۱، کے سپاہی ۴۳، سے ملاقات ۴۴، کی اجازت ۴۵، کی فوج ۴۷، کی ذاتی تحریک ۴۹، کے محل کے قریب واقعہ ۵۰، کا فرمان ۵۱، رابعہ دورانی کے مقبرہ میں ۵۲، کی فوج سے قریب تر ۵۴، کے قبضہ میں ۵۵، کے منشاء پر ۵۷، کی خلد آباد روانگی ۵۸، کی فوج کے سپہ سالار ۶۱، کی طرفداری ۶۵، کے عہد میں خواجہ قلی خاں کو خطاب ۶۵، فرانسیسی کی مراسلت ۶۶، کے پاس نظام علی خاں ۶۷، کی طرف دستہ فوج ۷۰، کے خلاف بے چینی ۷۱، ۷۲، کو خط ۷۳، عبور گوداوری ۷۴، کان فلان کی استدعا پر ۷۵، اصلی رئیس ۷۶، کے دربار کی معلومات ۷۷، کی منظوری درخواست صلح پر ۷۸، کی تاخیر کمک میں ۷۹، کے پاس سے واپس طلبی ۸۰، کا حیدر آباد جانا ۸۱، کا معاہدہ ۸۳، کے ساتھ نظام علی خاں ۸۴، پر کامیاب ۸۷، جنگ سے بیدل ۸۹، کے منشاء پر ۹۰، عمل کرنے ۹۱، کا تلون ۹۲، کی جنوب میں روانگی ۹۳، کی حفاظت ۹۵، کا تلون ۹۶، کی کنارہ کشی ۹۷، کے تلون کا اثر ۹۹، کا غلط تصور ۱۰۱، کے طرفدار ۱۰۲، کی صلح بوسی سے ۱۰۳، کا خزانہ خالی ۱۰۴، کا دکن کی طرف چلا جانا ۱۰۵، کو زہر دیا جانا ۱۰۶۔

صمصام الدولہ (صمصام الملک شاہنواز خاں میر عبد الرزاق) ۱۰ فٹ نوٹ، ۲۳، پر تقاضا ۴۰، کا اکسانا ۴۱، کی سوچ ۴۲، کا قلعہ سے نکلنا ۴۴، مصنف ماثر الامراء ۹۸، ذی اثر ہستی ۱۰۲۔

صمصام الملک (صمصام الدولہ شاہنواز خاں میر عبد الرزاق) ۲۲،

صمصام الملک (صاحبزادہ) کے بیٹے سے ۴ فٹ نوٹ
صمصام الملک (عبدالحی خاں) فرزند شاہنواز خاں صمصام الملک ۹۴ ۔

ظ

ظفر جنگ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ ،

ع

عابد خاں، آصف جاہ کے دادا ۱ ۔
عاقل خاں، کی حویلی ۸۱ ،
عالم آرا بیگم، کا باغ ۶۴ ۔
عالم ثلیخ، ۱ ۔
عالمگیر، ۱ ، کی فتح ۸ فٹ نوٹ، کے پاس سفیر ۶۵ فٹ نوٹ ۔
عبدالحکیم خاں، ۲۲ ، سے اتحاد ۲۳ ۔
عبدالحی خاں (صمصام الملک) دیوان ۹۴ ۔
عبدالرحمن (ذوالفقار خاں حیدر جنگ اسد الدولہ) ۲۵ فٹ نوٹ ۔
عبدالشہید خاں فرزند عضد الدولہ ۶۸ ، کو سولی ۸۴ ۔
عبدالقادر، فرزند شیخ علی خان ۸ فٹ نوٹ ۔
عبداللہ، شیخ ، ۶۴ ۔
عبدالنبی، فرزند شاہنواز خاں ۶۲ ۔
عثمان علی خان بہادر (آصف جاہ سابع) کا فرمان ۲ ۔
عضد الدولہ، ۶۸ ۔
علی، نام نظام علی خاں ۵ ۔
علی اکبر، کی سرفرازی ۶۵ ۔
عمدۃ الملک (ملاحظہ ہو موسیٰ بوسی) ۲۶ ۔
عمدہ بیگم زوجہ آصف جاہ اول ۵، کی آرزو ۲۱ ، والدہ نظام علی خاں ۶۶ ۔

غ

غازی الدین خاں فیروز جنگ، فرزند عابد خاں، ۱ ۔
غازی الدین خاں (فیروز جنگ میر محمد پناہ) فرزند آصف جاہ اول ۳ ، ۱۵ ، کو اطلاع ۱۶ ، ناظم دکن ۱۷ ، کا حصول فرمان ۱۸ ، کی آمد ۲۰ ، کا زہر سے مرنا ۲۱ ، کی رغبت غذا سے ۲۲ ، کو ہلاک ۳۲ ، ۳۳ ، ۲۷ ، کی بافوج آمد ۱۰۱ ، سے بار رہتا ۱۰۲ ۔
غلام سید خاں (سہراب جنگ معین الدولہ مشیر الملک ارسطو جاہ اعظم الامراء) ۴۴ ۔
غلام علی (آزاد بلگرامی) ۳۰ ، ۳۵ ، ہنگامہ میں ۴۲ ، شاہنواز خاں کی استمالت میں ۴۴ ، ذی اثر ہستی ۱۰۲ ۔

ف

فتح میدان (واقع اورنگ آباد) ۴۳ ۔
فورڈ (کرنل) ۲۵ فٹ نوٹ، کے قاصد ۹۷ ، کا حکم ۹۷ ، کی صلابت جنگ سے ملاقات ۹۸ ، کو ذات جاگیر کی درخواست پر ۸۳ ۔
فیروز جنگ (غازی الدین خاں) فرزند عابد خاں ۱ ،

فیروز جنگ (میر محمد پناہ غازی الدین خاں آصف الدولہ فرزند آصف جاہ اول ۳، سے ملنا ۱۰۲۔

ق

قادر خان ۶۷۔
قایم جنگ (ذوالفقار الدولہ خواجہ قلی خاں موزون) ۶۵ فٹ نوٹ۔
قطب الدولہ (محمد انور خاں) ۶۴۔
قلیچ خاں، آصف جاہ کے دادا ۱، ۱۔
قمر الدین خاں (آصف جاہ اول) کے جد اعلیٰ ۱۔
قمقام جنگ، کا حملہ ۵۹۔
قوی جنگ، ۸۴۔

ک

کالکا داس (راجہ رتن چند) ۹۱۔
کالی بیگم دختر آصف جاہ اول ۴۔
کان فلاں، کے ذریعے خط ۳۷، کو قبضہ ۴۷، کی استدعا ۵۷، مطبع انگریزاں ۷۷۔
کرشنا (دریا) ۷۸۔
کرناٹک، میں مظفر جنگ ۹، کے نواب ۱۶، کے نواب کا خط ۱۷، ۱۸، کے نواب نایب ۱۸، کی فوجداری کا دعویدار ۱۸، کی ابتری ۱۹، میں فرانسیسی ۲۸، کی حکومت ۲۹، کے نواب کے ذریعے ۳۱، کے نواب کی طرف سے ۳۲، کو جواب ۳۳، میں بوسی ۵۵، کی جنگ میں ۷۲، کا رُخ ۸۰۔
کرنول ۱۰، کا سردار ۱۱۔
کڑپہ ۱۰۔
کلائیو (لارڈ) کی مراسلت ۷۲۔
کلیانی، ۴ فٹ نوٹ۔
کمال النساء بیگم ۴ فٹ نوٹ۔
کنداویر، ۷۸۔

گ

گرانڈ با، کو ایما ۶۶، ۶۷، فوج کی روانگی ۶۸۔
گردھاری لال احقر، ۴۳۔
گلبرگہ ۹۳۔
گلزار آصفیہ، کا بیان تخت نشینی کی نسبت ۱۴، حیدر جنگ کے قتل پر ۶۰، کے مصنف کے والد ۶۱۔
گنجام، ۵۷ فٹ نوٹ۔
گوتی، ۲۳۔
گوداوری (دریا) ۴۶، ۴۷، تک ۷۳، کو لبور کے ۷۴، کے پار ۷۶۔
گوڈے ہو (فرانسیسی گورنر) ۲۸، ۳۲، فٹ نوٹ۔
گوشہ محل، میں قیام ۹۲، ۹۳۔
گولکنڈہ کا محاصرہ ۱، کا خزانہ ۱۶، کے قریب فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ ۱، کا خزانہ ۳۴، پہنچا دے ۷۱۔
گھوڑ ندی ۹۵۔

ل

لالی موسیٰ (گورنر پانڈیچری) ۳۲، کا خط ۷۱، کو مراسلت ۷۲، کی تحریر سے ۷۳، کا حکم ۷۴،

کا عناد ۸۰ ۔
لشکر خان (رکن الدولہ) کی علیحدگی ۲۰، کی دیوانی ۳۲، فرانسیسیوں کے خلاف ۳۶، ذی اثر ہستی ۱۰۲ ۔
لچھمنا (ترجمان موسیٰ بوسی) ۶۱، ۶۲، ۶۳ ۔
لچھمی نارائن شفیق کا بیان ۴۱، ۴۲ ۔
لیری ۔ موسیٰ (ملاحظہ ہو لالی ۔ موسیٰ) ۳۲، ۳۳ ۔

م

مآثر آصفی ۴۱، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۹، ۹۰، ۹۸ ۔
مآثر الامرا، ۹۸، ۹۹ ۔
مادھو راؤ، پیشوا، ۹۴ ۔
مالوہ کا فوجدار ۶۵ فٹ نوٹ ۔
مانڈو ۶۵ فٹ نوٹ ۔
ماہور، ۶۸، ۶۹ ۔
مبارز الملک (حامد اللہ خاں) وکیل مطلق ۹۱، کے سپرد ۹۲ ۔
مبارز خاں، کی جنگ ۶۵ فٹ نوٹ، کے بیٹے ۹۱ ۔
متوسل خاں، داماد آصف جاہ اول ۳ ۔
مجاہد جنگ (صف شکن خان) ۶۸ ۔
مچھلی بندر (مچھلی پٹن) کو روانگی ۳۰ ۔
مچھلی پٹن (مچھلی بندر) کی فوجداری ۶۵ فٹ نوٹ کو روانگی اور طلب مدد ۳۰، ۳۷، مین بوسی ۴۷، کی حفاظت ۴۷، آئین ۷۵، سے قریب ۷۶، کے قلعہ پر گولہ باری ۷۷، انگریزوں کے انعام میں ۷۸، سے واپسی ۸۰، مابین معاہدہ ۸۳ ۔
محمد آباد (ملاحظہ ہو بیدر)
محمد بہادر (ہمت بہادر خاں) ۱۲ ۔
محمد پناہ ۔ میر (غازی الدین خان فیروز جنگ آصف الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳، محمد حسین (یمین الدولہ) صوبہ دار حیدر آباد ۱۳، کو خط ۲۸، کی کوشش ۳۱، کی گرفتاری ۵۲، ۵۴، کا قتل ۶۱، ۶۲ ۔
محمد شریف خاں ۔ میر (شجاع الملک شجاع الدولہ بسالت جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ ۔
محمد علی ۔ نام نظام علی خاں ۵ ۔
محمد علی خاں، کا موسومہ خط ۱۷، فوجدار کرنا ملک ۱۸، طرفدار غازی الدین خاں ۱۹، کی جنگ بندی پیشکش پر ۲۸، سے مصالحت ۲۹ ۔
محمد نگر (گولکنڈہ) کے قلعہ میں ۸۴ ۔
محبتہ بیگم دختر آصف جاہ اول ۴، ۴ فٹ نوٹ ۔
مدراس، میں انگریز ۲۷ ۔
مراد خاں ۹۵ ۔
مراری راؤ گھورپڑے، حاکم گوتی ۲۲، کی تادیب ۲۳، کی خدمات ۲۴، کی علیحدگی ۲۹ ۔
مظفر جنگ (ہدایت محی الدین خاں) نبیسۂ آصف جاہ اول ۳، کی والدہ ۴ فٹ نوٹ کا انحراف ۹، ناصر جنگ کی شہادت کے بعد ۱۰، عدم ایفائے عہد ۱۱، پر حملہ ۱۲، کا دیوان ۱۳ ۔

کی جانشینی ۱۴، کے بعد ۱۵، کی فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ، کا انحراف ۱۰۱، کی سرپرستی میں ۱۰۳۔

مظفر خاں، گاڑدی ۱۰، ۲۳۔

معتمد الدولہ (ہمایوں جاہ ناصر الملک میر مغل علی خاں) فرزند آصف جاہ اول ۳۔

معین الدین حسین خاں ۴، فٹ نوٹ۔

معین خاں (شوکت جنگ) ۳۱، کارکتا ۸۸۔

مغل علی خاں میر۔ (ہمایوں جاہ ناصر الملک معتمد الدولہ ہمایوں جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳، ۹۲، مرہٹوں میں ۹۵، کو ورغلانا ۹۶۔

مقتدا خان، قلعدار ۹۳۔

مکرمہ بانو بیگم دختر آصف جاہ اول ۴۔

ممتاز الامرا منیبہ آصف جاہ اول ۴ فٹ نوٹ۔

ملہار رام ہنگامہ میں ۴۲۔

منیر الملک (حیدر یار خاں شیر جنگ) صلح میں ۹۰۔

مومن الملک (درگاہ قلی خاں سالار جنگ) ۹۴۔

موراسین موسیٰ کے ساتھ شریک ۴۷۔

موزوں (خواجم قلی خاں) ۱۵، فٹ نوٹ۔

موسیٰ بوسی (ملاحظہ ہو بوسی۔ موسیٰ)

موسیٰ بھوسی (ملاحظہ ہو بوسی۔ موسیٰ) ۱۰۔

موسیٰ کان فلان (ملاحظہ ہو کان فلان بوسی)

موسیٰ لالی (ملاحظہ ہو لالی۔ موسیٰ)

موسیٰ لیری (ملاحظہ ہو لیری۔ موسیٰ)

موسیٰ موراسین (ملاحظہ ہو موراسین۔ موسیٰ)

موسیٰ تاریخ (ملاحظہ ہو تاریخ موسیٰ)

موہیری۔ ۵، فٹ نوٹ۔

مہالکی ۱۰ فٹ نوٹ، سے راجندر ۴۵۔

مہ بانو بیگم۔ دختر آصف جاہ اول ۴، ۴ فٹ نوٹ۔

میالیسن، کا بیان ۲۰، ۲۱، ۲۶۔

میدک، ۹۲۔

میر احمد خاں (نظام الدولہ ناصر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳۔

میر کلان خاں داماد آصف جاہ اول ۴۔

میر عالم ۹۸۔

میسور۔ ۴ فٹ نوٹ، ۲۹۔

میموار پور بوسی، ۲۵ فٹ نوٹ۔

ن

نادر شاہ، کا حملہ ۲، ۷۔

نارائن دیو، ۵، فٹ نوٹ، کی فرانسیسیوں سے علیحدگی ۷۶، فرانسیسیوں کا مخالف ۷۹۔

تاریخ موسیٰ کی ملازمت ۸۳۔

ناصر الملک (میر مغل علی خاں ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ اول ۳، ۹۲، مرہٹوں میں ۹۵، کا خیال ۹۶،

ناصر جنگ شہید (نظام الدولہ میر احمد خان) فرزند آصف جاہ اول ۳، کا انحراف ۷، قایم مقام ۹، کی شہادت ۱۰، کی تخت نشینی ۱۵، کی شہادت کی بانی مبانی قوم ۱۶، ۱۷، کے

بھائی ۳۲، ۳۳، کے عہد میں خواجہ علی خان ۶۵ فٹ نوٹ، کا قاتل ۷۳، سے انحراف ۱۰۱، کی سرپرستی میں ۱۰۳۔
ناگپور، ۶۶۔
ناندیڑ کی صوبہ داری ۸ فٹ نوٹ، ۹۲۔
نتھو نگر، ۱۷۔
نجیب الدولہ (شیخ علی خاں) آتالیق نظام علیخاں ۔
نرمل، ۶۸، ۶۹، کا زمیندار ۸۴۔
نذرانے، ۶۵ فٹ نوٹ۔
نظام الدولہ (ناصر جنگ شہید میر احمد خاں) فرزند آصف جاہ اوّل ۳۔
نظام الملک (آصف جاہ اوّل میر قمر الدین خاں) کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کے فرزند ۵۱۔
نظام الملک (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی) فرزند آصف جاہ اول ۳۔
نظام ٹین ۷۸۔
نظام علیخاں میر (نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ آصف جاہ ثانی) کے والد ۱، فرزند آصف جاہ اوّل ۳، کی صاحبزادی ۴ فٹ نوٹ، کی نام رکھائی ۵، کی تعلیم ۶، کی تحریر ۷، کے نام پر فتح ۸، ہم سفر ناصر جنگ ۹، ناصر جنگ کی شہادت کے بعد ۱۰، معرکہ میں ۱۱، قتل بہادر خاں میں ۱۳، کی رائے تخت نشینی پر ۱۴، کی طرفداری ۱۵، کے خلاف ۱۶، کی والدہ ۲۰، ۲۱، کا ذکر ۲۲، کا خطاب و خدمت ۲۷، کی روانگی برار کو ۳۱، سے مفاہمت ۳۳، ۳۴، سازش کے بانی ۳۵، ذی اقتدار ۳۷، ۳۸، کا حصول اقتدار ۳۹، کا غلبہ ۴۱، کی روانگی اورنگ آباد کو ۴۲، ایلچپور سے اورنگ آباد میں ۴۳، کا اکسانا ۴۴، کا سند کھیڑ پہنچنا ۴۵، تعاقب میں ۴۶، کی فوج ۴۷، کی رضامندی ۴۸، کو مدد ۴۹، کو اطلاع ۵۰، کی ماموری ۵۱، پر سختی ۵۲، پر اثر ۵۴، کی سعی ۵۵، کا تصور ۵۶، کی تدبیر ۵۷، کا دربار ۵۸، کا نکل جانا ۵۹، کی فراہمی ۶۱، کی مراجعت ۶۳، کا راستہ ۶۴، کا قیام ۶۵، کی مراجعت ۶۶، صلابت جنگ کے پاس ۶۷، سے ناخوش ۶۸، کی دست رس ۷۰، کا سہل النقل ہونا ۷۱، سے سمجھوتہ ۷۲، کا حیدرآباد آنا ۷۷، سے استمداد ۷۹، حیدرآباد میں ۸۰، سے ملنے ۸۱، کا انتظام ۸۲، کے عہد حکومت میں ۸۳، حیدرآباد پہنچکر ۸۴، کی پیش قدمی ۸۵، کی فوج ۸۷، اعراض ۸۸، ۸۹، کے خلاف منشاء ۹۰، کا انتظام سرکاران شمالی میں ۹۱، کو اجازت ۹۲، کی روانگی ۹۴، سے علیحدہ ہونے پر آمادہ ۹۵، کی خبرداری ۹۶، پر متعلقی ریاست ۹۷، فرمان شاہی سے ۹۹، آصفجاہ اوّل کے صاحبزادے ۱۰۱، کی ماموری ۱۰۲، کے موافق صورت ۱۰۳، کی ہر دل عزیزی ۱۰۴، کی جولانی ۱۰۵، کی خوشنودی خاطر ۱۰۶۔
نقشبندی خان، ۷۹۔

نگارستان آصفی، ۴ فٹ نوٹ۔
نلدرگ، کا قلعہ ۴۶۔
نمبالکر، ۴۵۔

و

واحد علی خاں، اتالیق نظام علی خاں ۳۱، کے ذریعے ۴۲۔
واقعات جداشدن فرنگ از خدمت سید محمد خاں ظفر جنگ ۲۳، صلح کے متعلق ۲۴، باہمی مفاہمت کے متعلق ۲۶، میں صلح ۳۰۔
واکل نیر، ۸۰۔
والاجاہ (نواب کرناٹک) ۱۲، کی معرفت ۲، کی مراسلت ۳، ۷۔
وٹھل داس (پرتاب ونت راجہ) ۶۵، موید ۶۷، سے سرتابی ۸۲۔
وجے رام راؤ، راجہ وزیانگرم ۵، ۷، فٹ نوٹ، کی مخالفت ۶، ۷، فٹ نوٹ۔
وزیانگرم (جے نگر) ۵، کا راجہ ۵، ۷، فٹ نوٹ۔
وزیگاپٹم، ۵، ۷۔
وسواس راؤ، فرزند بالاجی راؤ پیشوا ۴۱، ۴۵، کی حضوری ۴۶، کے تحت فوج ۴۷، ۴۸، ۹۱۔
وفادار خاں (اعتضاد الدولہ شمشیر جنگ) رامچندر کے پاس ۲۳۔
ونایک داس ۹۵۔
وینکٹ راؤ ۴۵۔

ھ

ہدایت محی الدین خاں (مظفر جنگ) نسبۂ آصف جاہ اول ۳۔
ہمایوں جنگ (ناصر الملک میر مغل علی خاں معتضد الدولہ ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ اول ۳۔
ہمت بہادر خاں (محمد بہادر) ۱۱، قتل مظفر جنگ میں ۱۲۔
ہند (ہندوستان) ۸۰۔
ہندوستان (ہند) ۱، ۲۵، فٹ نوٹ، کا فساد ۲، ۳، میں اثر ۸۰، میں حملہ کی تیاریاں ۸۵۔
ہنمنت راؤ ۴۶۔

ی

یمین الدولہ (محمد حسین خان) صوبہ دار ۱۳، کو خط ۲۸۔

اشاریہ

نظام علی خاں

حصّۂ دوّم

الف

آرتھر ویلزلی۔ کرنل (لارڈ ولنگٹن) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن کمیٹی تقسیم میسور ۲۱۹۔

آرکاٹ، سے عزیمت ۱۹، کا مالک ۲۱، پہنچنے پر ۲۳، چھوڑ کر ۲۹، کے صوبہ دار کی تنبیہ ۴۹، سے ضروریات ۵۰، کی نوابی ۵۲، کا نواب ۵۶، میں داخل ۵۷۔

آرمی۔ رابرٹ، مورخ ۲۰، ۲۱۔

آزاد بلگرامی (میر غلام علی) کا بیان ۲، عہد کے بڑے مورخ ۳۔

آصف جاہ اوّل کی اولاد میں ۱۱۱، کی تعمیر کردہ عمارت ۲۳۳۔

آصف جاہ ثانی (نظام علیخان نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ) ۲ فٹ نوٹ ۲، کے عہد میں ۱۷، رضامند ۷۷، کے اسناد ۸۰، ۸۱، صوبہ دار دکن ۱۶۳، کے تفویض ۱۶۵، ۱۹۹۔

آصفیہ ریاست میں اثرات ۲۱۱۔

آئینہ محل (واقع نرمل) میں گرفتاری ۱۳۰۔

ابراہیم باغ (واقع نرمل) ۱۳۹، کی عمارتوں کا انہدام ۱۳۳۔

ابراہیم بیگ خاں دھولسہ (مبارز الملک ظفر الدولہ ضابط جنگ) شرائط صلح میں ۸۲، ۸۳ میں ۸۸، کو خطاب ۸۹، کے بھائی ۹۷، ۱۰۳ میں ۱۰۵، کا کمیل ۱۲۱، کے خیالات ۱۲۲، کا مرض ۱۲۸، کے انتقال ۱۳۰، کا تیار کردہ باغ ۱۲۹، کے فرزند ۲۳۳۔

ابراہیم خاں جمعدار ۱۰۶۔

ابراہیم عادل شاہ ۲۸ فٹ نوٹ۔

ابوالفتح خاں (تیغ جنگ شمس الدولہ) کے ہم زلف ۱۳۲۔

ابوالقاسم میر (میر عالم، سفیر ۱۵۳، سے گفتگو ۱۵۵، کی صداقت و خیر خواہی ۱۵۵۔

ابوتراب خان ہمرکاب میر عالم ۲۱۳۔

ابومیاں مہدوی مقابلے پر ۱۳۲، کا جنگ میں کام آنا ۱۳۲۔

اپا بلونت راؤ ۱۴۶۔

اچھاپور، ۷۷۔

احترام الدولہ (ولاور جنگ کیپٹن جان کنا وے) کی مقرر ۱۶۲۔

احتشام جنگ (موسیٰ خان رکن الدولہ) کی حالت ۱۱۱۔

احتشام جنگ (ظفر الدولہ فرخ میرزا خان) فرزند مبارز الملک ۱۲۸، کی قایم مقامی ۱۳۰، خطاب ۱۳۱، کو نمک حرامی کی اطلاع ۱۳۱، بذات خود معاملات میں ۱۳۲، کی فوج کو ہزیمت ۱۳۳، کی فوج کا سر ۱۳۴، عبور کے موقع پر ۱۳۵، کا انکار ۱۳۶، کو اطلاع ۱۳۸، کی والدہ کا عریضہ ۱۳۹، کی باریابی ۱۳۹، صوبہ دار ۱۴۰، کی ماموری ۲۳۳۔

احمد نگر، اور پونہ کے مابین ۳، سے قریب مقام ۴، سندھیہ کو ۱۹۷۔

ادھونی (امتیاز گڈھ) کی جانب ۱۷، کو روانگی ۱۸، کو واپسی ۲۰، ۲۴، کو روانگی ۲۷، کی جمع ۲۸، سے روانگی ۴۰، افٹ نوٹ، پر حملہ کا گمان ۱۲۶، کی سمت ۱۴۸، کا محاصرہ ۱۴۹، سے تعاقب ۱۵۰۔

ارسطو جاہ (اعظم الامرا و مشیر الملک معین الدولہ سپہر جنگ غلام سید خان) کو حکم ۱۳۹، ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر ۱۴۹، کی پسپائی ۱۵۰، کے احکام ۱۵۱، کی تحریک پر ۱۵۲، کے ذریعہ جنگ ۱۵۶، کا زخمی ہونا ۱۵۷، کی نذر ۱۵۷، کی تند کلامی ۱۷۶، کو تردد ۱۷۷، کی مخالفت ۱۸۱، مرہٹوں کے حوالے ۱۸۲، کے غیاب میں ۱۸۵، کی پونہ سے واپسی ۱۸۸، کو اطلاع ۱۹۰، کی قیام گاہ پر سندھیہ ۱۹۲، کو لانے کے لئے ۱۹۳، سے مطالبہ ۱۹۳، سے سلسلہ جنبانی ۱۹۵، کا حکم ۱۹۷، کا بگڑنا ۱۹۸، کے تحت فوج ۱۹۸، کا ایک اور عہد نامہ طے کرنا ۱۹۹، کو ترغیب ۲۰۵، کے مسایل ۲۰۶، کی واپسی کے بعد خدمت ۲۰۷، کی مفاہمت کمپنی سے ۲۰۸، سے بالشافہ اقرار ۲۱۱، سپہ سالار ۲۱۲، کا میر عالم کو ہموار کرنا ۲۱۳، کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت ۲۱۶، کو سوء ظنی کا امکان ۲۱۹، سے حصول منظوری ۲۱۹، کو تجویز تقسیم کی اطلاع ۱۲۱، کا ارادہ ۲۲۲، کے منشا کے مطابق ۲۲۳، کے اعمال پر تنقیدی نظر ۲۲۴، کی تجویز ۲۳۳۔

ارسلان جنگ، رکن الدولہ کے بھائی ۸۹۔

ارل کورنوالس کا خط ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۳، کے پاس ۱۶۵، قریب تر ۱۶۹، کی فوج ۱۷۰، کو خط ۱۷۰، کے شرایط صلح ۱۷۱، کی واپسی ۱۷۳، کا نظام پیشوا سے معاہدہ ۱۷۴۔

اسٹوارٹ میجر سے مقابلہ ۲۱۵۔

اسد علی خاں، دیوان ہبابت جنگ ۱۴۹، کا رسالہ ۱۷۹، کا رسالہ منہدم ۱۸۰، ۱۹۴۔

اسمٰعیل خاں ایلچپوری ۶۸، ایلچپور میں ۱۱۵، مشوش ۱۱۶، کا فرزند ۱۸۰۔

اسمتھ جنرل، ۱۵۰، کو خطوط ۵۱، کے مشورے پر ۵۲۔

اسمتھ۔ کرنل جوسف، سفیر ۴۳، کو منعیت ۴۸، کی رسد ۵۷، کی روانگی ۵۸، ۶۲، کی فوج کا الحاق ۶۴، قلب پر ۶۹۔

اسیر گڑھ، ۴۔

اعتصام الملک کا بیان ۱۰۸۔
اعتقاد الدولہ (شمشیر جنگ حمد و فادار خاں) کی حمایت ۸۶، کو حکم منادی ۱۲۴۔
اعظم الامراء (ارسطو جاہ مشیر الملک معین الدولہ سپہر جنگ غلام سید خاں) کو حکم ۱۳۹، رکاب میں ۱۶۹، کا طے منازل ۱۷۳، سے اخفا کی ہدایت ۲۰۷، سپہ سالار ۲۱۲، کو تکایات ۲۲۳، کے اعمال ۲۲۴۔
اعظم جاہ (والاشان نواب میر حمایت علی خان ولی عہد) ۹۳۔
افضل گنج کا پل ۹۱، کی مسجد ۹۲۔
افغانستان ۲۰۱۔
اکبر جاہ۔ بازار ۹۱۔
الف خاں۔ نواب کرتول ۱۸۰۔
امام علی خاں (برہان الدولہ) قلعدار ۱۳۹۔
امان اللہ خاں، مقابلے پر ۱۳۲، جنگ میں کام آجانا ۱۳۳۔
امتیاز الدولہ (ممتاز الامراء) کی صلاح ۱۸۶، کے ذریعہ ریشمہ دوانی ۲۱۱۔
امجد الدولہ، کمک پر ۱۳۳۔
امرت راؤ مہتبنی ۸۴، ۹۹، فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹۰
امیر بیگ خاں ۹۷۔
انبور گڈھ، قلعہ ۸۶، میں انگریزی فوج ۶۹۔
اندازۂ واقعات دکن، کا بیان صلابت جنگ کی ہلاکت پر ۲۵۔
اندول میں قیام ۱۲۹۔
انندی بائی، زوجۂ رگھناتھ راؤ ۹۵۔
انندی رام ۹۰۔
انڈرورڈ۔ کیپٹن (ملاحظہ ہو رڈ انڈرو کیپٹن)
انگلستان، کی حکومت ۱۴۲، کے بادشاہ کے تخت ۱۴۷، کے بادشاہ کے احکام ۱۵۵، ۲۰۱۔
انور الدین خاں، نواب کرناٹک ۲۰ فٹ نوٹ۔
اودگیر کی جنگ ۲۳، کی صلح ۲۴، کی جنگ کے بعد ۳۱، کو روانگی ۱۴۰، پر سے ۱۴۸۔
اودھ کے نواب ۸۵۔
اوڈ۔ لفٹنٹ کرنل سے ملنا ۵۸، ۶۲، کی فوج سے الحاق ۶۳، ۶۴، قلب پر ۶۹۔
اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) سے نکلنا ۲، سے روانگی ۳، کا محاصرہ ۶، میں اقامت ۸، کو روانگی ۹، ۱۳، صلح کے بعد ۱۷، سے نکلنا ۲۵، پہنچ جانا ۲۶، کی صوبہ داری ۳۲، کی طرح ۹۰، ۱۰۳، کو روانگی ۱۰۴، کو کوچ ۱۸۸۔
اولد محمد خان ذکا کا مادۂ تاریخ ۷۔
اولی۔ مسٹر ۸۲، ۸۳۔
ایاکوٹہ ۱۶۷ فٹ نوٹ۔
ایت گیر (یا دگیر) کو روانگی ۱۴۵، کے قلعہ کی سیر ۱۴۶، کے عہد نامہ کی تکمیل ۱۴۶، کے عہد نامہ کے بعد ۱۴۷۔
ایچی سن۔ سی یو، مرتب عہد نامہ جات ۲۹، کا مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴، کا اقرار ۱۶۱، فٹ نوٹ کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا ہونا ۱۶۲، کو عدم دستیابی ۱۶۵، کا تسامح ۱۷۲۔

ایشونت راؤ فرار ۱۰۵، گھاٹکے ۱۹۵ فٹ نوٹ۔
ایلچپور، کی صوبہ داری ۱۱۴۔
ایلگندل۔ سرکار (کریم نگر) سے آنے کے بعد ۱۲،
کا قلعہ ۱۳، تعہد پر ۱۵۲، کے تحت کا ایک زمیندار ۱۵۲۔
ایلور، ۴۱، کے زمیندار ۷۷، ۱۸۳۔
ایلیٹ، سفیر ناگپور ۱۲۶۔
ایلواڑہ (ویلواڑہ) ۱۳۴۔

ب

بابا راؤ فرزند ہری پنت ۱۷۹، ۱۸۰، پٹھرکیہ کے خط سے
تائید ۱۹۴، ۱۹۵،
بابین بلی ۶۹۔
بانپورا ؤ گورونڈ با ۷۔
باجی راؤ فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹۰، کو نانا پھڑنویس کے
منصوبے کی اطلاع ۱۹۱، سے اقرار نامہ ۱۹۲، شادیہ
کے پاس ۱۹۳، کی طرفداری میں ۱۹۴، کے دستخط ۱۹۵،
کے طرفداروں کی گرفتاری ۱۹۶، کی گدی نشینی ۱۹۶، ۱۹۷،
کی رضامندی ۱۹۸، کے تکمیلی دستخط ۱۹۹۔
بادامی، کا محاصرہ ۱۴۸۔
بادشاہی عاشور خانہ ۹۱، کی ترمیم ۲۳۳۔
باراامحال ۶۶۔
باری کلوز۔ لفٹننٹ کرنل، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
باسیم، کی سرک ۸۵۔
باقر خاں حکیم محمد۔ مسیح الدولہ ۱۲۸۔
بالاجی پنڈت (نانا پھڑنویس۔ نانا فرنویس) کا
عندیہ ۱۴۵، ۱۹۹۔
بالاجی راؤ پیشوا ۱۸۔
بالاجی کنجر، مرہٹہ سلحدار ۱۹۴۔
بالاجی کیشو، ۹۷، کی مہم پر مامور ی ۱۰۴۔
بالاگھاٹ، کی تسخیر ۴۹، ۸۱، پر قابض ۸۲، پر
چڑھائی ۱۶۲۔
بالکنڈہ، پہنچکر ۱۳۴، کو کوچ ۱۳۵، میں قیام۔
بجواڑہ، پہنچنا ۳۲، سے فوج ۲۰۹۔
بخشی بیگم، زوجۂ نظام علی خاں ۱۱۳، کی مہر سے نصیحت نامہ ۱۸۶۔
بدرالزماں کا مشورہ ۲۱۷۔
بدیع الزماں خاں (ناظم جنگ) ۱۸۶۔
برار، کی قربت ۸، کی صوبہ داری ۳۲، میں افواج
۳۴، میں داخل ہونا ۸۵، کا محاصل ۱۸۲، جاگیر ۱۸۶۔
برسی مسٹر۔ ۸۲، ۸۳۔
برگس۔ جے، مصنف دی نظام ۳۰۔
برہان الدولہ (امام علی خاں) قلعدار ۱۳۹۔
برہان پور، میں ۱۰۴۔
بسالت جنگ (امیر الامرا شجاع الملک شجاع الدولہ
میر محمد شریف خاں) کے خیالات خام ۱۷، کی
علیحدگی ۱۸، کے نام قیادت ۱۹، کی مزاحمت ۲۰،
کا میلان ۲۱، ۲۲، کے آرکاٹ پہنچنے پر ۲۳،
ریاست کے کاروبار میں ۲۴، کو ہلاکت کی اطلاع
۲۶، کا متحصن ہو جانا ۲۷، سے عدم اختلاف ۳۹،
کی مدد ۳۹، کی تجاویز ۵۰، کے ذریعے تشہیر ۵۵،
سے ملاقات ۵۶، مشورے میں ۵۷، کی جاگیر ۷۶،
کی ملاقات ۱۰۳، کے فرزند ۱۰۴، کے پاس فرانسیسی فوج ۱۲۶،

کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی ۱۲۷، کا انتقال ۱۴۷، کے فرزند ۱۴۸، سے معاہدہ ۱۵۳۔
بسانگر (بجانگر) ۵۰۔
بشیر پورہ ۹۱۔
بلاری، ٹنک ۲۴، ۱۷۳۔
بلوبا تاتیا، مختار سندھیہ ۱۹۱، کا فراہم کرلینا ۱۹۳، ۱۹۴۔
بلونت راؤ، نایب بھونسلہ ۱۴۶۔
بمبئی، کی فوج کو احکام ۲۱۰، کی فوج ۲۱۵۔
بنگالا سے فوج کی طلبی ۱۶۵، کی فوج ۲۰۹، کی سپاہ ۲۱۵، فٹ نوٹ۔
بنگر یاچیم ۲۰۔
بنگلور، پر حملہ ۴۳، کے رستہ میں ۴۸، ۵۲، کو کوچ ۵۰، کا صلح نامہ ۱۴۲، کو واپسی ۱۶۹، سے آگے ۱۷۰۔
بنیرا، کا محاصرہ ۱۰۵، پر قبضہ ۱۰۶، میں موقع ۱۱۵، میں نظام علی خاں ۱۱۶۔
بودھن، پر قبضہ ۱۳۲، پہنچنا ۱۳۳۔
بور، ڈاکٹر ۲۰۹۔
بورڈ آف کنٹرول ۲۰۴۔
بورم، پر قبضہ ۱۶۲۔
بھاتمرہ، ۸۸۔
بہادر بنڈہ، کا محاصرہ ۱۵۰، میں متحدہ افواج ۱۵۱، پر ٹیپو سلطان کا قبضہ ۱۵۱۔
بہادر پورہ، ۹۱، کے باہر ۹۵۔
بہادر دل خاں (شجاع الدولہ) ناظم حیدرآباد، کے پوتے ۱۰۸۔
بھالکی، ۸۸۔
بہرام جنگ ۱۱۴، کا فیصلہ کو قتل کردینا ۱۱۶، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳۔
بہلول خاں، ۱۳۵۔
بھون راؤ، پرتی ندھی ۶۔
بھیما (۱)، دریا کے کنارے تک ۳، ۸، کے کنارے قیام ۱۰۳، کے کنارے ۱۴۳، سے نکل کر ۱۴۶۔
بیجاپور، ۲۴، ۸۱۔
بیجانگر ۵۰۔
بیدر (محمد آباد) سے روانگی ۴، برسات میں ۸، ہوتے ہوئے ۱۷، میں انتقال ۲۵، کی جانب ۲۶، کے قلعہ میں ۹۸، میں پناہ ۹۹، پہنچنا ۱۷۷، کی طرف ۱۸۶، کے قریب فوج ۱۸۸، کے چوتھ کا ایک حصہ ۱۹۸، کے چوتھ کی معافی ۲۰۰۔
بیدنور کا راجہ میسور کے اثر میں ۲۲۲۔
بیر بہادر، راجہ، ۷۵۔
بیگم بازار ۹۱۔
بیلی، کپتان ۶۱۔

پ

پالم میں قیام ۱۳۵۔
پالمور (محبوب نگر) ۱۴۷۔
پالی پیٹھ ۵۸۔
پانگل کے قلعہ میں قیام ۱۶۷، میں نظام علی خان کی علالت ۱۷۳، کا معاہدہ ۱۸۳۔
پائین گھاٹ (پایاں گھاٹ) ۱۷۸۔

پایاں گھاٹ (پائیں گھاٹ) کا انتظام ۶۸، ۷۹۔
پایگاہ خاص کی ابتدا ۱۲، کی خدمت ۱۲۲، کی فوج کا ملاحظہ ۱۲۹، سے ۱۸۷، کے امیر کی کوشش ۲۰۷، کے امیر غیظ مدار کمپنی ۲۱۲،
پایندہ خاں، رسالدار ۲۷۔
پانڈیچری (پھوچری) کو روانگی ۱۸۔
پتل پٹی، گھاٹ ۶۸۔
پتلیوں کی باؤلی ۹۱۔
پتھر گھٹی ۹۱۔
پچھلہ ۸۸، ضبط ۸۹، کی عمارت ۲۲۳۔
پدم سنگھ راجہ کی شرکت ۱۳۵۔
پرانا پل، ۹۱۔
پرتاب گڈھ ۱۹۴۔
پرتاب ونت (راجہ بہادر۔ وٹھل داس) کی مدار المہامی ۲ فٹ نوٹ، کو رشک ۵، تباہی پونہ کے باعث ۷، کا دورویہ پن ۸، جنگ راکس بھون میں ۸، کو کامیابی ۹، کی سورعلی ۱۳، کا کام آنا ۱۴، کی جگہ ۱۵۔
پرسرام بھاؤ، زخمی ۱۷۸، مقابل ۱۷۹، زخمی ۱۸۰، کو تائید کے لئے ۱۹۱، کو فراہم کرنا ۱۹۳، مختار ۱۹۳، کا نانا کو طلب کرنا ۱۹۴، کی گرفتاری پر ۱۹۷، کی جاگیر سندھیہ کو ۱۹۷۔
پرورتس علی خاں کمک پر ۱۳۶۔
پریزیڈنٹ بورڈ آف کنٹرول، کا موسومہ ۲۰۲، ۲۰۴۔
پلٹنا، جراح ۱۲۸۔
پلی گڈھ، ۶۸۔
پنار، ۹۱، کا عبور ۲۱۔
پنجلیکال، میں ورود ۱۲۸۔
پنڈاری کے حملے ۱۷۴، قزاق ۱۷۸۔
پنڈت پردھان، کے عرائض پر ۱۴۵، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، کا وکیل صلح ۱۸۲۔
پورندھر، کو روانگی ۸، کو چلا جانا ۱۹۲۔
پورندیہ، کی سمت ۱۷۹، تک ۱۸۲۔
پورنیا، مداخلت پر ۲۱۵، سے مشورہ ۲۱۶۔
پونہ، کو روانگی ۱، سے روانگی ۳، ۶، میں خبر ۷، کی تباہی ۸، پہنچنا ۱۰، میں بسر برد ۱۲، پہنچنا پہنچانا ۱۲، میں قیام کی وجہ ۱۴، سے طلبی ۱۶، کا دفتر ۳۵، کا حمل ۸۴، کو خفیہ روانگی ۹۴، سے مخفی عہد ۱۱۳، کے برہمن ۱۴۴، سے پیشوا ۱۴۷، ۱۷۶، ۱۷۷، سے استعداد ۱۸۸، سے واپسی ۱۸۸، کی سکونت ۱۹۳، میں طلبی ۱۹۴، سے نکل جانا ۱۹۷، فٹ نوٹ، سے قریب ۱۹۸، کے ساہوکاروں سے قرض ۲۰۰، ۲۰۶، سے واپسی پر خدمت ۲۰۷۔
پھول باغ، ۹۱۔
پٹیلا برج ۹۱۔
پیچ (جوسف۔ کرنل) ۵۷۔
پیرگاؤں، میں قیام ۴، کا صلح نامہ ۱۳۷۔
پیروں (ملاحظہ ہو موسیٰ پیروں)
پیشوا۔ سے مصالحت ۱۴۱، ۱۴۲، کے علاقہ پر ۱۴۳،

کے احکام ۱۴۷، پونہ سے ۱۴۷، سے معاہدہ ۱۶۲، ۱۶۳، کو چوتھا ۱۷۴، سے معاہدہ ۱۷۵، ۱۷۶، کا کوچ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۹، کی حکومت میں مخالفتیں ۱۸۹، کا انتقال ۱۹۰، کو ملا ہوا علاقہ ۱۹۸، کو تنہا مقابلہ ۱۹۸، فریق عہدنامہ ۱۲۱، سے استفادہ ۲۲۰۔

ت

تاپتی، سے ۱۸۲۔
تارا بائی، ولیہ ۵۔
تارمری ۱۷۳۔
تاریخ ظفرہ، ۱۲، ۱۴، ۳۶، ۸۹، کا مادۂ تاریخ ۹۰، طغیانی پر ۹۰، ۹۱۔
تاریخ عادل شاہیہ ۲۸ فٹ نوٹ۔
تاڑپتری ۱۷۳۔
تاسگاؤں سے تائید کے لئے ۱۹۱۔
تامس فٹز جیرالڈ میجر، ۷۴، نظام کے پاس ۷۵۔
تذکرۂ ترمل، کی تفصیل ۱۳۸، ۱۳۹، ۲۳۳۔
ترپاتور، ۷۱۔
ترپتی، ۲۸، ۲۹۔
ترچناپلی، ۳۰، سے ۵۸۔
ترکی، کے بادشاہ ۲۰۳۔
ترمبک راؤ ماما، کی وزارت ۲، کی درخواست ۱۰۳۔
ترمل راؤ، کا تعارف ۱۶۱ فٹ نوٹ، نایب رانی میسور ۲۱۸۔
ترناملی، ۵۸، ۶۲۔
تکاجی (تکاراؤ ہولکر) کی باریابی ۱۴۶، باجی راؤ کے خلاف ۱۶۰، ۱۹۵۔
تکاراؤ ہولکر (ملاحظہ ہو تکاجی ہولکر)
تکارام ہری، کی جوانمردی ۹۔
تنجاور، کے راجہ کے پاس ۱۶۱ فٹ نوٹ، کا معاہدہ ۲۱۸۔
تنگبھدرا کے قریب ۲۷۔
توزک آصفیہ، کا بیان ۳، ۲۸، کی توجیہہ ۳۱، ۳۵، ۳۶، کا اعتبار ۴۴، ۴۵، ۵۶، کا بیان ۶۷، رکن الدولہ کے طرز عمل پر ۸۷ فٹ نوٹ ۹۴، جنگ پر ۹۷، میں قابل ذکر ۹۸، کی قید صرافان ہنود کے ساتھ ۱۲۵، کا گمان ۱۲۷، ۱۴۴، کا طرز بیان ۱۴۳، ۱۵۴، کے مصنف کا قصیدہ ۱۵۷، میں تعمیل ۱۷۲۔
تہور جنگ رکن الدولہ کے بھائی ۶۰، کا قرار ۶۱۔
تیج سنگھ۔ راجہ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
تیجونت بہادر۔ راجہ، دیسکھ کی کمک پر ۱۵۲۔

ٹ

ٹراورنکور، کا راجہ ۱۶۷۔
ٹرناملی (ترناملی) ۷۴۔
ٹریٹی آف گارنٹی، ۱۷۵۔
ٹکسال، ۸۹۔
ٹیپو (ملاحظہ ہو ٹیپو سلطان)
ٹیپو سلطان (نصیب الدولہ فتح علی خان) فرزند حیدر علی خان ۴۹، کی ملاقات نظام علی خان سے

۴۹، کی نسبت ۵۲، کی طرف سے ۵۴، کی خصومتی
۵۵، نظام علی خان کے کیمپ میں ۵۶، سرکردہ
افواج ۶۴، کی طرف سانڈنی سوار ۶۵، کا بابت
سے آمنا ۶۶، ہمینہ پر ۶۹، کی قایم مقامی ۱۴۲،
سے صلح ۱۴۳، کا سکہ جاری کرنا ۱۴۴، کے خلاف
اتحاد ۱۴۵، کے حدود کی طرف ۱۴۸، کو اطلاع
۱۴۸، کی فرمایش ۱۴۹، سے اتحاد ۱۴۹، کے
تعاقب میں ۱۵۰، شبخون کی تیاری میں ۱۵۱،
کے پاس سفیر ۱۵۴، ۱۵۸، کے خط ۱۵۸، کے
متصرفہ علاقے ۱۵۹، کے سفیروں کی واپسی کے
بعد ۱۶۰، کے سفیر ۱۶۱، کی بربادی میں ۱۶۲،
کا تقص عہد ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، پر حملہ کے لئے ۱۶۵،
کا قبضہ ۱۶۷، کا مکر رقبضہ ۱۶۸، کے خلاف جنگ
۱۶۸ فٹ نوٹ، کا قبضہ ۱۶۹، پر شبخون ۱۷۰،
کا پرزور حملہ ۱۷۱، تعمیل شرایط میں ۱۷۲، کے موضع
کی قرارداد ۱۷۳، سے رشتہ دوانی ۱۷۵، ۱۷۶،
۱۷۷، کے لڑکے ۲۰۱، آرام میں ۲۰۲، کا انتقام
لینا ۲۰۳، کے اعمال ۲۰۴، کا مقابلہ ۲۱۰، پر
فوج کشی کی قرارداد ۲۱۱، پر حملہ کی غرض سے
۲۱۳، کو خطوط مطالبات ۲۱۴، کو انگریزوں
کی پیش قدمی کی اطلاع ۲۱۵، کا مردانہ وار شہید
ہوجانا ۲۱۶، کا فسخ عزیمت کرنا ۲۱۷، کی شہادت
کے بعد ۲۱۸، کے متعلقین کی خواہش ۲۲۰،
کی مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کا ذکر ۲۲۱
ٹیلر، مصنف فارسٹس سلک شنس ۱۔

ث

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خان دھونسہ ۸۷

ج

جارج ابرٹس۔ کرنل کے تحت فوج ۲۰۹۔
جالی پلی۔ پر قبضہ ۱۴۸۔
جان اللہ شاہ، کا تکیہ ۹۱۔
جانسن مسٹر، سفیر ۱۴۷۔
جان شور سر، (ملاحظہ ہو سر جان شور)
جان کناوے کپتان، سفیر انگریزی ۱۵۳،
کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳۔
جانوجی بھونسلہ، راجہ ناگپور ۶، کا عہدہ دار ۷، کا
معروضہ ۸، کو حصہ ملک ۱۲، پر حملہ ۳۴، امداد کا
وعدہ ۸۴، کے مقابلے میں ۸۵، کی اودھم ۸۵،
کی خواہش صلح ۸۵، کا انتقال ۹۵۔
جگتیال، میں قیام ۱۳۵، کا قلعہ ۱۳۸۔
جگدیو۔ راجہ کے ہاتھی ۹۴۔
جمنا راجہ، پرتاب ونت کا پوتا ۱۴، ۱۵۰۔
جنرل کلیو (ملاحظہ ہو کلیو جنرل)
جنیر، کے قلعے میں ۱۹۱، کا قلعہ ۱۹۷۔
جوتا، بخشی ۱۸۰۔
جوسف اسمتھ۔ کرنل، سفیر ۴۳ (ملاحظہ ہو اسمتھ جوسف)
جوسف پیج۔ کرنل ۷۵۔
جہاندار جاہ، کا حصہ ۲۰۷۔
جے۔ اے کرک پیاٹرک (ملاحظہ ہو کرک پیاٹرک
جیمس اچلیس۔

جیمس ایلچیس کرک پیاٹرک، ۲۰۴، (ملاحظہ ہو کرک پیاٹرک جیمس ایلچیس)
جیمس فٹزجیرالڈ کپتان، ۴۷۔
جیمس مل، مورخ ۳۹، ۴۱۔

چ

چادرگھاٹ ۹۱، کا پل ۹۱۔
چارکمان ۹۰۔
چارمحل ۹۰، ۹۱۔
چامرس لفٹننٹ کی رہائی ۱۷۰۔
چٹنیس پکھیر کا بیان ۹۹۔
چٹیال میں پناہ ۱۳۵، کے قلعہ میں ۱۳۶۔
چمناجی اپا، فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹۰، کی گدی نشینی ۱۹۲، کو لیکر بھاگنا ۱۹۷۔
چنپا دروازہ ۹۱، ۹۵۔
چندربدن معشوقہ جہیار ۲۸۔
چندربدن وجہیار، اردو مثنوی ۲۸ فٹ نوٹ۔
چندرسین، کا بیٹا ۸۸۔
چنگاما، کے قریب ۵۸، ۵۹۔
چنور، کا زمیندار ۱۵۲۔
چوڑی بازار ۹۱۔
چھتہ، ۹۱۔
چتیل درگ جانے کا مشورہ ۲۱۹، نظام علیخان کے حصہ میں ۲۲۱، راجہ میسور، کے قبضہ میں ۲۲۲۔
چین پٹن، کے میدان میں ۴۹، کے رستہ پر فوج ۵۰، کے پاس ۵۶، تک آمد ۲۱۵۔

ح

حدیقۃ العالم، کا بیان ۱۶، ۲۵، ۲۶، ۳۶، ۳۷، ۱۴۸۔
حسام الدین خان (سردار الملک سردار جنگ گمانسی میاں) تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب ۱۳۲، ۱۳۵۔
حسن علی خان (قطب الدولہ) صوبہ دار رائچور ۳۱۔
حسین ساگر کے تالاب پر نزول ۱۲۹۔
حسین علی کرمانی میر، مصنف نشان حیدری ۴۹، کا بیان ۶۳، کے قول کی تائید ۶۴۔
حسینی بیگ، حارس قلعہ ۱۰۵۔
حشمت جنگ، برادر زادہ رکن الدولہ ۹۷، ۱۱۳، کمک پر ۱۳۳، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
حکیم الملک (حکیم عبدالجلیل خان) ۱۸۸۔
حلیم خان، ٹیپو سلطان کا بہنوی ۱۵۰۔
حمایت اللہ خان، حکیم ۱۸۸۔
حمایت ساگر ۹۳۔
حمایت علی خان۔ نواب میر (والاشان اعظم جاہ ولی عہد بہادر طال عمرہ) ۹۳۔
حمید اللہ خان، دیوان سرکار ۱۲۔
حیدر (حیدر علی خان۔ حیدر نایک) ۴۹، کی واقفیت ۵۰، کے مقابلہ میں ۵۲، کا خط ۵۳، کا رسالہ ۶۰، کا قلعہ رسد پر ۶۱، کی ضیافت ۹۶، ۹۷، کا ساتھ ۳، غاصب ۸۰، کے تصرف میں ۸۱، کو تدارک ۸۲۔

حیدرآباد (فرخندہ بنیاد) کا رخ ۶، پہنچیں ۱۷، کو روانگی ۱۸، کے ارادے سے ۲۵، ۲۷، کو واپسی ۳۱، کو روانگی ۳۲، ۳۶، واپسی ۳۸، میں فرانسیسی فوج ۴۱، کو روانہ ۴۳، پر قابض ۷۵، کو واپسی ۸۳، کو ۸۸، پایۂ تخت ۸۹، سے نکلنا ۹۶، میں شیشہ صرافی ۱۲۵، میں انگریزی سفیر ۱۲۶، سے نکل گیا ۱۲۷، کے شمال مشرقی سمت میں خسکارگاہ ۱۲۸، سے روانگی ۱۲۸، کو واپسی ۱۲۹، میں داخل ہونا ۱۴۰، سے نکل کر ۱۴۳، میں ٹیپو کا سکہ ۱۴۴، کو واپسی ۱۴۶، میں داخل ۱۴۷، میں انگریزی سفیر ۱۴۷، سے کوچ ۱۴۸، کو واپسی ۱۴۸، ۱۴۹، میں سفیر انگریزی ۱۵۳، میں آمد ۱۵۶، کی سفارت ۱۵۸، سے روانگی ۱۶۰، میں سفیر ۱۶۱، آنے کے بعد ۱۶۲، کو واپسی ۱۷۳، سے کوچ ۱۷۵، پہنچنا ۱۸۲، میں ۱۸۴، فوج کا پہنچنا ۱۸۷، لوٹنا ۱۹۸، کو راستوجاہ کی واپسی ۲۰۰، میں رزیڈنٹ ۲۰۴، ۲۰۶، فوج کا آنا ۲۰۹، میں سفیر کی آمد و رفت ۲۱۱، کے دربار میں ۲۱۲، کی فوج کی تفصیل ۲۱۵، فٹ نوٹ۔

حیدر جنگ (اسد الدولہ عبد الرحمٰن) کے قتل کے بعد ۱۸۔

حیدر علی بیگ جمعدار ۱۵۶۔

حیدر علی خان سے صلح ۳۴، ۳۵، کی طرف توجہ ۳۹، کو خطاب و خدمت ۳۹، کی ہمسایہ ۴۰، کی روز افزوں طاقت ۴۰، ۴۳، کا استیصال ۴۴، سے شرکت ۴۵، ۴۷، سے اتحاد ۴۸، کی طلبی ۴۹، سے اتحاد پر ۵۱، کا لڑکا ۵۳، کا اختیار ۵۴، کی پریشانی ۵۵، کو یقین ۵۶، کی روانگی ۵۷، کا ویری پٹن کے آگے ۵۸، کو غلطی کا احساس ۶۰، کی افواج ۶۲، کی فوج دو حصوں پر ۶۳، کی طاقت کی تقسیم ۶۴، نظام سے علیحدہ ۶۵، کا اطراف پھرنا ۶۶، کی ضیافت ۶۶، کو تخت پر ۶۷، کی نذر ۶۸، خود مقابلہ کریں ۶۸، کی ترتیب فوج ۶۹، وائم باڑی میں ۷۰، اپنی قیام گاہ سے ۷۱، کی فرودگاہ ۷۲، سے علیحدہ ۷۳، کا حملہ ۷۴، سے متفق ۷۷، کی مہم ۸۴، سے ریشہ دوانی ۹۴، کی طرف سے اندیشہ ۱۲۶، کے اغوا کرنے کا گمان ۱۲۷، کی مصالحت ۱۴۱، کا انتقال ۱۴۱، کا چھوڑ بیٹھنا ۱۴۴، کے زمانہ سے ۱۷۱۔

حیدر محل واقع گوشہ محل ۹۳۔

حیدر نایک (حیدر علی خان) ۴۴۔

حیدر نواز جنگ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳۔

حیدر یار خان (منیر الملک منیر الدولہ شیر جنگ) کے پاس موسیٰ خان ۱۱، کا انتخاب ۲۹۔

خ

خاندیس، میں مرہٹہ سردار ۱۰۴۔

خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ۹۰۔

خزانۂ عامرہ کی تعریف ۲ فٹ نوٹ، کا حوالہ۔

خواجہ بندہ نواز رح کی زیارت ۳۶، ۱۰۳۔

دادمحل ۹۰۔
دارالشفا، ۹۱۔
داؤدخان، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
داورجنگ، ۱۱۳۔
درگاہ قلی خان (خاندوراں مؤتمن الملک سالارجنگ) کا انتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علٰحدگی ۳۲، کا باغ ۱۰۴۔
دکن صوبہ ۲۹، سے باہر ۴۰، کی قومیں ۴۲، کے تحت ۵۴، کے رؤسا ۱۷۶، میں آمد ۱۷۷، ۱۸۲۔
دلاورجنگ (فرنگی) مقابلے پر ۱۳۲، کی آتشباری ۱۳۳، کا مورچہ میں قیام ۱۳۳، فرانسیسی فوج کا سردار ۱۳۴، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔
دلاورجنگ (احترام الدولہ کیپٹن جان کناوے) کی معرفت ۱۶۳، ۱۶۵۔
دماجی کیکواڑ، ۶، کے خدمات ۸۴۔
دولت آباد کا قلعہ ۴، کے قلعہ کی حوالگی ۱۸۲۔
دولت رام، متصدی ۱۲۳۔
دولت راؤ سندھیہ فرزند مہادیوجی سندھیہ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۸، سے مراسلت ۱۹۰، سیرو شکار میں ۱۹۲، کی فوج کا آنجار ۱۹۳، ۱۹۵، عاشق ۱۹۵ فٹ نوٹ، ۱۹۶، کے حوالے ۱۹۷، سے ایک علیحدہ عہدنامہ ۱۹۹۔
دولت رائے محاصرہ پر ۱۳۴۔
دہلی کے شہنشاہ کا فرمان ۴۰، دروازہ ۹۱۔
دھارواڑ پر قبضہ ۱۴۸۔
دھنواڑہ، میں تکمیل عہدنامہ ۱۴۶۔
دھوبی گڈھ، ۶۸۔
دھول پیٹھ ۹۱۔
دھوداپ، کا میدان ۸۴۔
دی نظام ۳۰۔

ڈ

ڈرج ایسٹ انڈیا کمپنی، ۶۷ فٹ نوٹ۔
ڈف (ملاحظہ ہوگرانٹ ڈف)
ڈھونڈو رام، سے درخواست صلح ۹۸، ملاقات کے لئے ۹۹۔

ذ

ذکا۔ اولاد محمد خان ۷۔
ذوالفقار الدولہ (مہابت جنگ دارالجاہ) کی گرفتاری ۱۰۴۔
ذوالفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) ۱۸۔

ر

رابرٹ ویلیر فٹز جیرالڈ کپتان ۴۷۔
رابرٹس جارج۔ کرنل، کے تحت فوج ۲۰۹، ۲۱۵، فٹ نوٹ۔
رابرٹس میجر، کے تحت فوج ۱۸۷۔
راجمندری، ۲۳، کی طرف کوچ ۳۱، پہنچکر ۴۱، کا صوبہ دار ۳۲، پر قبضہ ۴۱، ۷۶، ۷۷، ۱۸۳۔

راجا بسیکھ، تعہد داری سرکارات ۱۵۲۔
راجہ باگسوار، کا چلہ ۱۳۴۔
راجہ پدم سنگھ، طلایہ داری پر ۱۳۵۔
راجہ جگدیو، پیشکار دیوان ۳۸۔
راجہ سندھیہ، کی رشید دوانی ۱۷۵، کا آملن ۱۹۴،
کو اطلاع ۱۹۳، ہم خیال ۱۹۶۔
راجہ مہندر، طلایہ داری پر ۱۳۵۔
راجہ ہولکر، کا شریک ہونا ۱۵۰۔
راگھو (رگھناتھ راؤ) کا نقار خانہ ۹۸۔
رامچندر۔ راجہ، ۷۵، کے زیر تصرف ۸۸۔
راؤ رنبھا۔ نمبالکر، ۶۸، ۹۷، ۹۸، کا بندوبست
۱۱۷، ۱۹۴۔
رایاجی پٹیل (ملاحظہ ہو سکارام گھانگے) کے ذریعے
۱۹۵، کی تعیناتی ۱۹۶۔
رائے بھارامل، ۱۵۰، جاگیردار، رودرور کی تاراج
پر ۱۵۲۔
رایچور، کو روانگی ۱۹۴۔
رائے رایاں (راجہ شامراج) ۱۱۔
رتن چند (راجہ کالکاداس) پیشکار دیوان ۸۶،
کے مطالبات ۸۷، کا بیٹا۔
رحیم قلی بیگ، ابراہیم بیگ دھونسہ کی بھانجی
کا شوہر ۱۳۰۔
رستم راؤ باندھرہ، کی ماموری مہم پر ۱۰۴، جنگ بادامی
میں ۱۴۸۔
رفعت الدولہ، ۱۳۵، طلایہ داری پر ۱۳۵۔
رفعت الملک، جنگ بادامی میں ۱۴۸، ۱۵۰۔
رکن الدولہ (موسیٰ خان احتشام جنگ) بھگدڑ
میں ۱۰، کی حالت ۱۱، بایک جامہ دوستار
۱۱، کا ذکر ۱۲، کو خدمت و خطاب ۱۶، کی مدد الٰہی
۱۷، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ہو کر ۳۳،
کے توسل سے ۳۵، کے پیشکار کا قتل ۳۶، کے
ایما سے قتل ۳۷، بتوسل ۴۳، کا زور ۴۴،
کی خجالت ۴۵، ۴۷، ۴۸، کا مشورہ ۵۰،
کی اتحاد پر عدم آمادگی ۵۱، ۵۲، حیدر کے کیمپ
میں ۵۳، تحفے تحائف کے ساتھ ۵۴، ٹیپو سلطان
کے ہمراہ ۵۶، مشورے میں ۵۷، جنگ میں ۶۰،
کا فرار ہونا ۶۱، کے مشورے پر ۶۳، تقسیم فوج
کے باعث ۶۴، کی بے تدبیری ۶۵، کے توسط سے
۶۷، حیدر کے پاس ۶۸، میسرہ پر ۶۹، کی طلبی
۷۰، حیدر سے دورا ۷۱، کا انگریزوں سے اتفاق
۵۲، کی طرف فیر ۷۳، کے سالے ۷۴، کی فہمائش
۷۵، کی تکمیل صلح ۷۶، کی حاضری ۸۲، مادھوراؤ
کے پاس ۸۵، مادھوراؤ کے نمایندہ ۸۶،
کی واپسی ۸۷، کا طرز عمل ۸۷، فٹ نوٹ، کے بھائی
۸۹، کی عرض ۸۹، تماشے ۹۳، کے ہاتھی ۹۴،
کی خفیہ روانگی ۹۴، برنگار پر ۹۷، سے ملنے کی
خواہش ۹۸، ۹۹، ایلچی صلح ۱۰۱، کو قتل ۱۰۶،
دیوان خانہ ۱۰۷، ڈیرے میں ۱۰۸، کے پاس
۱۰۹، کا مجبور کر دینا ۱۱۰، سے فرمائش ۱۱۱، کے
قتل کا حکم ۱۱۲، کا طرز عمل ۱۱۳، کا عندیہ ۱۱۴،

کا منصوبہ ۱۱۵، کا اترنا ۱۱۶، کو پالکی میں لیجانا ۱۱۷،
کی وفات کا اعلان ۱۱۸، کے قتل کے بعد ۱۲۱،
۱۲۴، کی طرفدار جماعت ۱۲۳۔
رگھوجی بھونسلہ، متبنیٰ کی قایم مقامی ۹۵، ۱۸۰،
کو روپیہ ۱۸۲، کے اقرارنامہ کی تعمیل ۱۹۷۔
رستم خان، فوجدار ۲۴، کے ہمراہ ۲۷۔
رودرور، پر قبضہ ۱۵۲۔
روشن بنگلہ، ۲۳۳۔
روشن رائے کے تحت سپاہ ۲۱۵۔
ریڈ۔ انڈرو کیپٹن، امدادی فوج کی کمان پر ۱۶۸۔
ریموں (ملاحظہ ہو موسیٰ ریموں) کی فوج کا حملہ ۱۷۹۔

ز

زبردست خان، ۱۰۳۔
زورآور جنگ، کمک پر ۱۳۳۔

س

ساباجی بھونسلہ، خارجی کا بھائی ۹۵ سے مقابلہ
۹۶، تباہی پر ۱۰۱، کی درخواست ۱۰۳، کی ملاقات
۱۰۴، کے خلاف ۱۰۴۔
ساتگام ۱۹۔
ساکل، پر بندکی تجویز ۹۲۔
سالارجنگ (موتمن الملک خاندوراں درگاہ قلی خان)
کا انتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲،
کا بلاغ ۱۰۴۔
سالارجنگ (مختار الملک میر تراب علیخان) کی
بارہ دری ۹۱۔
سال بائی، کا صلح نامہ ۱۴۱، کے صلح نامہ کی تعمیل
۱۴۲، کا معاہدہ ۱۴۳۔
سالیری گھاٹ، میں فوج ۱۹۶۔
سبحان خان، ۱۹۴، کی ماموری ۱۹۷۔
سبز بنگلہ، ۲۳۳۔
ستارہ، کا راجہ ۵۔
سداشیو چمپاجی بھاؤ، کا ماموں ۲۔
سداشیو رامچندر، فرزند رامچندر شیونی ۶۔
سداشیو راؤ بھاؤ، کا قبضہ ۱۸۲۔
سداشیو ریڈی، ۱۸۶۔
سدی ظفر الماس، قلعہ دار ۱۳۵، کو خطاب ۱۳۵۔
سدی عبداللہ خان، ۱۳۵، کی ماموری ۱۸۱۔
سدی یاقوت، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔
سرا، کی صوبہ داری ۳۹، کی سرحد تک ۱۵۹۔
سراج الدولہ (محمد علی خان والاجاہ) کے پاس
رکن الدولہ ۳۷، کے فرستادہ ۴۷، کے تحایف
۸۲، کو خلعت ۸۳۔
سربلند جنگ، ۱۳۵۔
سرجان شور، کا انکار ۱۷۶۔
سردار الدولہ (سردار الملک سردار جنگ حسام الدین خان
گھانسی میاں) ۱۵۰۔
سردار الملک (سردار الدولہ سردار جنگ
حسام الدین خان گھانسی میاں) کو حکم ۱۸۷،
۱۹۴۔
سردار جنگ (سردار الملک سردار الدولہ حسام الدین خان

گھانسی میاں، تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب ۱۳۳۔
سرکاران شمالی، میں جنگ ۱۸، کی نسبت قرار ۴۰،
پر کمپنی کا قبضہ ۴۲، کا پیشکش ۴۳، پر قبضہ ۷۵،
میں مراسلت ۸۰، کے پیشکش کا بقایا ۱۲۶، کا
پیشکش ۱۵۴، کی کفالت ۱۵۵، کا قبضہ ۱۸۳۔
سرنگاپٹم (سرینگ پٹن) ۲۲۳۔
سرینگ پٹن (سرنگاپٹم) میں ملنے کا ارادہ ۵۲،
پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰، ۱۵۱، سے واپسی ۱۵۸،
کی فتح ۱۶۲، تک ۱۶۹، کے مقابل ۱۷۰، سے
واپسی ۱۷۳، کی طرف پیش قدمی ۲۱۰، میں کمپنی کا
وکیل ۲۱۴، کی طرف فوج بمبئی ۲۱۵، پر انگریزوں
کا قبضہ ۲۱۶۔
سزاوار الدولہ، قلعدار ۱۵۲۔
سکارام گھاٹکے ۱۹۵، فٹ نوٹ، کی ماموری ۱۹۶۔
سکندر جاہ، انگریزوں کمک پر ۱۶۹، کی واپسی
۱۷۳، کی تخت نشینی کی تائید ۲۰۶، کی جلد بازی
۲۰۶، کے عقد میں ارسطو جاہ کی پوتی ۲۰۷، کو
تخت نشین نہ کرنے کا خیال ۲۰۸۔
سمپت راؤ، دیوان ۲۰، کا مشورہ ۲۱۵، مرتب کنندہ
مسودہ ۲۳۔
سنبھو لعل، ۱۱۔
سندھیہ خاندیس میں ۱۰۴، کو علاقہ ۱۹۱، کی حمایت
میں ۱۹۳، کی پیادہ پلٹن ۱۹۴، کو جاگیرات ۱۹۴،
کی فوج میں ملازم ۱۹۸، فٹ نوٹ، سے شادی
۱۹۶، کو احمد نگر کا قلعہ ۱۹۷، کو پرسرام کی جاگیر
۱۹۷، سے مدد ۱۹۹۔
سنگار پیٹھ، ۵۸، کو روانگی ۶۵، سے مکل کر ۶۶۔
سنگدھر، ۷۔
سنگراج، کے تالاب کی شکارگاہ ۱۲۸۔
سوانح دکن، کا بیان ۲۳۔
سوائی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
سوائی مادھوراؤ نرائن، ۱۶۳، کا انتقال ۱۹۰۔
سوبر سنگھ، سردار ۹۵۔
سونے دوپ، کی سند ۸۰۔
سہراب جنگ (اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک
معین الدولہ غلام سید خان) کی دلچسپی امور دیوانی
سے ۱۲۴، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
سید اپورم میں قیام ۱۹، ۲۰، نہ آنا ۲۱۔
سید اٹیکہ، ۱۹۸۔
سید عمر خان، کمک پر ۱۳۴، ۱۳۵، کی غرض ۱۳۶۔
سید مرتضیٰ، ولی محمد بخشی کا بھانجا ۱۳۰۔
سید و میاں، ولی محمد بخشی کا بھانجا ۱۳۰۔
سیف الدولہ (محمد غوث خان) دیوان خانہ میں ۱۷۔
سیف جنگ، کمک پر ۱۳۳، ۱۸۶۔
سیکاکول، ۴۱، ۷۶، کے زمیندار ۷۷۔
سیلان، ۵۲۔
سیواجی، ۵ فٹ نوٹ۔
سیونی، ۴۰۔
سیونیری، میں نظر بند، ۱۹۰، سے ۱۹۱، کو بھاگنا
۱۹۷، ۱۹۷ فٹ نوٹ۔

سی۔ یو۔ ایچی سن، کا مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴،
کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا نہ ہونا ۱۶۲۔

ش

شام راج، راجہ، ۱۸۵، کی کوشش ۲۰۷، غیر وفادار کمپنی ۲۱۲۔
شاہ بیڈھن، کا تالاب ۱۳۴۔
شاہ تجلی، مصنف توزک آصفیہ ۲۸ فٹ نوٹ، کا بیان ۶۷، ۶۸، اتحاد کے متعلق ۷۳، ۷۴، ۸۵، کا خواب ۹۸، صلح کی سعی میں ۱۰۲، کا بیان سرفرازیوں کی نسبت ۱۴۶۔
شاہ جہاں آباد، میں مقیم ۱۷۷۔
شاہ ڈونگر، کی پہاڑی ۱۴۹۔
شاہ عالم، ۹۷، کا فرمان ۸۱۔
شاہ فرانس، کا حملہ مصر پر ۲۱۰۔
شاہ میرزا (پسر ثابت جنگ) شریک جنگ ۱۳۶۔
شاہ نور، پر حملہ کا ارادہ، ۱۵۰۔
شجاع الدولہ (بہادر دل خان) کے پوتے ۱۰۴۔
شجاعت جنگ کا رسالہ ۱۳۴، ۱۳۵۔
شرف الدولہ (شرف الملک) برادر رکن الدولہ ۹۷، ۱۱۳، کا بیان ۱۱۵، فراہمی رسد میں ۱۱۶، کا آجانا ۱۱۸، کمک پر ۱۳۳۔
شرف الملک (شرف الدولہ) خطاب ۱۱۸، جنگ بادامی میں ۱۴۸، ۱۵۰۔
شفیق (لچھمی نارائن صاحب) مصنف مآثر آصفی ۱۔
شمس الدولہ (شمس الملک تیغ جنگ) خطاب ۱۲۲، کے اہتمام سے شکارگاہ ۱۲۸۔
شمس الملک (شمس الدولہ تیغ جنگ) کے اہتمام سے شکارگاہ ۱۲۸، خواصی میں ۱۳۶، امیر اول پائیگاہ خاص ۱۴۷۔
شنکر اجی گھوڑپڑہ ۱۰۳۔
شنوار محل، ۸۴، پہنچنا ۹۶۔
شنور اپور، کا زمیندار ۲۷، کو روانگی ۳۶۔
شوکت جنگ (ولیم لرک پیاٹرک) رزیڈنٹ ۱۸۴۔
شہسوار جنگ (غلام نبی خان) کا باغ ۹۱، دیوان خانہ میں ۱۰۷۔
شیر جنگ (عزیز الملک منیر الدولہ حیدر یار خان) کے پاس موسیٰ خان ۱۱، ۱۲، کے پونہ میں قیام کی وجہ ۱۴، کی کوشش موسیٰ خان کیلئے ۱۴، ۱۵، کے پاس ۱۶، کی نسبت سوء ظنی ۱۶، دیوان دکن ۱۶، کی صواب دید پر ۱۷، کا انتخاب ۲۹، کے ذریعہ پیشکش ۲۹، ۳۱، کا اثر ۳۲، کے مشورے پر ۳۳، کا ملازم ۳۷، کا حصہ قتل میں ۳۸۔

ص

صلابت جنگ (آصف الدولہ ظفر جنگ سید محمد خان) کے انزوا کے بعد ۱، کی مہر ۱۱، کے عہد میں دیوان دکن ۱۶، کی واپسی ۱۷، کی حیدرآباد روانگی ۱۸، کے دربار کا ایک امیر ۲۰، کو لیکر ۲۴، کا انتقال ۲۵، کی نظر بندی ۲۶، کا انحراف ۳۱، کے

ہلاک کا الزام ۵۵، کے عہد کی اخیر جنگ ۸۸، کا پہلا کمزور ۸۸، کا عہد نامہ ۱۶۳۔
صلابت خان، فرزند اسمٰعیل خان نیّ ۱۸۰۔
صمصام الدولہ (صمصام الملک میر عبدالحی خان) کا رقعہ ۱۱۵۔
صمصام الملک (صمصام الدولہ میر عبدالحی خان) ایلچی پر ۹۷۔

ض

ضابطہ جنگ (مبارز الملک ظفر الدولہ ابراہیم بیگ خان دھونسہ) ۸۸، کو خطاب ۸۹، کی مدد سے ۱۱۳، ۱۱۴، تعاقب میں ۱۱۵، مشوش ۱۱۶۔

ظ

ظفر الدولہ (احتشام جنگ فرخ میرزا) ۱۴۰۔
ظفر الدولہ (مبارز الملک ضابطہ جنگ ابراہیم بیگ خان دھونسہ) ۲۷، خطاب ۸۹، کی ماموری ہم پر ۱۰۴، ۱۰۵، تعاقب میں ۱۱۵۔
ظفر الماس سدی، قلعدار ۱۳۵، کو خطاب ۱۳۵، کی اطاعت ۱۳۸۔

ع

عالیجاہ (میر احمد خان) فرزند نظام علی خان ۹۳، کا خروج ۱۸۵، کو جاگیر ۱۸۷۔
عبدالجلیل خان حکیم (حکیم الملک) ۱۸۸۔
عبدالخالق، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
عبدالقوی خان مفتی، کی امامت ۹۰۔
عثمان ساگر ۹۳۔
عثمان علی خان۔ نواب میر خلد اللہ ملکہ و دولتہ ۹۲، کا فرمان ۹۳۔
عزیز خان، ملازم شیر جنگ ۳۷۔
عسکر جنگ، قلعدار ۱۴۶۔
عظیم خان محمد، کمک پر ۱۳۶۔
علیؓ ابن ابی طالب، خواب میں ۹۸۔
علی رضا خان۔ میر کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳، ایلچی ۱۵۸۔
عمدۃ الامرا (معین الملک) فرزند والاجاہ ۷۹۔
عمدہ بیگم (والدۂ نظام علی خان) ۱۰۶ فٹ نوٹ۔
عیسیٰ میاں (میراں یار جنگ) ۱۹۴۔

غ

غازی خان، کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳۔
غالب جنگ، ۱۸۶۔
غلام رسول خان، ۱۳۵۔
غلام سرور۔ سید، خطیب ۹۰۷۔
غلام سید خان (اعظم الامرا ارسطو جاہ شیر الملک معین الدولہ سہراب جنگ) صوبہ دار ۳۲، کی طرف سے بدظنی ۱۲۲، کی ماموری کا امکان ۱۲۳، وکیل مبارز الملک ۱۲۳، کی دلچسپی امور دیوانی سے ۱۲۴، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
غلام علی (آزاد بلگرامی) عہد کے بڑے مورخ ۳۔
غلام علی، کی تعیناتی ۱۳۴۔
غلام نبی خان (شہسوار جنگ) دیوانخانہ میں ۱۰۷۔
غنی محل، ۲۳۳۔

غنی یار خان، داروغہ عمارات ۲۳۳۔
غوث خان۔ محمد (سیف الدولہ) دیوان خانہ میں ۱۔

ف

فتح خان، ۹۷، ۹۸ - ۱۱۴
فتح دروازہ، کے باہر ۸۶، سے ۹۰۔
فتح میدان (واقع حیدرآباد) میں قیام ۱۳۲ سے کوچ ۱۳۴۔
فٹز جیرالڈ (کپتان جیمس) ۴۷
فٹز جیرالڈ (کپتان رابرٹ ویلیئر) ۴۷۔
فٹز جیرالڈ (میجر تامس) ۴۷، نظام کے پاس ۵۔
فرانس، کے شاہ ۲۰۱، میں ایلچی کا پہنچنا ۲۰۲، ۲۰۳۔
فرخ میرزا خان (ظفر الدولہ احتشام جنگ) فرزند مبارز الملک ۱۲۸۔
فرخندہ بنیاد (حیدرآباد) کا سکہ ۱۲۴۔
فرشتہ (محمد قاسم) مورخ ۲۸ فٹ نوٹ۔
فرید الدین خان (موید جنگ) سفیر ۱۵۴، ۱۵۸۔
فرید مرزا، ابراہیم بیگ خان دھونسہ کا بھانجا ۱۲۱۔
فریدوں جاہ، کے ذریعے ۱۰۹، کا حصہ ۲۰۷۔
فورڈ۔ کرنل، کی معرفت ۱۶۳۔
فیضو گارڈی، قاتل رکن الدولہ ۱۱۳، ۱۱۶۔
فیوضات سبحانی، تصنیف فریدوں جاہ ۱۰۶ فٹ نوٹ۔

ق

قطب الدولہ (حسن علی خان) صوبہ دار ۳۱۔
قطب الدین خان، ایلچی ۱۵۸، کا انحراف ۱۶۰۔
قمر الدین خان، کا طرز عمل ۲۱۴، کی نمک حرامی ۲۱۵، کا حصہ انگریزوں کی طرفداری میں ۲۱۸، کو جاگیر ۲۲۱۔

ک

کابل، ۲۰۳۔
کاٹھی پورنا، ۳۵، ۳۶۔
کارنجہ، کی سڑک ۸۵۔
کاسبی۔ کپتان، ۶۰، ۶۲۔
کاغذی گوڑہ، ۹۱۔
کاکن گیری، ۹۷۔
کالستری، ۲۰۰۔
کالی بیگم، نظام علی خان کی بہن ۱۱۰۔
کالی کوٹ، کو روانگی ۲۱۵۔
کانچند، فرزند راجہ رتن چند ۸۷۔
کانڈلی، میں قیام ۱۳۴۔
کانکن، کی پہاڑیاں ۷، جانے کی ہدایت ۱۹۲، چلا جانا ۱۹۴۔
کاویری، کے پار ۱۷۰۔
کاویری پٹن، ۵۸، میں اقامت ۶۶، کا شاہی آثار
کپتان ریڈ (ملاحظہ ہو ریڈ کیپٹن انڈرو)
کپتان کاسبی، ۶۰، ۶۲۔
کپتان ملکم، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
کپتان مور، کے تحت فوج ۲۰۰۔
کپتان میاگین، کی اطاعت پذیری ۵۸۔

کُپّل، کی فتح ۱۵۰، پر حملہ ۱۶۷۔
کدری کوٹہ، ۲۸۔
کڈپہ، کو روانگی ۲۱، ۷۳، ۱۶۸، ۱۷۳۔
کرشنا، کا عبور ۳۲، پہنچنا ۴۳، پار ۷۸، کا عبور ۱۴۹، کی سمت کوچ ۱۶۰، کے قریب ۱۶۷، کے کنارے فوج ۲۰۳۔
کرک پیاٹرک۔ جے۔ اے، کا موسومہ خط ۲۰۵، کی اطلاع دہی ۲۰۷، کو خط ۲۱۲، کو اطلاع ۲۱۳، کے ذریعے اطلاع ۲۱۹، سے استیداد ۲۲۳۔
کرک پیاٹرک، لفٹنٹ کرنل ولیم، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، نمایندۂ ریاست ۲۱۹، کو ویلزلی کی تحریر ۲۲۱۔
کرناٹک، کی قیادت ۱۹، کے نواب ۲۰ فٹ نوٹ، میں بسالت جنگ ۲۱، ۲۲، کے نواب ۲۹، پر حملہ ۳۰، کے زمیندار ۳۲، کے نواب ۴۰، کی دکن سے علیحدگی ۴۰، پر حملہ کی تیاری ۴۱، پر حملہ ۴۳، ۴۹، کے نواب ۵۰، ۵۱، ۵۲، کے حقوق ۵۳، پر حکمران ۵۴، کو غصب ۵۶، میں متحدہ افواج ۶۲، کا انتظام ۶۸، کے نواب ۷۳، پر حملہ ۷۸، پایاں گھاٹ ۷۹، کی سند ۸۰، پر قابض ۸۱، بالا گھاٹ ۸۱، بالا گھاٹ پر قابض ۸۲، کو روانگی ۱۰۰، کے والی کے علاقے ۱۴۱۔
کرناٹک گڈھ، ۶۸۔
کرنگانور، کے قلعہ پر قبضہ ۱۶۷۔
کرنل فورڈ (ملاحظہ ہو فورڈ کرنل)
کرنول، کا فوجدار ۲۴، ۲۶، کے قلعہ میں ۲۷۔
کریم داد خان، کی تعیناتی ۱۳۴۔
کریم صاحب مشتاق ۴۴، ۴۵۔
کڑمنیال، ۱۳۵۔
کشٹاپور، کے گھاٹ سے ۱۳۳، کا فاصلہ ۱۳۴
کشنا گری، ۵۲، کے پہاڑوں میں ۵۷۔
کشن راؤ بلال، ملاقات کے لئے ۹۹، ۱۴۶، وکیل صلح ۱۸۲۔
کلپاک، ۵۹، پر متحدین ۶۳۔
کلکتہ، کو واپسی ۱۲۸، کو سفیر آصفیہ ۱۵۳، ۱۵۴، سے واپسی ۱۵۶، پہنچنا ۲۰۲۔
کلیانی، کی طرف ۸۸۔
کلیو۔ جنرل، کی معرفت ۱۶۳۔
کناوے۔ کپتان جان، سفیر انگریزی ۱۵۳، کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳۔
کنجیورم، میں قیام ۲۰۔
کنڈہ پلی (مصطفےٰ نگر) ۷۶، انگریزی قبضہ میں ۱۷۷، ۱۸۷۔
کنکاپور، کا صلح نامہ ۸۵۔
کنکیڈ، مورخ ۸۵، خلاف واقعہ ۹۹۔
کنور بجے سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
کنور جودھ سنگھ، کی شرکت ۱۳۵، طلایہ داری ۱۳۵، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
کنور نرندر سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
کوٹگیر، پنچ کر ۱۳۲۔

کوچین، ۱۶۷، فٹ نوٹ۔
کورٹلہ، سے کوچ ۱۳۵۔
کورگ، کی طرف انعطاف توجہ ۲۱۵۔
کورنوالس۔ارل، کا خط ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹،
کا توپ بھیجنا ۱۶۸، کلکتہ سے ۱۶۸ فٹ نوٹ،
کا خط ۱۸۳، کو شبہ ۱۸۵۔
کورومنڈل، ۸۱، کے سواحل ۲۰۴۔
کوڑیال بندر، کا مطالبہ ۲۱۴۔
کوک۔کپتان ولیم، ۶۰۔
کوکا کی ٹٹی، ۹۱۔
کولاپور، سے مراسلت ۹، سے نکل کر ۱۹۵ فٹ نوٹ۔
کولار، کی قلعداری ۸۰۔
کولاس، کا سفر ۱۲۸، کے گھاٹ کا عبور ۱۲۸،
سے نکل کر ۱۲۹، میں طلبی ۱۳۲۔
کول کنڈہ، پر قبضہ ۱۴۸۔
گولی۔کپتان ولیم، ۶۰، ۶۲۔
کوندویر، ۷۶۔
کوئل کنڈہ، کے قلعہ کا محاصرہ ۳۹۔
کوئمبٹور، سے برخواست ۱۶۱۔
کھارے، کا بیان ۱۹۸۔
کھڑک سنگھ، سردار۔
کھڑلہ، کی جنگ ۱۷۴، کے قلعہ میں ۱۷۸، سے
پیش قدمی ۱۷۹، کو واپسی ۱۸۰، میں متحصن
۱۸۱، کی جنگ میں عدم اعانت ۱۸۳، کی
جنگ میں شکست ۱۸۴، ۱۸۶، کی جنگ میں
گیا ہوا علاقہ ۱۸۹، کے صلح کی بموجب ادائی
رقم کا مطالبہ ۱۹۳، کی جنگ میں دیا ہوا ملک
۱۹۵، کے صلح نامہ کی رو سے ۱۹۸۔
کھمم، ۷۵، کو واپسی ۷۷، نایب کے سپرد ۷۸،
میں اضافہ فوج ۱۸۵۔
کیپ آف گڈ ھوپ، ۲۰۴۔
کیلاڈ۔برگیڈیر جنرل، ۴۰، کو حکم ۴۱۔
کیلاس گڈھ، ۶۸۔
کیمبل۔کرنل چارلس، ۳۰۔

گ

گنتی، کی تفویض کا اقرار ۱۵۹، پہنچ کر انحراف ۱۶۰۔
گجندر گڈھ، پر قبضہ ۱۴۸۔
گرانٹ ڈف، کا بیان ۲، ۳، ۷، ۱۳، ۲۵،
۳۴، ۱۷۵، ۱۷۸۔
گردھاری لال احقر، کی تاریخ ۱۲۔
گرگنٹہ، کا زمیندار ۸۸۔
گرنپات، گھاٹ ۷۳۔
گریٹ برٹن، ۱۶۳۔
گلاب سنگھ، کی باؤلی ۹۱۔
گلبرگہ، کو روانگی ۳۶، ۳۷، ۸۸، ۱۰۳۔
گلزار آصفیہ، کا واقعہ ۱۰۸، ۱۰۹، کی وجہ ۱۱۰،
۱۱۲، کی غیر تحقیقی نقل ۱۱۳، کے واقعات ۱۱۵،
۱۱۷، ۱۸۱، مرض کی نسبت ۱۸۸، گدی نشینی کی
نسبت ۱۹۰، ۱۹۱، میں تفصیل گرفتاری ۱۹۷،
گلزار محل (واقع ٹمل) میں قید ۱۳۰۔

گلشن آباد (مرہٹی) میں حملہ ۲۱۵۔
گنٹور (مرتضیٰ نگر) ۷۶، پر حملہ کا اندیشہ ۱۲۶، کی عدم سپردگی ۱۴۷، کا مطالبہ ۱۵۳، کی عدم تعویض ۱۵۴۔
گنگا دھر الیشونت، کی خدمات ۸۴۔
گنگا راؤ، زمیندار نرمل ۸۹۔
گنگرتی، کا علاقہ ۱۸۲۔
گوپال راؤ پیٹ وردھن کی تنبیہ ۵، کو اکسانا ۶، قلعدار برج ۱۳۔
گوپال سنگھ، قندھار والا ۹۷، ۹۸۔
گوپیکا بائی، والدۂ مادھو راؤ ۱۔
گوداوری، کے کنارے ۸، ۲۶، کا عبور ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، کے کنارے ۱۳۶۔
گورم کنڈہ، کا محاصرہ ۱۶۸۔
گوروتا، کا بٹیا جراح ۱۲۸۔
گوڑ دھنداس، کا باغ ۱۲۸، کے باغ میں قیام ۱۶۰۔
گوشہ محل، میں نئی باغ ۹۳۔
گولکنڈہ، کے قلعہ میں ۲۷، کے قریب ۱۰۶، ۱۰۷ فٹ نوٹ، کی تعلقداری ۱۱۴، میں توپ ۱۳۹، میں نیا مکان ۱۵۶۔
گولی گوڑہ، ۹۱۔
گومانجی نایک ۹۰۔
گوبیند راؤ، زخمی ۱۰۵۔
گوبیند راؤ بھگونت ۱۴۶۔
گوبیند راؤ پنگلے، وکیل ۱۷۴۔
گوبیند راؤ کالے، وکیل ۱۷۴۔
گوبیند کشن، پسر کشن راؤ ۱۴۶۔
گھاٹکے (سکارام گھاٹکے) رضامند کرلینا ۱۹۶۔
گھانسی بازار، ۹۱۔
گھانسی رام کوتوال، کا میدان ۹۳۔
گھانسی میاں (سردار الملک سردار الدولہ سردار جنگ حسام الدین خان) تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۶، کا حملہ ۱۳۳، کی فتح ۱۳۲، کو خطاب ۱۳۳، کی کمک ۱۳۴، استقبال میں ۱۳۵، کو حکم ۱۸۷، ۱۹۴۔
گھٹ کیسر، کی سند ۸۰۔

ل

لارڈ مارنگٹن، گورنر جنرل ۲۰۲، ۲۰۳ فٹ نوٹ کا حکم فوج کو ۲۱۰۔
لارڈ ولنگٹن (کرنل آرتھر ویلزلی) ۲۱۹ فٹ نوٹ۔
لال خان بلوچی، حملہ آور ۱۷۹، ۱۸۰۔
لالی۔ موسیٰ، کی طرف سے ماموری ۱۲۷۔
لچھمن راؤ کھنڈا کلہ، ۱۲۔
لچھمی پنڈت وکیل، کے ہتصواب سے ۱۳۰۔
لچھمی نارائن تفیق، مصنف مآثر آصفی ۱۰، ۱۲، کی بیان کردہ وجہ ۱۱۳، کا خیال ۱۱۸۔
لشکر خان (رکن الدولہ) کا بارگیر ۲ فٹ نوٹ۔
لفٹنٹ کرنل ولسن (ملاحظہ ہو ولسن لفٹنٹ کرنل)
لودھی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

م

مآثر آصفی، کا بیان ۹، ۱۵، ۲۵، ۳۷، میں

صفدر جنگ ۹۰، ۹۸، ۱۰۰، کے بیان کے
مطابق ۱۱۷، کا مصنف ۱۱۸۔
مادھوراؤ پیشوا، سے صلح ۱، کے طرفدار ۲،
کی دور اندیشی ۳، کی شکست ۴، کے خلاف
۶، کا حملہ ۹، کی ملامت ۱۳، کی ناراضی ۳۴،
کے عہد و پیماں کا معاطلہ ۳۵، کو خلعت ۳۶،
کا اثرہ ۴۰، ۴۷، کی مہم ۸۴، کے پاس ۸۵،
کے مفید شرائط ۸۶، کی علالت ۹۴، مرض
الموت میں ۹۵۔
مارکوئس ویلزلی (لارڈ مارنگٹن) گورنر جنرل
۲۰۲، کے خط میں مشکلات کا اظہار ۲۰۹، کی
تحریر ۲۰۷، ۲۱۱۔
مالگیری، پہ ملاقات ۱۷۰۔
مالٹ۔ مسٹر، کی معرفت ۱۶۴، ۱۶۵، سفیر
پونہ ۱۷۶۔
ماماٹیرن، ۱۳۹۔
مانجرا، دریا کے کنارے ۱۲۸، ۱۷۷۔
مبارز الملک (ظفر الدولہ ضابط جنگ ابراہیم بیگ خان
دھونسہ) مشوش ۱۱۶، کے وکیل ۱۲۱، کے
خیالات ۱۲۲، کی تحریک ۱۲۳، کے وکیل
۱۲۳، کا مرض ۱۲۸، کا انتقال ۱۲۸،
کے انتقال پر ۱۳۰، کے خیر خواہوں کی حجامت
۱۳۱۔
مٹ پلی، ۱۳۵۔
مچھلی بندر (مچھلی پٹن) سے واپسی ۱۷، کو
روانگی ۱۸، کا تاجر ۱۰۹۔
محبوب گنج (واقع حیدر آباد) ۹۱۔
محبوب علی خان (آصف جاہ سادس) ۹۲۔
محفوظ خان، فرزند انور الدین خان ۲۰، کی
تجاویز ۵۰، کا بھیجا جانا ۵۲، کی لڑکی سے
نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴۔
محکم سنگھ، پیشکار دیوان ۳۳، کا قتل ۳۶، ۳۷۔
محمد حسین خان، ۱۳۵۔
محمد سلیمان، ۱۳۵۔
محمد عادل شاہ، ۲۸ فٹ نوٹ۔
محمد علی خان (والا جاہ سراج الدولہ) نواب
کرناٹک ۲۰ فٹ نوٹ، ۲۹، کا پیشکش ۳۱،
کی تنبیہ کے لئے ۴۹، کے متعلقہ مقامات ۵۰،
کو خطوط ۵۱، کی تحریک پر ۵۲، کی تسخیر کے لئے
۵۴، سازشوں سے ۵۶، کی فوج ۶۳،
کے پاس رکن الدولہ ۷۳، رکن الدولہ کے
سالے ۷۴، کے خلاف ۷۷، کے تحایف ۸۲،
کو خلعت ۸۳، کے علاقے ۱۴۱۔
محمد علی کمندان کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳،
سردار قلب میں ۶۹۔
محمد غیاث، ٹیپو سلطان کا ایلچی ۱۵۸۔
محمد مقیم تقیمی، ۲۸ فٹ نوٹ۔
محمد نگر (گولکنڈہ) کا قلعہ ۸۷، میں محبوس ۸۸، ۹۰،
کے قلعہ میں محبوس ۱۲۷، کے قلعہ کے پاس ۱۲۸،
کے قلعہ میں قید ۱۵۲۔

محمد یوسف، سردار ۹۵۔
محی الدین صاحب، کے ہاتھی کی جنگ ۹۴۔
محی الدین صاحب ابن کریم صاحب ۴۴، ۴۵۔
مخدوم صاحب، حیدر علی خان کا سالا ۵۴، کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳۔
مدراس، گورنمنٹ ۲۰، کو روانگی ۲۹، کو سفیر ۲۹، کے رسالے ۳۰، کی مالی حالت ۴۱، سے آمد و رفت کا رستہ ۵۰، گورنمنٹ ۵۱، کونسل ۵۲، کے گورنر کے نام مراسلت ۵۶، سے جواب، کو ٹیپو سلطان کی روانگی ۶۴، پر حملہ ۶۶، آتا ۷۴، کو رکن الدولہ کا جانا، ۷۵، کے گورنر کے تحایف ۸۲، ۸۳، گورنمنٹ ۱۲۵، اور کلکتہ میں اختلاف ۱۲۸، سے مدد ۱۶۷، کی افواج ۱۲۸ فٹ نوٹ، کی فوج ۲۰۴ کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج ۲۰۴، کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج کی پیش قدمی ۲۱۴۔
مدھوجی بھونسلہ (مودھاجی بھونسلہ) جانوجی کا بھائی ۹۵، کا طرفدار ۹۶۔
مدینہ صاحب، سفیر ٹیپو سلطان ۲۱۱۔
مراد خان، محمد، اورنگ آبادی ۲، مادھو راؤ کے ڈیرے میں ۳، پر رشک ۵، کا ایما ۹، ۱۱، سے اتفاق کر کے ۱۲، کو متفق ۱۴، ۱۵، کو قید ۲۷۔
مرار داس (راجہ جگدیو) پیشکار دیوان ۴۸۔
مرتضیٰ نگر (گنٹور) ۴۱، ۷۶۔
مرج، کی طرف پیش قدمی ۵، کا قلعدار ۱۳۔
مڑکی بازار ۹۱۔
مڑولی (گلشن آباد) میں حملہ ۲۱۵۔
مستعد پورہ ۵، ۹۱۔
مستقیم الدولہ کا استبداد ۲۲۳، وکیل ۲۲۳ فٹ نوٹ۔
مسلم جنگ، کا پل ۹۱۔
مسیح الدولہ (حکیم محمد باقر خان) ۱۲۸۔
مشیر الملک (اعظم الامرا ارسطو جاہ معین الدولہ سہراب جنگ غلام سید خان) ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
مصری خان، حارس قلعہ ۱۰۵۔
مصطفےٰ بیگ ۱۳۵۔
مصطفےٰ تنگر (کنڈہ پلی) ۴۱، ۷۶، انگریزی قبضہ میں ۷۷، ۱۸۳، ۱۸۷۔
معز الدین، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
معین الدولہ (اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک سہراب جنگ غلام سید خان) صوبہ دار ۳۲، کو حکم ۱۳۹۔
معین الملک (عمدۃ الامرا) فرزند والا جاہ ۷۹۔
مغل علی خان (ہمایوں جاہ ناصر الملک معتضد جنگ) کو ورغلانا ۸۸، ٹیپو سلطان کے مقابلے پر ۱۴۹۔
مغل میرزا، ابراہیم بیگ دھوتسہ کا بھانجا ۱۳۰۔

مقیمی، محمد مقیم، ۲۸ فٹ نوٹ۔
مکارم خان، کمک پر ۱۳۶۔
مل جمیس، مورخ ۳۹، ۴۱۔
ملکم، مسٹر، رزیڈنٹ کا مددگار ۲۰۹، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
ملہار راؤ ہولکر، ۶، کے دیوان ۸۴۔
ملیبار، ۸۱، کے سواحل ۲۰۴۔
ممتاز الامرا (امتیاز الدولہ) کی صلاح ۱۸۶، کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱، غیر طرفدار کمپنی ۲۱۲۔
منّاجی پھڑکے، برطرف شدہ فوج کے ساتھ ۱۹۶۔
منا گی پنڈت، وکیل حیدر علی خان ۵۶۔
منرو، مسٹر، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
منسا رام فانی، شفیق کے والد، ۱۔
منگامری میجر ہیو، ۱۶۷، کمان سے علیحدہ ۱۹۸۔
منگلور، کا محاصرہ ۱۴۲، کی بندرگاہ ۲۰۲، کا مطالبہ ۲۱۴۔
منور خان، ۶۸۔
منیر الدولہ (منیر الملک شیر جنگ حیدر یار خان) کا انتخاب ۲۹۔
منیر الملک (منیر الدولہ شیر جنگ حیدر یار خان) کا انتخاب ۲۹۔
موتی تالاب (واقع سرینگ پٹن) ۱۷۰۔
موتی محل (واقع قلعہ گولکنڈہ) ۵۶ فٹ نوٹ۔
موٹا پلی بندرگاہ، سے درآمد ۱۲۶۔
مودھاجی بھونسلہ (مدھوجی بھونسلہ) کا کارپرداز ۱۰۳، ولایت کے لئے ۱۰۴، جنگ میں ۱۰۵، کی مہم کے بعد ۱۱۳، کے تعاقب میں ۱۱۵۔
مور، کپتان، کے تحت فوج ۲۰۔
مورایہ، پھڑنویس ۶۔
موسیٰ، ندی میں طغیانی ۹۰، پر بند کی تجویز ۹۲، کے کنارے ۱۲۸۔
موسیٰ یوسی، کی پانڈیچری کو روانگی ۱۸، کا انتظار ۱۹، کا نہ آنا ۲۱، سے قرض کی خواہش ۲۲، کا باہر ہو جانا ۲۳، کی توقع ۱۸۴۔
موسیٰ پیروں کی توپ اندازی ۱۸۰، کے تحت فوج ۱۹۴، ۱۹۷۔
موسیٰ خان (رکن الدولہ احتشام جنگ) بھگدڑ میں ۱۰، کی حالت ۱۱، بایک جامہ و دستار ۱۱، بادوکوش و بینی ۱۲، میدان جنگ سے نکل کر ۱۴، کی ماموری کی کوشش ۱۵، بے سروسامانی میں ۱۶، کا اقرار ۱۶، کو خطاب ۱۶، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ۳۳، دیوان خانہ میں ۱۰۷۔
موسیٰ رمیوں، سپہ سالار ۱۷۷، کے تحت فوج ۱۸۰، ۱۸۴، کی فوج ۱۸۵، کو حکم ۱۸۷، کے تحت فوج ۱۹۴۔
موسیٰ سیپتو، کا مشورہ ۲۱۶۔
موسیٰ صاحب قادری، کی درگاہ ۹۱۔
موکلہ (موکھیڑ) ۹۶ فٹ نوٹ۔

موکھیڑ (موکلہ) ۹۶۔
مونگی پٹن، کوروانگی ۶۔
موہن راؤ پنگلیہ، جاگیردار رُدرور ۱۵۲۔
موہیری، گھاٹ ۱۷۸، پر اُترآنا ۱۷۹۔
موید جنگ (فریدالدین خان) کے ذریعہ اقرار ۱۵۹۔
مہابت جنگ کی گرفتاری ۱۰۴، کے زیر تصرف ۱۴۸، ٹیپو سلطان سے متحد ۱۴۹، کو عبور کراکے ۱۵۰۔
مہادیوجی سندھیہ، سے اتحاد ۱۷۷، کا انتقال ۱۷۷، کو فراہم کرنا ۱۸۱۔
مہاراشٹر، کی حکومت ۸۱۔
مہاراؤ، مابین میمنہ ۹۷۔
مہاڑ، ۱۹۴، کا عہدنامہ ۱۹۵، سے واپسی ۱۹۷، کے عہدنامہ کی تعمیل ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰۔
مہیار، عاشق چندریدن ۲۸۔
میاکین کپتان، کی اطاعت پذیری ۵۸۔
میجر جنرل میڈوز (ملاحظہ ہو میڈوز میجر جنرل)
میجر رابرٹس (ملاحظہ ہو رابرٹس میجر)
میجر ہیومنگامری (ملاحظہ ہو منگامری میجر ہیو)
میدک۔ سرکار، تعہد پر ۱۵۲، مرکزی علاقہ ۱۸۴۔
میڈوز میجر جنرل، کے زیر کمان ۱۶۷، گورنر مدراس ۱۶۸ فٹ نوٹ۔
میراں یار جنگ (عیسیٰ میاں) کی ماموری ۱۹۷۔
میر حلبہ، کا تالاب ۸۳، کے تالاب میں ۹۳۔
میر صادق، کا طرز عمل ۲۱۴، سے مشورہ ۲۱۶۔
میر عالم (میر ابوالقاسم) سفیر ۱۵۳، ۱۵۴، سے گفتگو ۱۵۵، کی واپسی ۱۵۶، کا موسومہ خط ۱۵۹، مزید فوج کے ساتھ ۱۶۹، سفیر پونہ کو ۱۷۶، کو تحریر ۱۸۴، کے پاس فرمان برطرفی فوج ۱۸۵، کا معروضہ ۱۸۷، سے مل کر ۲۰۸، سپہ سالاری پر ۲۱۳، کے تحت سپاہ ۲۱۵ فٹ نوٹ، کے ذریعے اطلاع ۲۱۹، کے نام تحریر ۲۲۱، کا خیال ۲۲۲، کا استیداد ۲۲۳ کی ذاتی رائے ۲۲۴۔
میر عالم (سوانح میر عالم) تصنیف ۱۵۴۔
میسور، ۴۲، ۴۹، فٹ نوٹ، سے متعلق ۱۴۱، پر پیش قدمی ۱۶۰، کے معزول راجہ ۱۶۱، فتح ۱۶۲، پر پیش قدمی ۱۶۷، کی جنگ کے بعد ۱۷۴، ۲۰۸، کے حدود پر پیش قدمی ۲۱۰، کی سابقہ جنگ ۲۱۱، پر فوج کشی کا اعلان ۲۱۴، کو تقسیم کرلینے کا خیال ۲۱۶، پر انگریزوں کا قبضہ ۲۱۷، کے راجہ کی بیوہ کا متبنّٰی ۲۱۸، پر راجہ ۲۲۰، کے حدود ۲۲۲، کی رانی کا معاہدہ ۲۲۲۔

ن

نارائن دیو، زمیندار ۷۷۔
نارائن راؤ پیشوا، کی قایم مقامی ۹۵، پر حملہ ۹۶، کے قتل کا بدلہ ۱۰۳۔
نارو بنت چیکر دیو، کی رہبری ۱۹۷۔
ناسک، کوروانگی ۲۔
ناش لفٹننٹ، کی رہائی ۱۷۰۔
ناصر جنگ (نظام الدولہ میر احمد خان) کی شہادت کے بعد سے ۲۲، کا شوق ۹۳، کا ہیلا ۹۳۔

ناظم جنگ (بدیع الزماں خان) ۱۸۶۔
ناگپور، کا راجہ ۶، کے راجہ سے مصالحت ۱۲۶۔
نانا پھڑنویس (بالاجی پنڈت۔ نانا فرنویس) کے تفویض ۸۴، ۱۴۶، کی چالاکی ۱۷۷، کا بیان ۱۸۱، کا صرفہ ۱۸۲، کے متعینہ سوار ۱۹۳، کی طلبی ۱۹۴، سے ریشہ دوانی ۱۹۵، کی طرفداری میں ۱۹۵، کی رقم سے فوج ۱۹۶، کی واپسی ۱۹۷، تالیف قلب میں ۱۹۸، ۱۹۹، کا اقرار ۲۰۰۔
نانا فرنویس (بالاجی پنڈت۔ نانا پھڑنویس) کے دلایل ۱۷۴، کا بیان ۱۸۱، باجی راؤ کے خلاف ۱۹۰، کا منصوبہ ۱۹۱، کو اطلاع ۱۹۲۔
نبی باغ (واقع گوشہ محل) ۹۳۔
نپولین اعظم، شاہ فرانس ۲۰۱، کا حملہ مصر پر ۲۱۔
نجابت خاں، سید، بہادر دل خاں کے پوتے ۱۰۸، کے بیان پر قیاس ۱۰۹۔
نجم الدولہ، میر بخشی ۱۳۴۔
نجیب اللہ، قلعہ دار نیلور ۱۸، کی طلبی ۱۹۔
نرپت سنگھ، ۹۷، کی ماموری مہم پر ۱۰۴۔
نرکھوڑہ، ۹۰۔
نرگوندہ، پر قبضہ ۱۴۸۔
نرمل ۸۹، کی جنگ سے واپسی ۱۲۴، میں عمل دخل ۱۳۰، کے کارخانہ جات کی سند ۱۳۱، میں کشت وریز ۱۳۲، سے نکلنا ۱۳۴، کا جمع وخرچ ۱۳۹، کی حکمداری ۱۳۹، کی قلعداری ۱۳۹، جاگیر ۱۸۷، کا ایرہ میم باغ ۲۳۳۔
نشان حیدری، کا بیان ۶۴، میں زجر وتوبیخ ۷۰، ۷۲، محاصرۂ بادامی پر ۱۴۸، میں رقم صلح ۱۷۲، میسور کی سازشوں کی نسبت ۲۱۴۔
نصیب الدولہ (ٹیپو سلطان) خطاب ۴۹۔
نصیب یار خان (وقار الدولہ) کے ذریعہ ۳۷، کی صواب دید پر ۱۲۱۔
نظام (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کی تائید ۴۲، کی مدد پر آمادگی ۴۳، کا کیمپ ۴۹، کی پریشانی ۵۰، کا جنگ جاری رکھنے کا ارادہ ۵۲، کی دعوت ۶۷، حیدر علی خان کے ساتھ ۷۳، کا معتمد سردار ۷۵، کا حصہ ۷۶، فوج کے ساتھ ۷۷، کی امداد ۷۸، ۷۹، ۱۸۰، کے حقوق ۸۱، کا مدد دینا ۸۲، کے گلے کا زیور ۱۰۰، کا تصور انفساخ عہد نامہ پر ۱۵۳، کا تفویض کرنا ۱۵۴، کی طرف سے طلبی ۱۶۵، کی امدادی فوج ۱۶۸، کی ملازم انگریزی فوج ۱۸۳، کو مایل ۱۸۵، لڑکر کمزور ہو جانیں ۲۰۲، کی مدد کا عدم امکان ۲۰۶، کو بدگمانی ۲۰۸، کی دیگر فوج ۲۱۰، کی افواج کی سپہ سالاری ۲۱۲، انفنٹری کا انحراف ۲۱۳، کی باقاعدہ امدادی فوج ۲۱۵، کے حصہ کی قرارداد ۲۲۲، کے اعمال ۲۲۴۔
نظام الدولہ (نظام علی خان آصف جاہ ثانی کے اطمینان کے لیے ۵۲، کا دعوت دینا ۶۶۔
نظام علیس لے شنس فوت مرہٹاس ۲۰۰۔
نظام علی خان (نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ آصف جاہ ثانی) کی تخت نشینی ۱، کی غرض ۳،

کی غرض ۳، کی اعانت ۴، کا دیوان ۵، کی
طرف سے مراسلت ۶، کا سبق ۷، کا گورداور بھیجنا
۸، کو حملہ کی خبر ۹، کے سپاہیوں کی اموات ۱۰،
سے انحراف ۱۰، کی اورنگ آباد روانگی ۱۳،
کی آزردگی ۱۴، کی غلط فہمی کے ارتفاع کی کوشش
۱۵، ۱۶، صلح کے بعد ۱۷، کی برار کو روانگی ۱۸،
کا طرفدار ۲۰، کے مقابلے میں مدد ۲۲، راجمندری
میں ۲۳، کے منصوبوں کو نقصان ۲۴، حیدرآباد
کے ارادے سے ۲۵، کی بجائے ۲۶، کی اجمیر
کو روانگی ۲۷، صوبہ دار دکن ۲۹، کو مجبور کر دینا
۳۰، کا بغرض انتظام نکلنا ۳۱، کا راستہ ۳۲،
سے متحد ۳۴، سے ترک مراقبت ۳۵، کی عیادت
۳۶، کی دور اندیشی ۳۸، کی توجہ ۳۹، کے پاس
رسوخ ۴۰، کی فراہمی فوج ۴۱، کی مخالفت ۴۲،
کے دربار میں باریابی ۴۳، کا عبور کرشتا ۴۴،
سے سازش ۴۸، کو تسخیر کے لئے ۴۹، ۵۱، نے
خط پڑھا ۵۳، کی فوج ۵۴، کی نسبت بدگمانی
۵۵، کے کیمپ میں ٹیپو سلطان ۵۶، کا کوچ ۵۷،
کو شکست ۵۸، کی افواج ۶۲، سے تحریک ۶۴،
جنگ سے کنارہ کش ۶۵، نے دعوت کی ۶۶،
۶۷، گرنپات میں ۷۳، کے پاس انگریزی سفیر
۷۵، ۷۶، کی رضامندی ۷۷، کی طرف سے
۸۵، سے عدم مراسلت ۸۵، کی ریاست سے
دلچسپی ۸۶، کا حملہ ۸۸، کے بڑے بھائی کا شوق
۹۳، کا ملاحظہ تماشا ۹۳، سے ریشہ دوانی ۹۴،
کا اتحاد پیشوا سے ۹۶، سے مقابلہ ۹۶، قول ۹۷،
کی مدد ۹۸، کی ملاقات ۹۹، کو شکست ۱۰۰،
رکھنا تھراؤ کے پاس ۱۰۱، کی گذاشت ۱۰۲،
صلح ۱۰۳، کی عزیمت ۱۰۴، کی سوءظنی ۱۰۶، کی
والدہ کے حکم پر ۱۰۷، کی ناکامی ۱۰۸، کو پاس امرا
۱۰۹، کو مجبور ۱۱۰، سے بیان واقعہ ۱۱۱، کے خاتمہ
کا ارادہ ۱۱۴، پر ہوا خواہ رکن الدولہ ۱۱۵، کو
خطرہ ۱۲۱، کی دلچسپی ۱۲۲، طالب مشورہ ۱۲۳،
امور مال و ملکی میں ۱۲۴، کا حکم نسبت سکہ ۱۲۴،
کا عمل ۱۲۵، کے پاس تعیناتی ۱۲۷، کو مرض کی
اطلاع ۱۲۸، کو معروضہ ۱۳۱، کو فتح کی اطلاع
۱۳۳، کا کوچ ۱۳۴، کی فوجی ترتیب ۱۳۶، سے
اتحاد کی تجویز ۱۴۳، کی فہمائش ۱۴۴، سے سمجھوتہ
۱۴۷، کی روانگی ۱۴۸، کے داماد ۱۴۸، کی مخالفت
۱۴۹، کی پریشانی ۱۵۰، ۱۵۲، کی بلا اطلاع
معاہدہ ۱۵۳، کی خواہش تجدید عہدنامہ کی
نسبت ۱۵۵، کا نیا مکان ۱۵۶، کی خواہش
اتحاد ۱۵۸، کا سوال ۱۵۹، کی روانگی ۱۶۰،
کے ساتھ معاہدہ ۱۶۱، سے معاہدہ ۱۶۲، ۱۶۷،
کی فوج ۱۶۹، کے حصہ میں ۱۷۳، کی علالت ۱۷۳،
کی عدم ادائی چوتھ ۱۷۴، سے معاہدہ ۱۷۵،
سے کنارہ کشی ۱۷۶، کی فرانسیسی فوج ۱۷۷، کے
مقابلے میں ۱۷۸، کی فوج پر حملہ ۱۷۹، کی فرانسیسی
فوج ۱۸۰، کی واپسی ۱۸۰، متحسن ۱۸۱، کے قریب
۱۸۲، کے ذمے ۱۸۲، کی ناراضی ۱۸۳، کو جواب

۱۸۴، کے صلاح کار ۱۸۶، کا خط ۱۸۶، کا معاہدہ
کو کالعدم کرنا ۱۸۷، مبتلائے فالج ۱۸۸، کو معزول
ارسطو جاہ ۱۹۴، کو طرفدار بنا لینا ۱۹۵، کی فوج
کی کارگزاری ۱۹۷، کو واپس ۱۹۸، کے حق میں
تعمیل ۱۹۹، کا معقول فایدہ ۲۰۰، کو کمک ۲۰۲،
سے معاہدہ ۲۰۴، کو ترغیب ۲۰۵ کی علالت
میں ۲۰۶، کے قایم مقام ۲۰۷، کے بلا علم شرایط
۲۰۸، کو دھمکی ۲۰۸، کے پاس رزیڈنٹ ۲۰۹،
فریق عہد نامہ ۲۱۱، غیر صحیح المزاج ۲۰۲، کی منظوری
سے ۲۱۳، کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت
۲۱۶، فریق معاہدہ ۲۱۸، کو سوء ظنی کا امکان
۲۱۹، کو تقسیم میسور کی اطلاع ۲۱۹، کا استفادہ ۲۲۰،
کے حصہ میں جیتل درگ ۲۲۱، کے اعمال پر تنقیدی
نظر ۲۲۴، کے خانساماں ۲۳۳۔

نندی درگ، سے توپ ۱۶۸۔

نوازش علی، خانساماں ۲۳۳۔

نوازش محل، ۲۳۳۔

نوشیروان، سربراہ کار ۱۲۷، کی تعیناتی ۱۳۴۔

نیرا، ندی کے کنارے ۱۹۶۔

نیلور، کا قلعدار ۱۸، پر حملہ ۱۹، ۵۷۔

و

والاجاہ (سراج الدولہ محمد علی خان) ۷۷، سے
اتحاد ۷۹، ۸۰، کا علاقہ ۸۰، ۸۱، کی مدد ۸۲۔

والاجاہ آباد، میں انگریزی فوج ۱۶۸، فٹ نوٹ۔

وامرلہ ۲۰۔

وانڈیورش (وندواسی) کی فتح ۱۹۔

وانم باڑی، ۶۹، کو انگریزا ۷۔

وایٹ کپتان، کا خط ۲۱۳۔

وائی، میں نانا ۱۹۳، تک برطرف شدہ فوج کا جانا
۱۹۶۔

وڈچیری، ۶۹۔

ورنگل، پر پیش قدمی ۷۵، میں فوج ۷۷، تعہد پر ۱۵۲۔

وقار الدولہ (نصیب یار خان) کے ذریعے ۷۳،
۸۲، ملاقات کے لئے ۹۹، ڈیرے میں ۱۰۸، کی
صواب دید پر ۱۲۱ کے منصوبے ۱۲۲، کی خودکشی
کے بعد ۱۲۳۔

ولسن لفٹننٹ کرنل مصنف تاریخ ۱۶۸، کا
بیان ۲۰۴۔

ولی محمد بخشی ۱۳۰، کا اعتبار ۱۳۱، کی نمک حرامی
۱۳۱۔

ولیم کرک پیاٹرک لفٹننٹ کرنل (مغخر الدولہ
شوکت جنگ) رزیڈنٹ حیدرآباد ۱۸۴، ۲۰۴،
رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، نمایندہ ریاست ۲۱۹۔

ولیم کوک کپتان، ۶۰، ۶۲۔

ولیم کولی کپتان ۶۰، ۶۲۔

وندواسی (وانڈیوش) کی فتح ۱۹، کی بغاوت ۲۱۔

ویلزلی (کرنل آرتھر) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن
کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

ویلزلی (لارڈ کولی ہنری) رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

ویلزلی۔ مارکویس، کے پیش کردہ شرایط ۲۰۸، کا
خیال ۲۱۲، کا اطلاع دینا ۲۱۳ کے خطوط مرقومہ
۲۱۴، کی خواہش ۲۱۸، کا اختلاف ۲۲۱، کا خط ۲۲۳،

کی تعیناتی نظر ۲۲۴ -
ویلور، ۵۷ -
ویلواڑہ (ایلواڑہ) ۱۳۴ -
ویکٹ پیٹھ ۲۰
ویکٹ کیشو عامل امدولی ۱۲۹ -

ھ

ہادی الدولہ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳ -
ہارٹ۔ لفٹنٹ کرنل کے تحت ۵۷ -
ہارلیس۔ جنرل، کے تحت پیش قدمی ۲۱۴، کی مدافعت ۲۱۵، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، کے مساوی حصہ کا مستحق ۲۲۳ -
ہالنڈ۔ مسٹر، سفیر ۱۲۵، ۱۲۶، کو ہدایت ۱۲۷، کی سفارت میں ۲۲۸ -
ہر لعل کاتھی ۹۰ -
ہری پنت، کا انتظار ۱۶۹، کے فرزند ۱۷۹ -
ہری پنت، فرزند پرسرام ۱۹۴ -
ہری رام پھڑکیہ کی ملاقات ۱۰۴، ۱۴۶، کے ہمراہ ۵۰، بہادر پنڈہ میں ۱۵۰، کا ارادہ ۱۵۰، کے عزم کی خبر ۱۵۱ -
ہسٹری آف حیدر شاہ، کا مصنف ۴۴، کا بیان ۴۹، ۵۱، ۵۵، ۵۶، میں صیافت کی تفصیل ۶۶، صلح کے متعلق ۷۳، میں آمد و بھگت ۷۴، ہسٹری آف مدراس آرمی ۱۶۸ -
ہسکوٹہ، کی صوبہ داری ۳۹، سے ۵۷، میں رہنا ۶۸، ۷۳ -
ہلکر، خاندیس میں ۱۰۴ -
ہمایوں جاہ (ناصر الملک مقتدر جنگ مغل علی خان) ٹیپو کے مقابلہ پر ۱۴۹ -
ہمت خان، مراد خان کا عزیز ۷۷ -
ہمتا باد، کی ضبطی ۸۹، ۱۰۳ -
ہمدم، ارسطو جاہ کا گھوڑا ۱۹۲ -
ہندوستان، ۳۵، ۱۷۷، ۱۸۲، کو بھیج دینے ۱۹۶، میں فوج ۱۹۹، میں قسمت آزمائی ۲۰۱، سے نکال باہر کر دینا ۲۰۳، پر حملہ آور ہونا ۲۱۰ -
ہنری ویلزلی (لارڈ کولی)، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ -
ہیومنگامری میجر (ملاحظہ ہو منگامری، میجر ہیو)

ی

یادگیر (ایت گیر) کو روانگی ۱۴۳ -
یکہ تاز جنگ۔ کا رسالہ ۱۳۴، ۱۳۵
یلمہ، قوم ۱۵۲ -

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۵	رُخ کیا	رُخ لیا
۶	۱۴	رُخ کیا	رُخ لیا
۱۳	۱۷	ہما دیوراؤ	مادھوراؤ
۱۵	۱۱	بودر	بودو
۲۲	۸	دیں	دینگے
۲۶	۹	صلابت جنگ کے	صلابت جنگ کی
۳۳	۱۱	صادر کردی	صادکردی
۴۳	۳	جنگ میسور	جنگ میسور ۱۸۶۷ء / ۱۱۸۱ھ
۵۱	۶	رکن الدولہ	رکن الدولہ کو
۵۳	۱۳	صلح نامہ روسے	صلح نامہ کی روسے ۔
۵۵	۱۳	نظر لینا	نظیر لینا ۔
۷۰	۴	میرے سپاہیوں	میرے سپاہیوں میں ۔
۷۴	۲	اس نے بھی	اس نے یہ بھی
۷۹	۱۵	ورثا، کو اور اس	ورثا، کو اس
۸۳	۶	سر پیچ کرن بوقت	سر پیچ کرن
۸۷	۸	خواصی بٹھلاکر	خواصی میں بٹھلاکر
۸۹	۱	راجچند	راجچندر
۹۰	۶	کومانجی	گومانجی
۹۱	۳	بہالیگئی	بہالے گیا
۱۰۱	۱۲	دوازدہ ملک روپیہ	دوازدہ لک روپیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۱۹	خرم وہوشیاری	خرم وہوشیاری
۱۰۸	۸	رُکا	روکا
۱۰۹	۲	رکن الد	رکن الدولہ
۱۱۰	۱۰	قابل	قابل
۱۱۴	۱۹	رکن الدولہ کے	رکن الدولہ کی
۱۱۸	۱۳	تذویر	تزویر
۱۲۷	۱۲	اُسی کی ا	اِسی
۱۳۰	۱۶	سردگی	سرگردگی
۱۳۳	۷	فوج مخالف	فوج مخالف
۱۳۴	۱	اس منزل پر سے	اس منزل سے
۱۳۴	۱۸	سدی طعرس	سدی ظفر الماس
۱۳۷	۲	بمقابلہ چٹیال	بمقام چٹیال
۱۴۳	۳	مصالحت وصول چوتھ	مصالحت اور وصول چوتھ
۱۴۷	۷	سفر	سفیر
۱۶۲	۱	بورم	بورلم
۱۷۰	۱۶	تبریاں	بتیریاں
۱۷۹	۵	پورندیہ	پرینڈہ
۱۸۴	۲	ساتھ	سات
۱۸	۷	پورندیہ	پرینڈہ
۱۹۴	۱۱	گانگن	کانکن
۱۹۵	۳	موپہ	موید
۲۴۳	۱۱	مخالفتے	مخالفے